نعت

برنگِ شمائل

انیسویں صدی عیسوی تا عصرِ حاضر کے اُردو نعت گو شعرا کا خصوصی مطالعہ

مرزا حفیظ اوج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ حَرْفٍ جَرٰی بِہِ الْقَلَم

نعت برنگِ شمائل

(اُنیسویں صدی عیسوی تا عصر حاضر کے اردو نعت گو شعراء کا خصوصی مطالعہ)

مرزا حفیظ اوجؔ

اوج پبلی کیشنز ملتان

کتاب کا نام: نعت برنگِ شمائل

مصنف: مرزا حفیظ اوجؔ

سن اشاعت: نومبر 2023ء

تعداد: 500

قیمت: 1000 روپے

ناشر: اوج پبلی کیشنز ملتان

hafeezaoj@gmail.com

انتساب

اپنے تینوں بیٹوں

محمد مُستطابُ الاوج

محمد غُفرانُ الاوج

اور

محمد وَاثق الاوج

کے نام

شہا بہ رنگِ شمائل نعوت گوئی میں
کمالِ اہلِ سخن پر کلام کرتا ہے
یہ اوج آپ کے مدحت نگار لوگوں کی
ہر ایک طرزِ ثنا کو سلام کرتا ہے
ہر ایک حلقہ بگوشِ عدیمؔ نعت سرا
وہی تو کرتا ہے جو یہ غلام کرتا ہے

عباس عدیمؔ قریشی

فہرست　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　صفحہ نمبر

باب دوم: عاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

مقدمہ

اللہ کریم کا کروڑ ہا شکر ہے کہ مالک قلم و سخن نے مجھے یہ کام کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ اور کروڑ ہا درود نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر کہ جنہیں ربِ جہاں نے کامل و اکمل اور منبع ء شمائل و خصائل بنایا۔ شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادات و خصائل اور اخلاق ہیں۔ اور عام الفاظ میں شمائل سے مراد سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وہ باب ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حلیہ مبارک، وجودِ اقدس کے خال و خد، عادات و معاملات، خصائص و فضائل اور اقوال و افعال کے بارے میں احادیث جمع کی گئی ہوں۔ جیسا کہ کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شمائل منظوم انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب 2 ابواب پر مشتمل ہے پہلا باب شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور نعت گو شعراء کے کلام شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر مشتمل ہے جبکہ دوسرا باب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادات مبارکہ اور ان سے متعلق نعتیہ شاعری پر مشتمل ہے۔ ان دونوں ابواب میں موضوع کے اعتبار سے پہلے قرآنی آیات کو شامل کیا گیا ہے، اس کے بعد احادیث مبارکہ سے استفادہ کیا گیا ہے اور آخر میں اس موضوع پر مشتمل اشعار کو شاعر کے نام کے ساتھ شامل کیا گیا ہے جو انیسویں صدی عیسوی سے عصر حاضر تک کے شعراء ہیں۔

کتاب کے آغاز میں شمائل کی تعریفات بیان کی گئی ہیں، اس کے بعد کتب شمائل کا چیدہ چیدہ تذکرہ موجود ہے اور ساتھ ہی کتب شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا

ارتقائی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔اس کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر ہر عضو مبارک کے بارے میں ممکنہ قرآنی آیات، احادیث صحیحہ اوران بعد اسی عضو مبارک پر نعتیہ اشعار شامل کیے گئے ہیں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر ہر عضو مبارک مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حلیہ مبارک، موئے مبارک، جبین اقدس، ابروئے مبارک، چشمان مقدس، رخسار مبارک، گوش اقدس وسماعت، لب اقدس، زبان اقدس، ریش مبارک، گردن مبارک، سینہ مبارک، قلب اطہر، بازوئے مبارک، ہتھیلی وانگشت اقدس، شکم اطہر، ناف مبارک، پائے اقدس اور ایڑیاں مبارک کے بارے میں مستند احادیث تخریج کے ساتھ نقل کی گئی ہیں، اور بعد ازاں اشعارِ شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تحریر کئے گئے ہیں۔

دوسرا باب عاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اسلوب بھی سابقہ باب کی طرح کا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خُلق عظیم، زہد وورع، فقر وغنا، شجاعت وبہادری، عبادات وریاضت، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گفتار ورفتار اور دیگر عادات مبارکہ شامل ہیں۔حسب سابق ہر ہر عادت نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حوالے سے ممکنہ قرآنی آیات اوراحادیث صحیحہ کا التزام کیا گیا ہے اور بعد ازاں نعت گوشعر کے وہ نعتیہ کلام جوان موضوعات پر کہے گئے ہیں شامل کئے گئے ہیں۔

میری معلومات کے مطابق اس سے قبل اس موضوع پر کام نہیں ہوا، سوائے اس کے کہ ماہنامہ "نعت" لاہور میں راجا رشید محمود (مدیر) نے اکتوبر 1992ء کے شمارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سراپائے اقدس کا ذکر کیا جو سابقہ ماہ ہی مجھے موصول ہوا۔جبکہ میں اس موضوع پر باقاعدہ تین سالوں سے کام کر رہا ہوں۔

ماہنامہ نعت کے اس شمارے میں 12 مضامین موجود ہیں جن کا موضوع نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شمائل ہیں اور دو احادیث مبارکہ شامل ہیں جن میں سے ایک حضرت ہند کی روایت اور دوسری ام معبد کی روایت ہے۔ ان مضامین کے علاوہ اس شمارے میں 24 شعراء کے منظوم کلام شامل ہیں۔

میں نے اس موضوع پر ابتدائی کام 2010ء میں کیا تھا۔ جب ایم۔ فل علوم اسلامیہ کا تحقیقی مقالہ بعنوان: " برصغیر پاک و ہند میں اردو نعتیہ شاعری سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ابلاغ " لکھا تھا۔ اس تحقیقی مقالے کے دوسرے باب کی دوسری فصل شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیان اور اس سے متعلق نعتیہ اشعار پر مشتمل تھی۔ جو ایک مختصر کام تھا جسے آپ ایک مضمون کہہ سکتے ہیں۔ اسی فصل کو بنیاد بناتے ہوئے اس پر تفصیلی کام اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس کا سہرا جناب " سید صبیح رحمانی " کے سر جاتا ہے کہ جن کی تحریک دلانے پر میں یہ کام مکمل کر سکا۔

" نعت برنگ شمائل " کو مکمل کرنے کے لیے 50 سے زائد کتب و جرائد سے استفادہ کیا گیا ہے جبکہ 117 نعت گو شعراء کے کلام شامل کئے گئے ہیں جن کی فہرست کتاب کے آخر میں الف بائی انداز میں تحریر ہے۔ مجھے امید یہ میرا یہ کام اہل علم و قلم کو پسند آئے گا اور ساتھ ہی دعا گو بھی ہوں کہ اللہ و رسول عز و جل و صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہو۔ آمین

مرزا حفیظ اوجؔ

17 جولائی 2023ء ملتان

دیباچہ

نعت کے موضوعات اور اسلوبی تجربات میں قدیم و جدید کا پہلو اور ادبی قدر کے تعین میں اس کی اہمیت سے انکار تو بے شک نہیں کیا جا سکتا، لیکن یہ معاملہ خواص کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ نعت کے ایک عام قاری اور سامع کو اس بحث سے کوئی سروکار نہیں۔ اس ضمن میں یہ نکتہ بھی غور طلب ہے کہ نعت کے کتنے ہی موضوعات ابتدا سے وجود رکھتے ہیں تاہم ہر عہد میں شعرا کی فکرِ رسا حتی المقدور انھیں دریافت کر کے اپنے تہذیبی، ادبی اور سماجی تناظر میں معرضِ اظہار میں لاتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ عصری تقاضے صنفِ نعت میں مختلف النوع میلانات و رجحانات کا باعث بنتے ہیں۔ چناں چہ نعت کبھی متصوفانہ رنگ سے متاثر ہوئی، کبھی مقصدیت سے ہم آہنگ ہوئی، کبھی عہدِ رسالت کے نقوش سیرت النبی کے بیان سے اجاگر کیے گئے اور کبھی رسالتِ محمدی کے اُن پہلوؤں کو جدید اسالیب کے ذریعے پیش کیا گیا جو ماورائے زمان و مکاں ہیں۔ البتہ شمائل النبی نعت کا وہ مقدم موضوع ہے جو ہر عصری میلان کے پہلو بہ پہلو ہمیشہ دائرۂ سخن میں رہا ہے۔ اس موضوع کو نبھانا بھی سہل نہیں کیوں کہ اس کی بنیاد مطالعۂ تاریخ و سیرت اور صحتِ حقائق پر ہے۔ ایک اُمتی کے دل میں دیدارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خواہش ہمیشہ جاگزیں رہتی ہے، شمائل النبی پر مبنی کلام میں شاعر کا حسنِ تخیل اس خواہش کو حضور و اضطراب کی لے سے ہم آہنگ کرتا ہے اور یوں عشقِ نبی کی لَو فزوں تر ہو جاتی ہے۔

مرزا حفیظ اوجؔ نے اسی موضوع کا اپنی تحقیق کے لیے انتخاب کیا، یہ امر

لائقِ تحسین ہے۔ اس تصنیف میں دل چسپی کا دائرہ اس لیے وسیع ہونے کا امکان ہے کہ نعت میں شمائل النبی کا موضوع بلا تخصیص ہر علمی و ادبی حلقے میں عہدِ رسالت مآب سے اس دور تک مرغوب اور خاص و عام کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ اگر چہ اس پیکرِ جمال کی مکمل عکاسی اور حرفِ اظہار کے دائرے میں اس کا جامع بیان انسان کی قوتِ ابلاغ کی بساط سے باہر ہے۔ البتہ شعرا کی اس سعیِ جمیل سے فن کے آفاق وسیع ہوتے رہے ہیں۔ شمائل النبی کے ضمن میں صاحبِ کتاب نے عمدہ نمونہ ہائے کلام انتخاب کیے ہیں جس کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ خود باذوق شاعر ہیں۔

باب اوّل میں مرزا حفیظ اوج نے قرآن و حدیث کے علاوہ گراں قدر کتب و جرائد سے استفادہ کر کے موضوع سے متعلق مستند معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ ایک ذمہ دار محقق ان نکات سے رُوگردانی کر بھی نہیں سکتا۔ نعتیہ کلام کا انتخاب کرنے کے لیے یقیناً انھوں نے بہت سے شعرا کا کلام بالاستیعاب دیکھا ہے اور نمائندہ شعرا کا کلام فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔

مرزا حفیظ اوجؔ اس بات کے خواہاں ہیں کہ شمائل النبی کا موضوع اردو نعت نگاری میں اپنی الگ جگہ بنا سکے اور یہ ایک مستقل فن کی صورت میں سامنے آئے جیسے سیرت نگاری میں شمائل کا بیان ایک الگ باب کی حیثیت کا حامل ہے۔ ان کی اس خواہش نے ایک زبردست محرّک کا کام کیا ہے اور اس موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے ان کا تنقیدی شعور جس طرح سامنے آیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے ہاں معاملہ اس موضوع سے شغف کی حد تک ہی نہیں ہے، بلکہ وہ اس کے بارے میں وسیع دائرے میں غور کرتے ہوئے اس کے ادبی و فنی پہلوؤں کو بھی پیشِ نظر رکھتے

ہیں۔ شمائل النبی کے منظوم اظہار پر بات کرتے ہوئے جس طرح مضمون خیال، لفظیات اور بیان و بدیع کی جزئیات پر مرزا حفیظ اوج کی نظر رہی ہے اور جس اعتدال سے وہ انتخابِ کلام کا جواز پیش کرتے جاتے ہیں، اس سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ نعت میں شمائل النبی کا موضوع جیسے جیسے ایک الگ موضوعِ سخن کی حیثیت اختیار کرتا جائے گا وہ اس ضمن میں تحقیق و تنقید کا دائرہ بڑھانے کی کاوش و جستجو بھی کرتے رہیں گے۔ ان کا اندازِ تنقید یہ واضح کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کو اپنا کر شاعر ماورائے تنقید نہیں ہو جاتا بلکہ نعت گوئی میں اپنے انتخاب کیے ہوئے موضوع کو تمام تر شرعی اور فنی تقاضوں کے ساتھ نبھانا اس کی ذمہ داری ہے۔ اپنے مؤقف کو واضح کرنے کے لیے مرزا حفیظ اوج نے بعض مقامات پر تقابلی جائزے کی اہمیت کا خیال کرتے ہوئے یہ فریضہ بھی سرانجام دیا ہے اور ان عوامل پر بھی بحث کی ہے جن پر صاحبِ طرز شعرا کی انفرادیت کا دارومدار ہے۔

کوئی تحقیقی کاوش بالخصوص جب وہ ایسے مہتم بالشان موضوع پر ہو تو اس کی قدر و منزلت کا انحصار اختصار یا طوالت پر نہیں ہوتا۔ اس مختصر تصنیف میں شامل لوازمہ نعت میں شمائل النبی کے بیان کی کئی صورتیں سامنے لا رہا ہے۔ اس مطالعے سے تحقیق و تنقید کے نئے پہلو واضح ہوں گے۔ اس موضوع پر کچھ اور زاویوں سے بھی غور کیا جا سکتا ہے مثلاً نعتیہ شاعری میں شمائل النبی کا جو اظہار ہوا اس کا عہد بہ عہد یا اصناف وار جائزہ ممکن ہے۔ یہ تجزیاتی مطالعہ بھی اہم ہوگا کہ وسیع دائرۂ اثر رکھنے والے عالمِ دین شعرا کے عقائد و افکار کی بنیاد پر یہ موضوع کیا پیرایہ ہائے اظہار اختیار کرتا رہا ہے۔ اردو میں یہ روایت عربی و فارسی روایت سے کس طور سے متاثر یا مختلف ہے اور یہ کہ

جدیدیت کے زیرِ اثر اس موضوع کے ضمن میں کون سے تجربات پیرایۂ بیاں اور اسلوبِ نگارش سامنے آئے ہیں۔

امید کی جانی چاہیے کہ مرزا حفیظ اوجؔ کی یہ کتاب علمی وادبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اور اہلِ نقد ونظر کے لیے غور وفکر کی کچھ اور راہیں بھی اس کے ذریعے روشن ہوں گی۔ میں دعا گو ہوں کہ اس موضوع کی برکت خود مصنف کے لیے بھی مزید توفیقات کا جواز ٹھہرے۔

سید صبیح رحمانی

بانی وسیکرٹری جنرل

نعت ریسرچ سینٹر انٹرنیشنل

مدیر: نعت رنگ

22 اگست 2023ء

اردو نعت میں ذکر شمائل پر اپنی نوعیت کا منفرد اور عظیم کام

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آفاقی رسول ہیں، قرآن کریم نے اس مضمون کو " لیکون للعلمین نذیرا " کے الفاظ میں بیان فرمایا۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صورت بمصداق حدیث آئینۂ جمال الہی اور سیرت طیبہ بھی ہر لحاظ سے کامل اور بحکم قرآن سارے جہان کے لیے اسوۂ کاملہ ہے۔

امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا:

فھو الذی تم معناہ وصورتہ

ثم اصطفاہ حبیباً بارئ النسم

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وہ ہے جس کی صورت وسیرت پہلے ہر لحاظ سے کامل ہوئی، پھر خالق کائنات نے آپ کو اپنی محبوبیت کے لیے منتخب فرمایا۔

حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ نے غسل قلب اقدس کے حوالے سے بڑی طویل حدیث بیان کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر سے شیطان لعین کا حصہ نکال دیا گیا اور پھر اسے غسل دے کر پاکیزگی کے زیور سے آراستہ کیا گیا۔ مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ کے لفظوں میں پہلے تخلیہ تھا پھر تحلیہ ہوا۔ بقول شیخ محقق علیہ الرحمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بشری صفات کو اس قدر رکھا گیا کہ ان کا ظہور قرآن کریم کے نزول کا باعث بن سکے۔ فرماتے ہیں جس طرح مفاہیم قرآن لامحدود ہیں اسی طرح اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لامحدود ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری

حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منصب رسالت کے ساتھ ساتھ صداقت، امانت و دیانت طہارت، ریاضت، عصمت وعفت، عقل کامل ادراک تام، غیرت و شجاعت، جوش و ہمت، اخوت و مساوات، رحمت ورافت، ایثار وقربانی، عہد ووفا غرضیکہ الوہیت کے علاوہ سارے اوصاف کمال کے جامع تھے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان ایمان ہیں۔لہذا کفار نے جب دیکھا کہ جہاد کے دھنی اور طبیعت کے غنی مسلمان کوتلوار اور لالچ سے بےبس نہیں کیا جاسکتا تو انہوں نے جو فیصلہ کیا، اس کوحضرت اقبال غفرلہ اللہ المتعال نے یوں بیان کیا

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

چنانچہ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلوں سے نکالنے کے لیے ہر طرح کے اسباب اختیار کیے گئے، ان میں سب سے زیادہ خطرناک طریقۂ واردات مستشرقین کا انداز تحقیق وتحریر ہے، ان کے تیشۂ تحقیق کی ضربیں کمالات وشمائل مصطفوی کے موضوع پر پڑنا شروع ہوئیں۔ان کا انداز بیان شہد کی صورت میں زہر ہوتا ہے حضور علیہ السلام کی تعریف کرتے کرتے ایک آدھ جملہ ایسا لکھ جاتے ہیں کہ وہ تمام تعریفات سراب بن کررہ جاتی ہیں۔ معجزات واوصاف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آشکار کرنے والی روایات کے متعلق قارئین کے ذہنوں میں وسوسے پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

دوسری طرف سیرت طیبہ کے موضوع پر آج کل بازار میں جولٹریچر آرہے ہیں ان میں عام طور پر کمالات محمدی اور شمائل مصطفوی کے ذکر میں بخل سے کام لیا جانے لگا ہے اس لیے عصر جدید کے مصنفین کی کتب سیرت کا مطالعہ کرنے سے واقعات تو اپنے تاریخی تسلسل کے ساتھ ذہن نشین ہو جاتے ہیں، ان کا باہمی ربط و ضبط بھی کافی حد تک سمجھ میں آجاتا ہے مخالفین کی طرف سے اٹھائے گئے کئی اعتراضات کے معقول جوابات پر بھی آگاہی حاصل ہو جاتی ہے لیکن عام طور پر قاری مطالعہ سیرت کی روح سے بے بہرہ رہتا ہے محبت نبوی کا جذبہ طوفان بن کر اس کے سینہ میں امڈ کر نہیں آتا دل بے قرار ہو کر نقشِ پائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیر مشروط طور پر اپنا خضر راہ بنانے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا۔ رہے نعت گو شعراء تو ان کی کثیر تعداد تو مطالعۂ شمائل کی دولت سے ہی محروم ہے اور اگر ہے تو نظم شمائل کی طرف توجہ نہیں یا کم ہے۔

ایسی صورت حال میں شمائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کام، وہ بھی منفرد زاویے سے کرنا انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ چونکہ نثر سے زیادہ نظم میں تاثیر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں جہاں شمائل کو نظم میں بیان کیا گیا، نثر کی تاثیر اس کے عشر عشیر تک بھی نہیں پہنچتی مثلاً امام بوصیری علیہ کا قصیدہ بردہ پڑھیے یا اردو میں قصیدہ بردہ یعنی سلام رضا۔ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے شمائل مبارکہ کو جس موثر و بلیغ ترین طریقہ سے بیان فرمایا گیا اس کی مثال نہیں ملتی، حضور علیہ السلام کے زہد و تقوی، علم و حکمت، شجاعت و بسالت، صوری و سیری محاسن پر الگ الگ اشعار کہے گئے۔ جن میں سے ہر شعر بجائے خود ایک رسالہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اردو زبان میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سمیت کئی شعراء نے نظم شمائل کی سعادت پائی ہے۔ ہمارے نہایت مخلص دوست ادیب اریب شاعر خوش گو مرزا حفیظ اوج صاحب دام ظلہ العالی نے اردو میں نظم شمائل پر کیے گئے کام کو مستقلاً منظم انداز میں بیان کرنے کا بیڑا اٹھایا اور منزل تک پہنچ کر دم لیا۔ مرزا حفیظ اوج صاحب ایک عدد نعتیہ مجموعہ "ذکر منیر" کے مصنف ہیں۔ خود ان کے افقِ کتاب پر کئی ستارے بطور خاص شمائلِ مہر رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابشوں کی مدح سرائی میں چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی پیش نظر کتاب (اردو میں) "نعت برنگ شمائل" جہاں ان کی اس موضوع سے غیر معمولی وابستگی کا ثبوت ہے وہاں ان کی وسعت مطالعہ کی غماز بھی ہے اور گم گشتگانِ راہ کے لیے منزل نما آواز بھی۔ یہ کتاب خدمت ادب وسیرت اقدس کے ساتھ ساتھ ادباء وشعرائے کرام کے واسطے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عمیق وسنجیدہ مطالعہ کی دعوت فکر اور شمائل مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا موضوع سخن بنانے کے لئے ایک تحریک ہے، سو صاحب کتاب کے لیے باعث فخر وتبریک ہے۔
چونکہ جناب حفیظ اوج فقط ایک ادیب وشاعر ہی نہیں بلکہ اسلامیات کا گہرا مطالعہ رکھنے والی صاحب علم شخصیت ہیں لہذا انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں اولاً قرآن کریم، پھر تفسیر وحدیث وسیرت کے مستند مآخذ کی روشنی میں بالترتیب شمائل شریف کا ذکر کیا اور ساتھ ساتھ اردو میں اس کے متعلق لکھے گئے متعدد اشعار باصرہ افروز کیے، میرے خیال میں اردو میں "نعت برنگ شمائل" کے حوالے سے یہ اپنی نوعیت کا اولین کارنامہ ہے، اگرچہ مستقبل میں اس موضوع پر اس سے بھی زیادہ وقیع کام ہو مگر " الفضل للمتقدم " کے مصداق آغاز کا سہرا اوج صاحب کے سر رہے

گا جس پر فاضل مصنف بلا شبہ داد و مبارکباد کے مستحق ہیں۔ میں اس شاندار و منفرد تصنیف پر مرزا اوج صاحب کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے نہایت مسرور ہوں۔ اور ادباء کی پذیرائی کی امید کے ساتھ ساتھ دعا گو ہوں کہ ان کی یہ محنت بارگاہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں بھی شرف قبولیت سے ہم کنار ہو۔۔۔۔۔آمین

محمد مُعَظَّم سدا معظم مدنی
18 شعبان المعظم 1443ھ
22 مارچ 2022ء بروز منگل

باب اول

شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

لکھنے بیٹھا تو ہوں حضرت کا سراپا لیکن
فکر کے سانچے میں ہے نور کا ڈھلنا مشکل

(آزاد بیکانیری)

اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس کی اساس اللہ کی وحدانیت اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان ہے۔ جس ہستی کی رسالت و نبوت کو مان کر ہم مسلمان ہوئے ہیں ان کے نقش پا کی اتباع فرضِ اولین اور جز ایمانی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کا حکم قرآن مجید میں جا بجا وارد ہوا اس ضمن میں اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (1)

"تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع کے نتیجے میں ان کی ذاتِ والا صفات سے عقیدت و محبت کا پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہے۔ صاحبِ خصائص و فضائل صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک ایک سنت کو اپنی زندگی میں لاگو کئے بغیر ان کی محبت و الفت میں کمال حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع کے تقاضے پورے کئے بغیر کوئی شخص بھی کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا اس لئے الفت و محبت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ہر مسلمان یہ کوشش کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے امتیازات و اوصافِ حمیدہ کو جانے اور خواہش رکھے کہ کاش ان کے فیوض و کرم کا ایک چھینٹا اسے میسر ہو جائے یہ خواہش اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک زندگیوں میں ہمیں نظر آتی ہے۔ قرونِ اولیٰ میں یہ خواہش عملی صورت میں موجود تھی اور احادیث مبارکہ کے تحریری ذخیرے میں بھی

1۔ القرآن الکریم، الاحزاب:21

چھلکتی ہے۔

اس خواہش کی تکمیل کے لئے شمائل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے استفادہ ضروری ہے تاکہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجود اقدس کے خال وخط، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رفتار و گفتار، قعود و قیام، استراحت و آرام، سلام و کلام، اقوال و افعال، عبادات و مجاہدات، طہارت و پاکیز گی، نظافت و نظامت، ماکولات، مشروبات، مرغوبات، معمولات، معاملات، تکلم و تبسم، جود و سخا، ایثار و وفا، صبر و حلم و رضا، شجاعت و بہادری، شرم و حیاء، عہد و پیمان، فصاحت و بلاغت کے بارے میں معلومات بہم حاصل ہوں اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شمع افروز ہو۔

فن شمائل کا آغاز عہد رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ہو چکا تھا۔ بعد ازاں یہ فن دیگر فنون کی طرح مستقل اپنی جگہ بنا گیا اور فن شمائل مستقل فن کی حیثیت سے متعارف ہوا۔ اس موضوع پر متعدد کتب دیگر ادوار میں سامنے آتی رہیں ان تمام کتب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سراپائے حسن و جمال اور حیاتِ طیبہ کا دلنشین و آفرین منظر سامنے آجاتا ہے گویا لگتا ہے کہ لفظوں نے جامہ پہن لیا اور قلب و نظر کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ والا صفات چلتی پھرتی نظر آتی ہے۔

یوں تو سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا باقاعدہ آغاز حضرت عروہ بن زبیر (م: ۹۴ھ) سے ہوا جو سفر کرتا ابن اسحاق (م: ۱۵۰ھ)، ابن ہشام (م: ۱۲۵) ابن سعد (م: ۲۳۹)، ابن حزم اندلسی (م: ۴۵۲ھ)، علامہ ابن عبدالبر (م: ۴۶۳ھ) سے ہوتا ہوا علامہ عبدالرحمن ابن جوزی (م: ۶۵۴ھ) تک پہنچا اور اسی ابتدائی سفرِ سیر و مغازی میں شمائل کا آغاز بھی تحریری صورت میں رفتہ رفتہ ہوتا چلا

گیا۔اس ضمن میں ڈاکٹر نثار احمد فاروقی (م:۲۰۰۴ء) ''طبقات ابن سعد (سیرت نبوی کا قدیم ماخذ)'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فضائل ومحامد اخلاق وشمائل جو ابن سعد کی جمع کردہ روایات سے ظاہر ہوتے ہیں ان کا ایک قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ ان میں کہیں مبالغہ یا تصنع کا شائبہ نہیں ہے۔راویوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جو صفات عالیہ بیان کی ہیں وہی ہیں جو ہم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اعمال وافعال میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ایک مشہور روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اخلاق بیان کریں؟ تو انہوں نے فرمایا: ''آپ کا اخلاق قرآن تھا'' (مسند احمد:۲۵۱۰۸) یعنی جو کچھ قرآن میں لکھا ہے وہ انکا عمل تھا۔اس سے زیادہ مختصر اور جامع تبصرہ سیرۃ طیبہ پر شاید نہ کیا جاسکے۔کتب رجال سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (م:۵۸ھ) کی فصاحت و بلاغت کی گواہی ملتی ہے اور سیرت نبوی پر ان کا یہ تبصرہ اس کی ایک مثال ہے''۔(2)

اسی طرح سیر ومغازی کے ساتھ شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی چیدہ چیدہ تحریری مثالیں ہمیں دیگر اولین سیرت نگاروں کے ہاں بھی ملتی ہیں۔شمائل النبی صلی اللہ علیہ

2۔نقوش رسول نمبر،شمارہ130،ص524،مضمون نگار: ڈاکٹر نثار احمد فاروقی، دسمبر 1982ء

والہ وسلم مسلمانوں کی کردار سازی اور عملی تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔شمائل پر لکھے جانے والے تمام تر مواد کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سراپائے اقدس کو ضبطِ تحریر میں لانے کے لئے ہر دور میں سیرت نگاروں ومحدثین نے شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عنوان سے قابلِ قدر خدمات پیش کیں۔

شمائل کی تعریف

شمائل، شمال کی جمع ہے جس کے معنی ہیں عادت، خصلت۔شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادات وخصائل اور اخلاق ہیں۔اور عام لفظوں میں شمائل سے مراد سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وہ باب ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حلیہ مبارک، وجودِ اقدس کے خال وخد، عادات و معاملات، خصائص وفضائل اور اقوال وافعال کے بارے میں احادیث جمع کی گئی ہوں۔جیسا کہ بیان ہوا ''شمائل'' جمع ہے الشّمال کی (شین کی زیر کے ساتھ)، جس کا مادہ (ش۔م۔ل) ہے۔ابن منظور افریقی (م:۷۱۱ھ) لسان العرب میں لکھتے ہیں: الشَمال: الخلق الشـمائل: شمائل جمع اشمال طبیعت، عادت، سیرت۔(3) امام حاکم (م:۴۰۵ھ) نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں علم حدیث کے اڑتالیس (۴۸) باب قائم کیے ہیں (حالانکہ بعض محدثین نے اس سے زائد شعبہ جات کی تعداد زیادہ لکھی ہے) ان میں سے ایک باب ''شمائل'' کا بھی ہے۔

3۔ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ، ج 11، ص 365

صاحبِ مواھب للدنیہ علامہ شہاب الدین قسطلانی (م: ۹۲۳ھ) نے شمائل کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

فیما فضله الله تعالی به من کمال خلقة و جمال صورته کرمه تعالیٰ من الاخلاق الزکیة و شرفه من الاوصاف الحمیده المرضیة و ماتدعو ضروة حیاته الیه صلی الله علیه و اله و سلم (4)

''آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کمال درجے کی تخلیق اور ظاہری شکل وصورت میں اللہ تعالیٰ نے جو کمال عطا فرمایا اور جن پاکیزہ اخلاق اور اوصاف حمیدہ سے نوازا نیز آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذاتی گزر بسر کے احوال کو شمائل کا نام دیا جاتا ہے''۔

اسی طرح ملا علی قاری (م: ۱۰۱۴ھ) نے جمع الوسائل فی شرح الشمائل میں لکھا:

سمی الکتاب الشمائل بالیاء جمع شمال بالکسر بمعنی الطبیعة لا جمع شمال (5)

شمائل شمال (بالکسر) کی جمع ہے علم حدیث میں شمائل سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادت وخصائل ہیں۔

یوسف بن اسماعیل النبہانی (م: ۱۳۵۰ھ) نے شمائل کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

4۔ قسطلانی، شہاب الدین، المواھب اللدنیہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت (س۔ن)، ج 1، ص 280

5۔ ملا علی قاری، نور الدین، جمع الوسائل فی شرح الشمائل، المطبعة الشرفیہ، مصر، 1318ھ، ج 1، ص 3

مافضله اللہ تعالیٰ به من كمال خلقة وجمال صورته واخلاقه الزكية واوصافه المرضية وماتدعو ضرورة حياته اليه وهو يشتمل على شمائله الشريفة(6)

''تخلیقی، جسمانی، حسن و جمال، پاکیزہ اخلاق، پسندیدہ عادات اور ہر وہ صفت جو ضروریات زندگی میں سے ہے ان تمام میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جو فضیلت دی۔ یہ سب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شمائل میں شمار ہوتے ہیں''۔

شمائل کا آغاز وارتقاء

سیرت واحادیث میں سے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جملہ اوصاف وخصائص سے اس والہانہ عقیدت ومحبت کا حاصل یہ ہوا کہ روایات و احادیث کے باب میں ایک وافر حصہ شمائل کی صورت میں سامنے آنے لگا۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب کتابت حدیث سے تدوین حدیث کے دور میں داخل ہوئیں تو رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذاتی حالات وفضائل اور اخلاق وشمائل سے متعلق روایات الگ سے لکھی جانے لگیں۔ دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایات شمائل جو زبانی اور عملی طور پر چلی آرہی تھیں اب تدوینی اشکال میں ایک مستقل فن کا درجہ حاصل کر گئیں۔ اور فن شمائل کا باقاعدہ آغاز امام محمد بن عیسیٰ ترمذی (م:۲۷۹ھ) کی کتاب ''الشمائل النبویہ والخصائل المصطفویہ'' سے ہوا۔

کتب شمائل کے حسین باب میں اس اولین کتاب کے بعد سلسلہ کچھ یوں

6۔ النبہانی، یوسف بن اسماعیل، الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ، بیروت (س۔ن)، ج1، ص193

چل نکلا کہ ہر دور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شمائل پر نت نئی کتب سامنے آتی رہیں اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔ ابتداًعربی زبان میں کتب شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خاصا اضافہ ہوا پھر اردو اور دیگر زبانوں میں بھی یہ روایت جاری ہوئی ۔محدثین نے اس موضوع پر متعدد کتب تالیف کیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

١۔ اخلاق النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، محمد بن عبداللہ محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (م:٣٦٩ھ)

٢۔ شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ابی العباس جعفر بن محمد المستغفری (م:٤٣٢ھ)

٣۔ الانوار فی شمائل النبی المختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ابی محمد الحسین بن مسعود البغوی (م:٥١٦ھ)

٤۔ الشفاء، قاضی محمد بن عیاض (م: ٥٤٤ھ)

٥۔ الشمائل بالنور الساطع الکامل، ابوالحسن علی بن محمد بن ابراہیم فزاری المعروف بہ ابن المقری الغرناطی (م:٥٥٢ھ)

٦۔ زواہر الانوار و بواہر الابصار والاستبصار فی شمائل النبی المختار، یحیٰی بن یوسف الصرصری (م:٦٥٦ھ)

٧۔ الروض الباسم فی شمائل المصطفیٰ ابی القاسم، زین الدین محمد عبد الرؤف المناوی (م:١٠٣١ھ)

٨۔ کشف اللثام عما جاء من الاحادیث النبویہ فی شمائل المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، محمد بن محمد الروفی المالکی (م: ١١٠٣ھ)

۹۔ روضۃ النبی فی الشمائل، حبیب اللہ القنوجی (م:۱۱۴۰ھ)

۱۰۔ الوسیلۃ العظمٰی فی شمائل المصطفیٰ خیر الوریٰ، بیر محمد بن مصطفی (م:۱۱۴۶ھ)

۱۱۔ محصول المواہب الاحدیۃ فی خصائص والشمائل المحمدیہ، خلیل بن حسن الاسعردی (م:۱۲۵۹ھ)

۱۲۔ ینابیع المودۃ فی شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، سلیمان بن ابراہیم القندرزی (م:۱۲۹۴ھ)

۱۳۔ عین الرحمۃ والنور فی شمائل النبی المبرور، محمد بن ثابت بن عبداللہ القبصری (م:۱۳۱۱ھ)

۱۴۔ شمائل محمدی، شیخ عبدالرسول بن عبدالصمد

۱۵۔ شمائل کبریٰ، ابونعیم عبدالحکیم نشتر جالندھری (7)

ان تمام کتب شمائل میں سب سے زیادہ قدیم کتاب امام ترمذی کی ہی کتاب ہے جو کئی اعتبار سے اہمیت کی حامل ہے مثلاً اوّلیت، صحیحین کے بعد مستند ترین کتاب، شمائل میں سب سے قدیم، صحیح الاسناد روایات کا مجموعہ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم امام ترمذی کی تالیف ہے جو ثقہ ہیں۔ متعدد علماء و محدثین نے امام ترمذی کی کتاب کی شروحات قلمبند کی ہیں۔ ان میں سے عربی شروحات مندرجہ ذیل ہیں جنہیں مولانا ضیاء الدین اصلاحی (م:۲۰۰۸ء) نے بیان کیا ہے:

۱۔ زہر الخمائل علی الشمائل، جلال الدین سیوطی (م۹۱۱ھ)

7۔ ریالوی، عبدالصمد، خصائص محمدی شرح شمائل ترمذی (اردو شرح)، انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور (س۔ن)، ص55

۲۔ شرح شمائل، عصام الدین اسفرائنی (م: ۹۴۳ھ)

۳۔ شرح الشمائل للترمذی، ابراہیم بن محمد بن عربشاہ (م: ۹۴۳ھ)

۴۔ اشرف الوسائل فی شرح الشمائل، احمد بن محمد الہیتمی ابن حجر (م: ۹۷۳ھ)

۵۔ شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، مصلح الدین اللادی (م: ۹۷۹ھ)

۶۔ جمع الوسائل فی شرح الشمائل، ملا علی قاری (م: ۱۰۱۴ھ)

۷۔ شرح الشمائل للترمذی، زین الدین محمد المناوی (م: ۱۰۱۳ھ)

۸۔ شرح الشمائل للترمذی، سلطان احمد المصری المزاجی (م: ۱۰۷۵ھ)

۹۔ الوفاء لشرح شمائل المصطفی، علی بن ابراہیم الحلبی (م: ۱۰۴۴ھ)

۱۰۔ اقوم الوسائل فی ترجمۃ الشمائل، اسحاق خیر الایدینی (م: ۱۱۲۰ھ) یہ ترک زبان میں ترجمہ ہے

۱۱۔ شرح الشمائل للترمذی، عبداللہ الحموی الحمدونی (م: ۱۱۳۳ھ)

۱۲۔ روضۃ النبی فی الشمائل، حبیب اللہ قنوجی (م: ۱۱۴۰ھ)

۱۳۔ تحفۃ الاخیار علی شمائل المختار، ابی الحسن علی بن محمد الفاسی (م: ۱۱۴۲ھ)

۱۴۔ ارجوزۃ فی الشمائل، مصطفی بن کمال البکری (م: ۱۱۶۲ھ)

۱۵۔ الوسائل بشرح الشمائل، اسماعیل بن محمد العجلونی (م: ۱۱۶۲ھ)

۱۶۔ شرح الشمائل للترمذی، حسن بن عبداللہ الحلبی (م: ۱۱۰۹ھ)

۱۷۔ عنوان الفضائل فی تلخیص الشمائل، محمد بن مصطفی البکری (م: ۱۱۹۶ھ)

۱۸۔ الفوائد البھیۃ علی الشمائل المحمدیہ، محمد بن القاسم الجسوس (م: ۱۲۰۰ھ)

۱۹۔ المواہب المحمدیۃ بشرح الشمائل الترمذیہ، سلیمان بن عمر بالجمل

(م:۱۲۰۴ھ)

۲۰۔ شرح الشمائل، عبداللہ نجیب العینتابی (م:۱۲۱۹ھ)

۲۱۔ شیم الحبیب فی ذکر خصال الحبیب، الٰہی بخشی (م:۱۲۴۵ھ)

۲۲۔ شرح الشمائل، محمود بن عبدالمحسن دمشقی (م:۱۳۲۱ھ)(8)

الشمائل النبویہ والخصائل المصطفویہ کا اردو زبان میں جو تراجم و شروحات لکھی گئی ان میں

۱۔ انوار محمدی ترجمہ شمائل ترمذی، کرامت علی جون پوری (م:۱۸۷۳ء)

۲۔ خصائص نبوی ترجمہ شمائل ترمذی، مولانا محمد زکریا (م:۱۹۸۲ء)

۳۔ زبدۃ الشمائل شرح شمائل ترمذی، مولانا محمد الیاس گھمن

۴۔ خصائل نبوی اردو شرح شمائل ترمذی، عبدالصمد ریالوی

۵۔ شرح شمائل ترمذی، عبدالقیوم حقانی

۶۔ تلخیص الشمائل الترمذی، ڈاکٹر ابرار اعظمی

ان اردو تراجم کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی شمائل ترمذی کے تراجم ہوئے ہیں۔ عصر حاضر میں دو کتب اسی فن کی ڈاکٹر طاہر القادری نے بھی تحریر کیں ہیں یہ دونوں کتب تخریج کے ساتھ منہاج القرآن سے طبع ہوئی ہیں ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ شمائل المصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۲۔ قرآن اور شمائل نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اس کے علاوہ انہوں نے اپنی کتاب سیرۃ الرسول کی دسویں جلد کو بھی شمائل النبی صلی

8۔ اصلاحی، ضیاء الدین،، تذکرۃ المحدثین، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ (س۔ن)، ج1، ص326

اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذاتی حالات واخلاق وشمائل پر ہر دور میں کتب لکھی گئی اور یہ سلسلہ ابد تک جاری رہے گا۔ دراصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذکرِ خیر کا بلند ہونا ہی وہ اصل مقصد ہے جسے حق تعالٰی نے قرآن میں بیان فرمایا یہ تمام کتب اسی آیتِ قرآنی کا پیش خیمہ وتفسیر ہیں۔ جسے جہاں تک توفیق ایزدی حاصل ہوتی ہے وہ اپنے دائرہ کار میں رہ کران کی سیرت وشمائل اور تعریف بیان کرتا اور لکھ کر اپنا نام ان لوگوں کی فہرست میں لکھوالیتا ہے جواس بارگاہ کے خوشہ چیں ہیں تو پھر چاہے وہ کسی بھی شعبہء سیرت میں لکھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف وتوصیف کے شعبہ جات میں سے ایک نعت نگاری بھی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کبھی شعر نہیں کہا قرآن کریم میں اس کا ذکر تو ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اچھے اشعار کو نہ صرف پسند فرماتے بلکہ مثبت اور اسلام کے دفاع میں پیش کیے گے کلام پر شاعر کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے داد و تحسین سے نوازتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو بعض اشعار کی اصلاح بھی فرمائی ہے اور اسلام سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عکاظ کے میلے میں شعر سننے کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت حسان کو اسلام کے دفاع میں شعر کہنے کی ترغیب دلاتے اور ان کو اپنے منبر پر آکران اشعار کو سنانے کا فرماتے اور اکثر حضرت حسان بن ثابت (م: ۶۰ھ) کے لئے دعا فرمایا کرتے کہ ''اے اللہ روح القدس کے ذریعے حسان کی تائید فرما''۔ اور کبھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی تعریف وتوصیف کے لئے بھی حسان بن ثابت

کو فرماتے کہ وہ اشعار سنائیں اس لئے حضرت حسان بن ثابت (م:۶۰ھ) کو شاعرِ رسول کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام اور پیغمبر اسلام نے فحش گوئی پر مشتمل اشعار اور شعراء کی مذمت فرمائی ہے۔ صحابہ کرام بھی شعر و شاعری میں دلچسپی لیتے تھے، مثلاً حضرت حسان بن ثابت (۶۰ھ)، عبداللہ بن رواحہ (م:۸ھ)، خلفائے راشدین، حضرت عائشہ (م:۵۸ھ)، حضرت خنساء بنت عامر (م:۲۴ھ) اور حضرت فاطمہ (م:۱۱ھ) و دیگر۔ الغرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے زمانہء جاہلیت کے شعراء کی بھی اصلاح فرمائی اور ان کو منفی سرگرمیوں سے مثبت سرگرمیوں کی طرف لائے۔

اپنی کیفیات کے کو لفظوں کا جامہ پہنانے کیلئے جہاں انسان مختلف ذرائع استعمال کرتا ہے وہیں شاعری بھی انسان کے جذبات کی عکاسی کرتی ہے۔ یوں تو شاعری کی مذمت میں قرآن کریم میں ایک مستقل سورت ''شعراء'' وارد ہوئی مگر لب و رخسار کی شاعری سے ہٹ کر حمد و نعت اور مناقب کو اصنافِ سخن میں خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اور اگر شاعری خالص حمد و ثنا اور نعتِ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مرصع ہو تو بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ اسی ضمن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان من الشعر حکمة(9)

''بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں''

شاعری دراصل بہت بڑی بات یا کسی واقعہ کو صرف چند سطروں یا چند الفاظ میں بیان

9۔ ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الشعر، حدیث 1510

کر دینے یا یوں کہیں کہ سمندر کو کوزے میں بند کر دینے کا نام ہے۔اردو زبان و ادب میں شاعری کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود اردو زبان کی قدامت ہے۔امیر خسرو سے لے کر آج تک اس میدان میں ہزاروں شہسوار آئے مگر ان میں سے بعض اشخاص کو ہی نمایاں مقام حاصل ہو سکا۔مگر نعت کی تاریخ اس سے زیادہ قدیم ہے۔ کیونکہ نعت کا معنیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہے اور سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمائی۔قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وَالضُّحٰی '(10) تو کہیں فرمایا یٰسٓ (11) کہیں اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ ارشاد فرمایا۔ (12) تو کہیں شفاعتِ کبریٰ کے ساتھ مقامِ محمود کا ذکر فرمایا۔ (13) اور کہیں قرآن میں اللہ نے ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ' (14) کے دلنشین کلمات ارشاد فرمائے۔الغرض قرآن کریم میں اللہ نے جا بجا رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف وتوصیف بیان کی۔

اللہ تعالیٰ ہر لمحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذکر کو بلند فرماتا ہے۔اور انسانوں میں سے اللہ کی عطا سے اپنی اپنی بساط کے مطابق لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدح سرائی میں اپنا حصہ ملاتے ہیں۔اور اس مقصد کے حصول کے

10۔القرآن الکریم،الضحیٰ:1

11۔القرآن الکریم،یٰسٓین:1

12۔القرآن الکریم،الانفال:17

13۔القرآن الکریم،الاسراء،(بنی اسرائیل):79

14۔القرآن الکریم،الانشرح:4

لئے شعراء نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، دلائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دیگر خصوصیات نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو منظوم کیا۔ اوراس طرح نعتیہ شاعری کے ذریعے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف کرنا ایک خاص فن بنتا گیا۔ جس میں شاعر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے یہ کتاب ''نعت برنگ شمائل'' تحریر کی گئی ہے کہ کس طرح نعت گو شعراء کے شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اشعار کے قالب میں ڈھالا۔

اب ذیل میں شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا چیدہ چیدہ ذکر کرتے ہوئے شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث کو بیان کیا جائے گا اور اس ضمن میں شمائل پر مشتمل نعت گو شعراء کے اشعار پیش کیے جائیں گے۔ چونکہ اب اس موضوع پر باقاعدہ کلام کیا جائے گا تو اس ضمن میں حافظ مظہر الدین مظہر (م:۱۹۸۱ء) کی کتاب ''تجلیات'' سے یہ اشعار پیش ہیں:

آؤ کہ ذکرِ حسنِ شہہِ بحر و بر کریں
جلوے بکھیر دیں، شبِ غم کی سحر کریں
مل کر بیاں، محاسنِ خیر البشر کریں
عشقِ نبی کی آگ کو کچھ تیز تر کریں
جو حسن میرے پیشِ نظر ہے اگر اسے
جلوے بھی دیکھ لیں تو طوافِ نظر کریں (15)

15۔ مظہر الدین مظہر، حافظ، تجلیات، حریم ادب، راولپنڈی، 1993ء، ص 9

گیسوئے مشکیں کے خوابوں پر ختن صدقے کروں
سرخیِ لب کے تصور میں یمن صدقے کروں
دھیان میں آئے جو دندانِ مبارک کی چمک
آفتابِ عمر کی ایک اک کرن صدقے کروں
کالی کملی پر فدا ہر عیشِ سنجاب وسمور
بوریے پر ہر سکونِ جان وتن صدقے کروں
احمد و یٰسین وطٰہٰ کیا پکاروں کیا کہوں
کس پہ واروں ناطقہ کس پر دہن صدقے کروں
اپنے آقا کا تبسم یاد ہے عاصم مجھے
کیوں نہ ہر خارِ زمانہ پر چمن صدقے کروں

(لیاقت علی عاصم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حلیہ مبارک

اللہ تبارک وتعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہر لحاظ سے کامل واکمل اور نہایت خوبصورت پیدا فرمایا اگر یوں کہا جائے کہ دنیا میں اللہ تعالی نے جتنے بھی انسان پیدا فرمائے ان میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین ہیں تو غلط نہ ہوگا۔

اسی ضمن میں شاعرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت (م:۶۰ھ) نے کہا:

واحسن منک لم تر قط عینی

واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرء من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین میری آنکھ نے دیکھا نہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جمیل کسی ماں نے جنا نہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے

گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے پیدا کیے گئے جیسا آپ چاہتے تھے

اسی طرح شعراء نے بھی شعری انداز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسن و جمال کو بیان کرنے کی سعی کی۔ اس کو بیان کرنے سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حلیہ مبارک کی منظر کشی کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔ چنانچہ امام محمد بن عیسیٰ ترمذی (م:۲۷۹ھ) شمائل ترمذی میں جو احادیث روایت کرتے ہیں ان میں سے چند یہ ہے۔

سیدنا امام حسن مجتبیٰؓ (م:۵۰ھ) اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہؓ سے روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ فخما مفخما ،یتلاً لاً وجهه تلاء لوء القمر ليلة البدر، اطول من المربوع وأ قصر من المشذب، عظيم الهامة، رجل الشعر، ان انفرقت عقيقته فر قها، والا فلايجاوز شعره شحمة اذنيه، اذاهو وفره، ازهر اللون، واسع الجبين، ازج الحواجب

سوابغ فی غیر قرن ،بینهما عرق یدره الغضب، أقنی العرنین، له نور یعلوه یحسبه من لم یتامله اشم، کث اللحیة، سهل الخدین ،ضلیع الفم، الاسنان، دقیق المسربة، کان عنقه جید دمیة فی صفاء الفضة، معتدل الخلق، بادن متماسک ،سواء البطن و الصدر، عریض الصدر، بعید مابین المنکبین، ضخم الکرادیس، انور المتهرد، موصول مابین اللبة والسرة، بشعر یجری کالخط، عاری الثدیین و البطن مماسوی ذالک، اشعر الذاعین والمنکبین وأعالی الصدر، طویل الذندین، رحب الراحة ،شثن الکفین والقدمین، سائل الاطراف... او قال:شائل الاطراف... خمصان الأخمصین ،مسیح القدمین ،ینبو عنهما الماء، اذزال زال قلعا، یخطو تکفیا ،ویمشی هونا، ذریع المشیة اذامشی کانما ینحط من صبب، واذالتفت جمیعا، خافض الطرف ،نظره الی الارض اکثر من نظره الی السماء، جل نظره الملاحظه، یسوق اصحابه ویبدأ من لقی بالسلام۔(16)

16۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، شمائل المحمد، موسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت، 1412ھ، ج1، ص35، حدیث 8

"حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم عظیم المرتبت اور بارعب تھے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا چہرۂ اقدس چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، قد مبارک متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا لیکن لمبے قد والے سے نسبتاً پست تھا۔ سرِ اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال مبارک قدرے بل کھائے ہوئے تھے، سر کے بالوں میں سہولت سے مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے، جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال مبارک زیادہ ہوتے تو کانوں کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا رنگ مبارک چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے، ابرو مبارک جدا جدا تھے، ایک دُوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ دونوں کے درمیان ایک مبارک رگ تھی جو حالتِ غصہ میں ابھر آتی تھی۔ بینی مبارک مائل بہ بلندی تھی اور اُس پر ایک چمک اور نور تھا، جو شخص غور سے نہ دیکھتا وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بلند بینی والا خیال کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ریش مبارک گھنی تھی، رخسار مبارک ہموار (اور ہلکے) تھے، دہن مبارک اِعتدال کے ساتھ فراخ تھا، سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی۔ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گردن مبارک اتنی خوبصورت

اور باریک تھی (جیسے کسی گوہرِ آبدار کو تراشا گیا ہو اور) وہ رنگ وصفائی میں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اعضاء مبارک پُر گوشت اور معتدل تھے اور ایک دُوسرے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھے (لیکن) سینۂ اقدس فراخ (اور قدرے اُبھرا ہوا) تھا، دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں، بدن مبارک کا جو حصہ کپڑوں سے باہر ہوتا روشن نظر آتا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی (اور اس لکیر کے علاوہ) سینۂ اقدس اور بطن مبارک بالوں سے خالی تھے، البتہ بازوؤں، کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر کچھ بال تھے، کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم پُر گوشت تھے، ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تلوے قدرے گہرے اور قدم ہموار ایسے صاف تھے کہ پانی ان سے فوراً ڈھلک جاتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چلتے تو قوت سے قدم سے اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے، زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سبک رفتار تھے اور قدم ذرا کشادہ رکھتے، (چھوٹے چھوٹے قدم نہیں

اٹھاتے تھے)۔ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو مکمل متوجہ ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نظر پاک اکثر جھکی رہتی اور آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی، گوشۂ چشم سے دیکھنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادتِ شریفہ تھی (یعنی غایتِ حیا کی وجہ سے آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے) چلتے وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہؓ کو آگے کر دیتے اور جس سے ملتے سلام کہنے میں خود ابتدا فرماتے"۔

سیدنا علی المرتضیٰؓ (م: ۴۰ھ) نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حلیہ مبارک اور اعضائے مبارک کے حسن و جمال اور ان کے اوصاف جمیل کے بارے میں روایت کیا:

"آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد بلکہ میانہ قد کے تھے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ گھنگھریالے تھے۔ جسمِ اطہر میں فربہ پن نہ تھا۔ چہرہ مبارک (بالکل گول نہ تھا بلکہ اُس) میں تھوڑی سی گولائی تھی، رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ کندھوں

کے سرے اور درمیان کی جگہ پُر گوشت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بدنِ اقدس پر زیادہ بال نہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہتھیلیاں اور پاؤں مبارک پُر گوشت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب چلتے تو قدموں کو قوت سے اُٹھاتے گویا نیچے اُتر رہے ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی کی طرف متوجہ ہوتے پورے بدن کو پھیر کر توجہ فرماتے۔ دونوں شانوں کے درمیانِ مہر نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، سب سے زیادہ سخی دل والے اور سب سے زیادہ سچی زبان والے، سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور خاندان کے لحاظ سے سب سے زیادہ افضل تھے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اچانک دیکھتا پہلی نظر میں مرعوب ہو جاتا، جوں جوں قریب آتا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مانوس ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت کرنے لگتا۔ (الغرض آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا) حلیہ بیان کرنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جیسا پہلے دیکھا نہ بعد میں''۔ (17)

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی مختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ایک ایسے مقام پر قیام فرمایا جہاں ایک عمر رسیدہ خاتون کا گھر تھا جو اکثر مسافروں کی میزبانی کرتی تھی کیوں کہ اسے مہمان نوازی کا

17۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1998ء، ج 5، ص 599، حدیث 3638

شوق تھا۔ ہجرت مدینہ کے سفر میں جس دن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام فرمایا۔ ام معبد کا شوہر بکریاں چرانے کے لئے باہر گیا ہوا تھا، گھر میں صرف ایک کمزور سی بکری تھی جو اپنی کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں جا سکی۔ تاجدارِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں کے لمس سے اُس بکری کے خشک تھنوں میں اِتنا دودھ بھر آیا کہ وہاں موجود تمام لوگ سیر ہو گئے مگر دودھ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ ام معبد کا شوہر شام کو جب بکریاں چرا کر پلٹا تو اس نے اپنے گھر میں دودھ کے بھرے ہوئے برتن دیکھے اور حیران رہ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ اور انکا حسن و جمال ام معبد کو پہلے ہی متاثر کر چکا تھا۔ ام معبد کے شوہر نے دریافت کیا کہ یہ کیسے ہو گیا؟ تو اس موقع پر ام معبد نے جس انداز سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف وفضائل بیان کیے وہ یہ ہیں:

> ''میں نے ایک ایسا شخص دیکھا جس کا حسن نمایاں اور چہرہ نہایت ہشاش بشاش (اور خوبصورت) تھا اور اَخلاق اچھے تھے۔ نہ رنگ کی زیادہ سفیدی اُنہیں معیوب بنا رہی تھی اور نہ گردن اور سر کا پتلا ہونا اُن میں نقص پیدا کر رہا تھا۔ بہت خوبرو اور حسین تھے۔ آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی تھیں اور پلکیں لمبی تھیں۔ اُن کی آواز گونج دار تھی۔ سیاہ چشم و سرمگین، دونوں ابرو باریک اور ملے ہوئے تھے۔ بالوں کی سیاہی خوب تیز تھی۔ گردن چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی۔ جب وہ خاموش ہوتے تو پُروقار ہوتے اور جب گفتگو فرماتے تو چہرہ اقدس پُرنور

اور بارونق ہوتا۔ گفتگو گویا موتیوں کی لڑی، جس سے موتی
جھڑ رہے ہوں۔ گفتگو واضح ہوتی، نہ بے فائدہ ہوتی نہ بیہودہ۔
دُور سے دیکھنے پر سب سے زیادہ بارعب اور جمیل نظر آتے۔
اور قریب سے دیکھیں تو سب سے زیادہ خوبرو، (شیریں گفتار
اور) حسین دکھائی دیتے۔ قد درمیانہ تھا، نہ اتنا طویل کہ آنکھوں
کو برا لگے اور نہ اتنا پست کہ آنکھیں معیوب جانیں۔ آپ صلی
اللہ علیہ والہ وسلم دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ تھے جو خوب
سرسبز و شاداب اور قد آور ہو۔ ان کے ساتھی ان کے گرد حلقہ
بنائے ہوئے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کچھ فرماتے تو
وہ ہمہ تن گوش ہو کر غور سے سنتے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حکم دیتے تو وہ فوراً سے بجا لاتے۔ سب آپ صلی اللہ علیہ والہ
وسلم کے خادم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ ترش رو تھے
اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان کی مخالفت کی
جاتی"۔ (18)

یوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حلیہ مبارکہ پر متعدد احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں مگر ان میں سے یہ تین احادیث یہاں بیان کی گئیں ہیں جن سے تفصیلی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک واضح ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے حسن و جمال کے بیان میں فصاحت و بلاغت نظر آتی ہے۔

18۔ ابن سعد، ابو عبداللہ محمد، الطبقات ابن سعد، الطباعۃ والنشر، بیروت، 1398ھ، ج 1، ص 231۔230

اگر ہم شمائل کی مزید احادیث کا مطالعہ کریں تو ہمیں ان تمام احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسن سراپا کی جو جھلک نمایاں نظر آتی ہے اس کی تصویر کشی کچھ یوں کی جا سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سراپا اقدس تناسب وتوازن کا شاہکار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حسن و جمال جاذبِ نظر اور دلکشی کا مرکز ومحور تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے اصحاب میں جلوہ فرما ہوتے تو سب سے نمایاں نظر آتے اور ہر دیکھنے والے کے لئے مرکز نگاہ ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وجاہت اور بے پناہ حسن و جمال کا گرویدہ ہو جاتا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا چہرۂ انور ہر وقت ہشاش بشاش اور تر و تازہ رہتا۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میانہ قد تھے، نہ زیادہ لمبے اور نہ اتنے پست قد کہ معیوب لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر کے بال مبارک نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ بالکل گھنگھریالے۔ جسمِ اطہر میں فربہ پن نہ تھا۔ چہرۂ اقدس میں کم گولائی تھی۔ رنگت سفید سرخی مائل تھی۔ آنکھیں نہایت سیاہ، پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں موٹی اور قوی مضبوط تھے۔ کندھوں کے سرے پُر گوشت تھے، دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ سینہء مبارک اور بطن پاک بالوں سے خالی تھے۔ البتہ بازوؤں، کندھوں اور سینہء مبارک کے بالائی حصے پر کچھ بال تھے۔ ہتھیلیاں فراخ اور پُر گوشت تھیں، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تلوے قدرے گہرے اور قدم ہموار تھے اور ایسے صاف تھے کہ ان پر پانی نہیں ٹھہرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گیسوئے مبارک گھنے اور سیاہ تھے اور کان کی لو تک تھے اور کبھی اس سے نیچے ہوتے، ان میں مانگ از خود نکل آتی

وگرنہ خود نہ نکالتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جسمِ اطہر میں سترہ بال سفید تھے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرِ اقدس میں دس (10) اور سات (7) بال داڑھی مبارک میں تھے۔ ابرو لمبے اور باریک تھے اور ان کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ریش (داڑھی) مبارک گھنی اور ایک مٹھی سے قدرے زیادہ تھی جو سینہء مبارک کو گھیرے ہوئے تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دندان مبارک نہایت سفید اور چمکدار تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسکراتے تو ان سے نور کی کرنیں نکلتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لب مبارک باریک اور خوبصورتی سے مرصع تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دہن مبارک فراغ تھا۔ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی، سینہ کشادہ اور شکم (پیٹ) اطہر سے قدرے ابھرا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شکمِ اطہر پر تین (3) شکن تھے، جن میں سے دو کھلے رہتے اور ایک زیرِ تہ بند چھپا رہتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بھینی بھینی خوشبوئیں آتیں، جو ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہاتھ ملا لیتا تو اس کا ہاتھ معطر ہو جاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جسمِ اطہر پیری میں بھی ویسا ہی رہا۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب چلتے تو چھوٹے قدم نہیں اٹھاتے تھے۔ قوت سے قدم اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے، زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے، جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چلتے تو گویا محسوس ہوتا کہ بلندی سے نیچے کی طرف آ رہے ہیں۔ جب ان سے کوئی بات کرتا تو اس کی طرف مکمل متوجہ ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نظریں جھکی رہتیں۔ چلتے وقت اپنے اصحاب کو آگے کر دیتے اور جب کسی سے ملتے تو سلام کہنے میں پہل کرتے۔

اللہ رب العزت نے سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایسا حسین بنایا تھا کہ ہر دیکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسن و جمال میں گم ہو جاتا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حسن سراپا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا موضوع سخن رہتا۔ آسان الفاظ میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جسمِ اطہر خوبصورتی، رعنائی و زیبائی میں اپنی مثال آپ تھا۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پہلے کوئی ایسا ہوا اور نہ ان کے بعد کوئی ایسا ہوا نہ ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسن سراپا کو موضوع بناتے ہوئے جہاں کتب شمائل تحریر کی گئیں وہیں نعت گو شعراء نے بھی اس باب سے برکات لینے کیلئے منظوم کلام کہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذکرِ شمائل پر یوں تو منظوم کلام بہت کم ہیں لیکن جتنے ہیں وہ سارے ہی کسی نہ کسی عضو مبارک کی تعریف وثنا میں اپنا حصہ ملاتے نظر آتے ہیں اب یہاں ان نعت گو شعراء کے نعتیہ کلام سے منتخب اشعار پیش کئے جائیں گے جنہوں نے خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حلیہ مبارکہ پر اشعار کہے یعنی اردو نعتیہ شاعری کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کو بیان کیا مگر اس سے قبل:

جب بھی اس نورِ مجسم کا سراپا لکھنا
کوئی بھی رخ ہو اسے جلوۂ یکتا لکھنا
اس کی تشبیہ کی جرات ہے خلافِ آداب
چاند کو چاند ستارے کو ستارا لکھنا
اس کی تمثیل کا ہر وہم وگماں بے ادبی

ہے کہاں ارض و سما میں کوئی اس سا، لکھنا(19)

امام احمد رضا خاں (م:۱۹۲۱ء) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حلیہ مبارکہ کے بارے میں لکھا:

سر تا باقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول دہن پھول، ذقن پھول بدن پھول
واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول(20)

ہے کلامِ الٰہی میں شمس وضحیٰ ترے چہرۂ نورِ فزا کی قسم
قسمِ شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم(21)

امام احمد رضا خان نے خاص طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسن سراپا کو اپنے مشہور زمانہ" سلام رضا" میں منظوم کیا۔ جس کو بنیاد بناتے ہوئے مابعد کے شعراء نے شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر منظوم کلام کہے۔ سلام رضا کا وہ گوشہ جو خاص شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے متعلق ہے اس میں بلیغ استعارے، فصیح تلمیحات اور حسین تراکیب استعمال ہوئی ہیں جو اس کلام کی خوبصورتی بڑھاتی ہیں۔

اسی طرح رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حلیہ مبارک کے حوالے سے سہیل اقبال (م:۱۹۵۵ء) کی کتاب موج کوثر سے چند اشعار پیش ہیں جس میں انہوں نے حسن

19۔ سعید وارثی، ورثہ، بزم وارث، شاہ فیصل کالونی کراچی، 1987ء، ص188

20۔ بریلوی، احمد رضا، امام، حدائق بخشش، مکتبۃ المدینہ کراچی، 1433ھ، ص78

21۔ ایضاً، ص80

سراپائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوبصورت انداز میں باندھا ہے:

احمد مرسل، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہرِ اوّل، مرسلِ خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
جسم مزکی، روح مصور، قلب مجلیٰ، نور مقطر
حسن سراپا، خیر مجسم صلی اللہ علیہ وسلم (22)
جتنے فضائل، جتنے محاسن، ممکن ہو سکتے تھے ممکن
حق نے کیے سب ان میں فراہم صلی اللہ علیہ وسلم
علم لدنی، شانِ کریمی، خلق خلیلی، نطقِ کلیمی
زہد مسیحا، عفتِ مریم صلی اللہ علیہ وسلم (23)

نہایت خوبصورت انداز میں محسن نقوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سراپا اقدس نظم کیا آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

چہرہ ہے کہ انوارِ دو عالم کا صحیفہ
آنکھیں ہیں کہ بحرینِ تقدس کے نگیں ہیں
ماتھا ہے کہ وحدت کی تجلی کا ورق ہے
عارِض ہیں کہ "والفجر" کی آیت کے امیں ہیں
گیسو ہیں کہ "وَاللَّیل" کے بکھرے ہوئے سائے
ابرو ہیں کہ قوسینِ شبِ قدر کھلے ہیں

22۔ سہیل اقبال، موجِ کوثر، نامی پریس لکھنؤ (س۔ن)، ص18

23۔ ایضاً، ص23

گردن ہے کہ بَرفرقِ زمیں اَوجِ ثریا

لب،صورتِ یاقوت شعاعوں میں ڈھلے ہیں

قَد ہے کہ نبوت کے خدوخال کا معیار

بازو ہیں کہ توحید کی عظمت کے علَم ہیں

سینہ ہے کہ رمزِ دلِ ہستی کا خزینہ

پلکیں ہیں کہ الفاظِ رُخِ لوح و قلم ہیں

باتیں ہیں کہ طُوبیٰ کی چٹکتی ہوئی کلیاں

لہجہ ہے کہ یزداں کی زباں بول رہی ہے

خطبے ہیں کہ ساون کے امنڈتے ہوئے دریا

قِراَت ہے کہ اسرارِ جہاں کھول رہی ہے

یہ دانت، یہ شیرازۂ شبنم کے تراشے

یاقوت کی وادی میں دمکتے ہوئے ہیرے

شرمندۂ تابِ لب و دندانِ پیمبر

حرفے بہ ثناخوانی و خامہ بہ صریرے

یہ موجِ تبسم ہے کہ رنگوں کی دھنک ہے

یہ عکسِ متانت ہے کہ ٹھہرا ہوا موسم

یہ شکر کے سجدے ہیں کہ آیات کی تنزیل

یہ آنکھ میں آنسو ہیں کہ الہام کی رِم جھم

یہ ہاتھ، یہ کونین کی تقدیر کے اوراق

یہ خط، یہ خدوخالِ رُخِ مصحف وانجیل

یہ پاؤں، یہ مہتاب کی کرنوں کے مَعابِد

یہ نقشِ قدم، بوسہ گہِ رَف رَف وجبریل

یہ رفعتِ دستار ہے یا اوجِ تخیل!

یہ بندِ قبا ہے کہ شگفتِ گُلِ ناہید

یہ سایۂ داماں ہے کہ پھیلا ہوا بادل

یہ صبحِ گریباں ہے کہ خمیازۂ خورشید

یہ دوش پہ چادر ہے کہ بخشش کی گھٹا ہے

یہ مہرِ نبوت ہے کہ نقشِ دلِ مہتاب

رخسار کی ضَو ہے کہ نموِ صبحِ ازل کی

آنکھوں کی ملاحت ہے کہ روئے شبِ کم خواب

ہر نقشِ بدن اتنا مناسب ہے کہ جیسے

تزئینِ شب و روز کہ تمثیلِ مہ و سال

ملبوسِ کہن یوں شکن آلود ہے جیسے

ترتیب سے پہلے رُخِ ہستی کے خدوخال

رفتار میں افلاک کی گردش کا تصور

کردار میں شامل بنی ہاشم کی اَنا ہے

گفتار میں قرآں کی صداقت کا تیقُّن

معیار میں گردُوں کی بلندی کفِ پا ہے

وہ فکر کہ خود عقلِ بشر سر بگریباں

وہ فقر کہ ٹھوکر میں ہے دنیا کی بلندی

وہ شکر کہ خالق بھی ترے شکر کا ممنون

وہ حُسن کہ یوسفؑ بھی کرے آئینہ بندی

وہ علم کہ قرآں تری عترت کا قصیدہ

وہ حِلم کہ دشمن کو بھی امیدِ کرم ہے

وہ صبر کہ شبیرؑ تری شاخِ ثمردار

وہ ضبط کہ جس ضبط میں عرفانِ اُمم ہے

(محسن نقوی)

محسن نقوی کی یہ نظم بے بہائی تراکیب اپنے جلو میں لئے ہوئے ہے جو پرت در پرت کھلتی چلی جاتی ہے جس میں حسنِ وارفتگی کا اظہار خوشبوؤں سا محسوس ہوتا ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے استفادہ و استدلال بالخصوص اور قلبی واردات بالعموم اس کلام سے چھلکتی ہے۔ ہر ہر سطر شمائل سے بھرپور اور مرصع ہے۔

قصری کانپوری نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سراپا مبارکہ کے کچھ پہلو بشکل مسدس نظم کیے جن میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گفتار، کردار، اطوار، رحمت، سینہ مبارک، رخسار اقدس، دندانِ مبارک، چشمِ اقدس اور ہونٹوں کی بات نہایت سادگی اور سہل ممتنع میں کی۔ ملاحظہ کیجیے:

گفتار میں آیاتِ مقدس کی دمک ہے

کردار میں معیارِ نبوت کی چمک ہے

اطوار میں انوارِ الٰہی کی جھلک ہے
سرکار میں رحمت کے تقاضوں کی لچک ہے
وہ رحمتِ عالم ہیں، کرم عام ہے انکا
اور خاصۂ خاصانِ رسل نام ہے انکا
سینہ ہے کہ گنجینۂ اسرارِ خدا ہے
رخسار پہ والشّمس کی پُر نور فضا ہے
اندازِ تخاطب میں محبت کی ادا ہے
وہ شانِ نبی ہے کہ نبوت بھی فدا ہے
توحید کا سکہ عرب و شام سے جاری
اور کلمۂ طیب لبِ اصنام پہ جاری
دندانِ مبارک ہیں کہ ترشے ہوئے ہیرے
انفاس کی جاگیر ہیں خوشبو کے ذخیرے
آنکھوں کے سمندر میں دیانت کے جزیرے
منشائے مشیّت کے مطابق ہیں وطیرے
ہونٹوں پہ تبسم ہے، تکلم ہے، ضیا ہے
چہرے پہ متانت ہے، تقدس ہے، حیا ہے
(قصری کانپوری)

سابقہ صفحات میں ام معبد کی روایت نقل کی گئی جس میں انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسنِ سراپا کو بیان کیا۔ اسی حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے

محشر رسول نگری نے مسدس میں اس کا ترجمہ کیا۔ وہ اس کا ترجمہ کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوئے اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں۔

گزرے جو خیمہء امِ معبد سے مصطفیٰ
محسوس کی حضور نے شدت سے اشتہا
بڑھیا سے جا کے سیدِ ابرار نے کہا
کھانے کی کوئی چیز ہو موجود اگر تو لا

سارا گھرانہ اس کا مسافر نواز تھا
اس نیک خو پہ حسنِ تواضع کو ناز تھا

بولی وہ خوش خصال کہ انکار تھا کسے
ہوتی جو کوئی چیز تو دیتی میں بن کہے
بے حال تھے حضور کے ساتھی بھی بھوک سے
بڑھیا کے اس جواب پہ کچھ سوچنے لگے

خیمے میں پھر حضور نے دوڑائی اک نظر
گوشے میں دُبلی بکری انہیں آئی اک نظر

بولے پھر اس طرح امِ معبد سے دیدہ ور
ہم دوہ لیں اسے ہو اجازت تری اگر
آتا ہے اس میں آپ کو کچھ دودھ اگر نظر
خود دوہ لیجئے اسے بولی وہ بے خبر

معجز نما حضور کی پھر انگلیاں ہوئیں

سوکھے تھنوں سے دودھ کی نہریں رواں ہوئیں

حیرت سے رہ گیا امِ معبد کا منہ کھلا
برتن سے دودھ اچھل کے زمیں پر بھی گر پڑا
حضرت نے تین بار اسے دودھ سے بھرا
سب پی چکے تو پھر بھی بھرے کا بھرا رہا

اک جوئے شیر آپ بہا کے چلے گئے
ادنیٰ سا یہ کرشمہ دکھا کر چلے گئے

آیا جو شوہرِ امِ معبد تھکا ہوا
برتن میں دودھ دیکھ کر حیران ہو گیا
بڑھیا نے پھر سنایا اسے سارا ماجرا
کرنے لگی بیاں وہ سراپا رسول کا

وصفِ نبی کا ایک نیا باب کھل گیا
سارا غبار شرک و معاصی کا دھل گیا

پاکیزہ رو، کشادہ جبیں، صاحبِ جمال
ٹھہرے نگاہ چہرۂ انور پہ کیا مجال
پیوستہ وہ بھویں، وہ گھنیرے سیاہ بال
اندازِ پُر شکوہ، تو آواز پُر جلال

گفتار دل پذیر، خموشی میں اک وقار
الفاظ جیسے سلکِ گہر ہائے آبدار

جنت نظر وہ قامتِ موزوں و دلنشیں
عالم شکار وہ نگہِ چشمِ سرمگیں
اک شاہکارِ خلق، پسندیدہ خو متیں
خود اعتماد و سید و مخدوم و پُر یقیں

یوں اپنے ساتھیوں میں نمایاں فلک مآب
ہو جس طرح ستاروں کے جھرمٹ میں ماہتاب

بولا وہ سن کے اے ام معبد یہ تھا وہی
جس صاحبِ قریش کی مجھ کو تلاش تھی
انعام کی طمع لیے پھرتی تھی مجھ کو بھی
اس دُرِ شہوار کی قیمت نہیں کوئی

یکتا ہے جیسے خالقِ کل اپنی ذات میں
بے مثل ہے یہ شخص بھی حسنِ صفات میں

افسوس مجھ پہ، طالعِ بیدار گھر میں تھا
اور میں برونِ خانہ اسے ڈھونڈتا رہا
پہلے تو اس کے دل میں ارادہ تھا دوسرا
وصفِ رسول سن کے خدا جانے کیا ہوا

حضرت کا غائبانہ طلبگار ہو گیا
شاہِ امم کا طالبِ دیدار ہو گیا

(رسول محشرِ نگری)

ام معبد ہی کی روایت سے انسانیت کے عظیم محسن، رسول محاسن صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حلیہ مبارک بعنوان "سب سے حسین" پیش ہے:

وفور نور سے معمور چہرہ انور

کھلا کھلا سا

درخشندہ تر

بہت روشن

بڑے بلند

نہایت ہی پاک تھے اخلاق

نہ جسم بھاری تھا اس کا

نہ تھا بدن کمزور

وہ خوبرو تھا

خوش اقدام تھا

جمیل تھا وہ

کمال گہری سیاہی تھی اس کی آنکھوں میں

یہ لمبی پلکیں تھیں

اور پتلیاں سیاہ بے حد

بہت سفید تھے آنکھوں کے خوشنما ڈھیلے

کوئے تھے سرمئی

دونوں بھنویں جدا نہ جڑی

بال کالے تھے

گھنی گھنی سی تھی ڈاڑھی

دراز گردن تھی

خوشیوں میں بھی اس کی وقار گویائی

جو بولتا

توصدا گرد و پیش چھا جاتی

وہ گفتگو تھی کہ موتی تھے جو نکلتے تھے

زباں کے مخزن طاہر سے سلسلہ بن کر

کلام شیریں تھا

واضح تھا

غیر مبہم تھا

نہ کم سخن تھا نہ بسیار بولتے تھے

سنو جو دور سے آواز تھی بلند

مگر

حلاوت کی طراوت میں بھیگی بھیگی تھی

قریب سے یہی آواز نرم اور لطیف

میانہ قد کہ نہ اتنا دراز خوش نہ لگے

نہ اتنا چھوٹا کہ اس سے بڑے کو ڈھونڈے آنکھیں

وہ اپنے حلقہ اصحاب میں تھا سب سے حسیں

وہ سب سے قد میں افضل تھا

منزلت میں بلند

وہ سارے اس کے تھے خادم

وہ سب کا تھا مخدوم

چھلک رہے تھے قلوب ان کے اس کی الفت سے

نہ اس کے چہرے پہ ترشی تھی

نہ درشت تھے لب

خدا گواہ بڑی برکتوں کا حامل تھا

وہ شخص

آج ادھر سے جو ہو کے گزرا ہے

(الطاف قریشی)

الطاف قریشی کی یہ آزاد نظم مکمل طور پر ام معبد کی روایت تو شاید بیان کر پائی مگر کچھ مقامات پر نہایت عامیانہ انداز اختیار کیا گیا جیسے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ مبارک کی بات کرتے ہوئے درخشندہ اور روشن جیسے الفاظ کا استعمال، اخلاق کی بات کرتے ہوئے صرف بلند کہہ کر بات آگے بڑھا دینا، چشمِ اقدس کے لئے ڈھیلے کا لفظ استعمال کرنا اور کچھ اعضائے مقدسہ کو صرف خانہ پوری کے لئے برتنا۔ مجموعی طور پر الطاف قریشی کی یہ نظم بس شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں اضافہ ہے۔

رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حلیہ مبارک بزبان علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ پیش خدمت ہے جسے حافظ شیرازی (م 792ھ) نے فارسی زبان میں نظم کیا اور

اس کا اردو ترجمہ چوہدری برکت علی شمیم یزدانی نے کچھ یوں لکھا:

میانہ قد، سبک رفتار، صورت نور کا پیکر
بہت مضبوط، بے حد دلربا اور خوشنما
نہ فربہ اور نہ دُبلا جسم، دل کش نقرئی رنگت
کشادہ سینہ، ہلکی پنڈلیاں، پُر گوشت دست و پا
بڑا سر، بال قدرے گھنگھریالے کان تک لمبے
گھنی ریشِ مبارک، روئے زیبا ماہِ دو ہفتہ
سیاہ و سُرمگیں آنکھیں، بڑی پلکیں، گھنے ابرو
تبسم زیرِ لب، دندانِ اقدس گوہرِ یکتا
سفید و سرخ چہرہ، نور سے معمور پیشانی
نگہ جس سے ہو آسودہ، وہ پیارا ناک و نقشہ
کشادہ پشت پر شانوں کے بیچوں بیچ دائیں کو
برابر نیم بیضہ کے نشاں مہرِ نبوت کا
سخن سنجیدہ، بے حد مختصر لیکن پُر از معنی
لب و لہجہ متیں، الفاظ شُستہ اور پاکیزہ
جلال اتنا کہ چہرہ دیکھتے ہی سب لرز جائیں
جمال ایسا کہ ہو جائے ہر اک جی جان سے شیدا
روایت یہ علی ابنِ ابی طالب کی ہے جس میں
بیاں اس حسن و خوبی سے ہوا حلیہ مبارک

کہی سو بات کی اک بات اس میں شیرِ یزداں نے
" کہ حسن ایسا کسی نے آج تک دیکھا، نہ دیکھے گا"
" زعشقِ ناتمامِ ما جمالِ یار مستغنی ست
بہ آب ورنگ وخال وخط چہ حاجت روئے زیبارا"

(حافظ شیرازی)

مترجم: چوہدری برکت علی شمیم یزدانی

حافظ شیرازی کا یہ منظوم کلام رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدِ زیبا سے شروع ہوکر حسن و جمال پر ختم ہوتا ہے اور اس کا اصل ماخذ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ کی روایت ہے۔ سارے موضوعات بلترتیب اسی حدیث سے مناسبت رکھتے ہیں۔

اسی طرح محمد شیر افضل جعفری نے بھی رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سراپائے اقدس کو نظم کیا:

قامت پہ فدا ذی شان ملک
قدموں پہ جھکے فرزندِ فلک
تلووں کو چومے عرشِ بریں
نظروں کی بلندی قدس تلک
معراج کی شب زلفوں میں نہاں
ماتھے پہ ازل کی مست جھلک
رفتار پہ قرباں دورِ جہاں
گفتار سے کوثر جائے چھلک

اندازِ جبیں اک نور حسیں
قرآن کی آیت نوکِ پلک
چاہے تو الست کے چہرے سے
گردوں کا آنچل جائے ڈھلک
مکھڑے پہ شفق اندازِ غنا
قدرت کو لبھائے جس کی ڈھلک
اس غیرتِ یوسف کی افضلؔ
رہ رہ کر اٹھے جی میں للک

(محمد شیر افضل جعفری)

موصوف نے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سراپائے اقدس میں قدمین شریفین، چشمانِ مقدس، گیسوئے اقدس، جبین مبارک، رفتار و گفتار اور چہرہ مبارک کو یک سطری بیان کیا۔ جبکہ ایک مصرع تو ایسا ہے جو اس پورے کلام کی جان ہے" قدرت کو لبھائے جس کی ڈھلک" یہی ایک مصرع حاصل نعت ہے۔ حالانکہ موصوف اپنی بات ابلاغ کے ساتھ پہنچانے کا ہنر رکھتے ہیں، مگر یہاں شاید عجلت میں شمائل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر چند اشعار ہی کہے اور وہ بھی نہایت مختصر انداز میں۔ جبکہ ان کے کلام میں شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ترتیب بھی نظر نہیں آتی جیسا کہ انہوں نے کلام کو قامت زیبا سے شروع کر کے فوراً بعد قدمین شریفین اور تلوؤں کی بات کر دی۔

کاوش بدری کی مثنوی" قبلہ نما" خاص شمائل و عاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے موضوعات پر مشتمل ہے۔ یہ مثنوی قرآنی استدلال اور احادیثی زاویے کے

ساتھ ساتھ ان کے مضبوط تخیلاتی پیرائے کا اظہار یہ ہے۔ شمائل و عاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر یہ مثنوی مکمل موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

کیا کہوں اس کا سراپائے جمال
پہلوئے ذم سے بچا ذوالجلال
جسمِ اطہر عرشِ اعظم کی طرح
فرق گویا پارۂ "عم" کی طرح
آنکھ جیسے کنگرے ہوں عرش کے
ابروئے خمدار جیسے معجزے
ہونٹ قفلِ غایتِ دل کی کلید
نطق اک گنجینۂ نو کی نوید
گوش، امکانِ صدائے اولیں
اور زباں علم و فراست کی زمیں
مُو بہ مُو اور سر بہ سر مینارِ نور
سر بہ زانو تیرگی اس کے حضور
جس پہ تیرا پرتوِ عالی پڑے
صاف ذرّہ سے ہمالہ بن چلے
اکتسابِ نور جس نے بھی کیا
اس کی گھٹی میں ہو شانِ کبریا
تیرے فیضانِ نظر کے نور سے

سلسلہ میرا ہے کوہِ طور سے
آنکھ کی پتلی کو دنیا منتظر
سازو برگِ زیست ہر سو منتشر
پُتلیاں گویا معرّف نور کی
ہر مژہ تفسیرِ قرب و دور کی
گوشہءِ چشمِ مقدس ماہتاب
ہر اُچٹتی سی نظر اک آفتاب
انگلیاں سدرہ کی شاخوں کی مثال
ہر اشارہ گویا معراجِ کمال
ہر قدم تمہیدِ امن و آشتی
نقشِ پا سر رشتہ دارِ آگہی
ہاتھ تصویرِ عصائے موسوی
اور ہتھیلی مثنویء معنوی
آئنہ تمثال عارض کے کنول
خود سوادِ چشم تنویرِ ازل
مصحفی چہرہ طباشیرِ سحر
خطِ سبز اس کا نوامیسِ خضر
مانگ کا جادہ صراطِ مستقیم
گویا دستارِ شہی عرشِ عظیم

ایک موجِ فکر پر تارِ کلاہ
مرحبا صلِ علیٰ عالم پناہ
قدِ موزوں جاذبِ حسنِ نظر
نفس گویا حاصلِ جذب واثر
قدرتِ کامل کا نقشہ ہو نہ ہو
خود خدائی کا نظارہ ہو نہ ہو
ریش زنگار، آئنہ رخسار ہے
کیا منور سیّدِ ابرار ہے
مردمک ہر لمحہ مصروفِ طواف
معتکف ہر وقت آنکھوں کا غلاف
ریش گویا آیتِ فرمانِ رب
گویا قرآں چہرۂ قصرُ الادب
مہبطِ انوارِ حق لوحِ جبیں
رُوکشِ برجِ شرف قلبِ حزیں
ناخن ولب عقدۂ مشکل کا حل
وہ سراپا صاحبِ حسن وعمل
سینۂ پُر نور گنجِ خسروی
کون کرسکتا ہے اس کی ہمسری
دل حریمِ پاک میں کعبہ نشاں

سر بہ سجدہ ہر ارادہ کی زباں
ہر نوا گویا پیامِ جبرئیل
خود فصاحت، خود بلاغت کی دلیل
گفتگو گلباریء باغِ ارم
جستجو نیرنگیء بابُ الحکم
خامشی شائشتہ رنگِ سخن
بے خودی منجملہء صد فکر و فن
حسن میں گم زندگی کی رونقیں
اس پہ قرباں شمعِ عالم کی لویں
عشق اس کا طالعِ فطرت کا نام
حُسن اس کا حلقہ گیرِ صبح و شام
اس کی محرابِ تخیل کا چراغ
مرکزِ بزمِ دو عالم، البلاغ
سرنگوں ایسا کہ شاخِ بارور
سربلند ایسا کہ مینارِ سحر
نرم اتنا، موم کب اتنا لطیف
گرم اتنا، اس کے آگے سب نحیف
طیش میں آئے تو ہونٹوں پہ ہنسی
جوش پر آئے تو کتنی سادگی

درد اس کا مطلعِ اربابِ غم
یاد اُس کی دافعِ رنج و الم
کاکلِ فکرِ رسا کتنا طویل
سوچ اس کی، جیسے موجِ سلسبیل
پاک رگ اس کی، رگِ گل سے لطیف
وہ شریف النفس، اس کا غم شریف
اس کا رحل میں قرآنِ پاک
سارا کعبہ گویا اس کے گھر کی خاک
پشت اس کی مراتِ صبحِ بہار
خاکساری اس کی خود عالی تبار
مجھ سے اور وصفِ سراپائے رسول
سرنگوں میرا قلم، میرا اصول 1 ؎

(کاوش بدری)

سرِ اقدس کہ سجا تاجِ نبوت جس پر
نرم گیسو تھے کچھ اتنے، کہ پھسل جائے نظر
شاخیں پھوٹی ہوئی بالوں میں پروئے گوہر
حسن ایسا کہ نہ دیکھے کبھی چرخِ خضر
گردن ایسی کہ ہو چاندی کی صراحی بھی خجل

1 ؎ کاوش بدری، مثنوی قبلہ نما، مجلسِ مصنفین مدراس، 1965، ص 31-27

وہ فقیری کہ جسے دیکھ کے شاہی بھی خجل
(سید محمد اکمل اجملی)

رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سراپا اقدس کو فارسی زبان میں بھی متعدد شعراء نے نظم کیا، مگر جیسا کہ بیان ہوا اردو زبان وادب میں شمائل نظم کرنے والے شعراء کی تعداد کافی کم ہے ہاں ہر نعت گو شاعر کے ہاں دو چار اشعار ضرور ایسے مل جاتے ہیں جنہیں ہم شمائل کے باب میں جمع کر سکتے ہیں۔ اللہ کرے کہ نعت گو شعراء اس طرف بھی توجہ کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شمائل کو نظم کریں تاکہ شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اردو نعت نگاری میں اپنی الگ جگہ بنا سکے۔ اور یہ ایک مستقل فن کی صورت میں سامنے آئے جیسا کہ سیرت نگاری میں شمائل ایک الگ فن کی حیثیت اختیار کیے ہوئے ہے۔ چونکہ ہمارا موضوع اردو زبان وادب کے نعت گو شعراء کے گرد گھومتا ہے اسی لئے یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حلیہ مبارک کی فارسی نظم از ابوالغیث کا اردو ترجمہ پیش ہے جسے غلام دستگیر نامیؔ نے منظوم کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پشت مبارک سے شروع ہوتا ہے:

پُشت کی دائیں طرف مُہرِ نبوت ثبت تھا
اور سیبِ سرخ کی مانند اس کا رنگ تھا
لکھا تھا "اللہ" اول سطر میں اس مہر پر
پھر "محمد" تھا، رسول اللہ ثالث میں لکھا
آپ تامُ القد تھے، لیکن طویل القد کوئی
پاس گر ہوتا کھڑا، آتا نظر کوتہ سدا

مُوئے سرِ آنحضرتِ اُمّی لقب کے بالیقیں

کان کی لو تک پہنچتے جب انہیں کرتا رہا

کھینچتے بالوں کو جب تو اور بھی ہوتے دراز

سترہ تھے موئے سفید ان کے بدن میں بے خطا

سرورِ عالم کے سر میں بال دس ہی تھے سفید

سات باقی آپ کی ڈاڑھی میں تھے اے پارسا

چار گیسو اپنے بالوں کے بناتے تھے کبھی

کان باہر کرتے دو دو میں سے وہ کانِ سخا

چھوڑتے تھے بال کندھوں تک بھی وہ اپنے کبھی

اور گردن تھی چمکتی، جس طرح شمس الضحیٰ

بال تھے مضبوط، سیدھے، ٹوٹنے سے تھے بری

راست بالکل بھی نہ تھے، اُن پر مری جاں ہو فدا

لمبے اور باریک تر تھے آپ کے ابرو کے بال

آنکھیں حضرت کی سیہ تر تھیں فراغِ دلربا

ناک تھی از بس بلند اس سرورِ آفاق کی

نور سے پُر اور تھی ہموار بے شبہ و ریا

تھی بقدرِ قبضہ ریشِ خوشنمائے مصطفیٰ

سیدھا نیچے چھوڑے رکھتے تھے اسے خیر الوریٰ

رُوئے انور تھا نہ لمبا، اور مدور بھی نہ تھا

قدرے گولائی تھی اس میں، اور نہ تھا ابھرا ہوا

آپ جب ہنستے، چمکتے تھے مثالِ برق دانت

بالیقیں وہ تھے کشادہ، آب دار و با صفا

سب لبوں سے لب مبارک آپ کے تھے خوب تر

ویسی باریکی کسی لب میں نہ ہوگی بے ریا

تھا فراغ ان کا دہن، اور کل عرب میں خوب تر

ان کی ذاتِ پاک تھی بے عیب با صدق وصفا

سینہ سے تا ناف تک باریک اک بالوں کا خط

آپ کا سینہ کشادہ اور بہت ہموار تھا

تین ہی تھے پیٹ میں سردارِ عالم کے شکن

دو کھلے رہتے، تہِ تہمد سوُم رہتا چھپا

ہر دو بازو اور کندھے آپ کے مودار تھے

بال سینہ پر بھی تھے، پستان بالکل تھے صفا

استخوانِ جسمِ حضرت بھی بہت مضبوط تھیں

آپ کے بازو قوی پُر گوشت تھے اے پارسا

ہاتھ لمبے تھے جنابِ سرورِ آفاق کے

آپ کا پنجہ کشادہ تھا، شکنج اس میں نہ تھا

انگلیاں چاندی کی شاخوں کی طرح تھیں لاکلام

کف فراخ اور نرم تر ریشم سے تھی بے اختفا

نُقرئی انگشتری خنصر میں رکھتے بہرِ ختم
گاہے دائیں، گاہے بائیں ہاتھ میں وہ مصطفیٰ
رشتہ خاتم میں بندھا ہوتا برائے یادداشت
گاہے گاہے آپ آتے جبکہ بیروں از خلا
ہوتا ہاتھ اس کا معطر، جو ملاتا ان سے ہاتھ
پھیرتے جس سر پہ، خوشبو اس سے بھی آتی بلا
ایڑی ہموار اور ہر دو پاؤں تھے پاکیزہ تر
اُن پہ رہتا آب کا قطرہ کبھی، ممکن نہ تھا
اُونچا رہتا تھا کفِ پا کا میانہ از زمیں
تھے ملاحت میں بلا شک آپ یوسف سے سوا
جسم ان کا تھا بلا شک فربہی میں معتدل
ہو گئے تھے فربہ آخر عمر میں خیر الوریٰ
گوشت تھا پیری میں بھی ویسا ہی ان کا استوار
سب قویٰ مضبوط تھے از ابتدا تا انتہا

فارسی نظم: ابوالغیث

(اردو ترجمہ: غلام دستگیر نامیؔ)

ابوالغیث کے اس فارسی کلام کے منظوم اردو ترجمہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس میں شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جزئیات تک کو بیان کیا گیا ہے جو ہمیں اب تک کسی دوسرے شاعر کے ہاں نہیں ملا۔ گویا یہ کلام فصاحت و بلاغتِ شعری کا بہترین نمونہ

ہے۔ جیسے مہر نبوت کی تفصیل بیان کرنا، قدِ زیبائے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جزئیات بیان کرنا، گیسوئے اقدس کی روایات کو منظوم کرنا، گیسوئے اقدس اور ریش مبارک میں کتنے بال سفید تھے اور کہاں کہاں تھے۔ ریش مبارک کے بال کتنے لمبے تھے، روئے انور کیسا تھا، لب ور خسار و بینی مبارک کی خوبصورت وضاحت، سینہ تا ناف مبارک بالوں کی ایک باریک لکیر، شکمِ اطہر پر پڑنے والے شکن کی وضاحت اور ساتھ ہی اس بات کی توضیح کہ وہ تینوں شکن شکمِ اطہر پر کہاں کہاں تھے۔ الغرض ابو الغیث کے فارسی کلام کو غلام دستگیر نامؔی نے اس انداز سے مترجم کیا کہ شمائل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہر ہر پہلو سامنے آ گیا۔ یہ کلام دونوں شعراء کی قادرالکلامی اور مہارت تامہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

شمس الحق بخاری نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسن سراپا کو خوبصورت شعری پیرائے میں ڈھالا۔ ان کے ہاں قرآنی استدلال کی کثرت پائی جاتی ہے جو ان کے گہرے قرآنی مطالعے کا منہ بولتا ثبوت ہے آپ بھی ملاحظہ کیجئے:

جمالِ محمد بیاں ہو کہاں
کہاں اس پر قادر ہماری زباں
احادیث سے لے کے کچھ جھلکیاں
بعجز و ادب پیش کی ہیں یہاں
میانہ تھا قد قدرے مائل بہ طول
کتابی وہ چہرہ کھلا جیسے پھول
خوشی میں دمکتا جو رُخ آپ کا

تو کھلتے تھے یوں معنیِ والضحیٰ

ملیح رنگ گورا وہ روشن ظہور
کہ جس کی جھلک باعثِ صد سرور

نہ فربہ نہ لاغر مبارک بدن
مناسب گٹھیلا وہ مضبوط تن

بڑا علم و حکمت کا مصدر تھا سر
کہ فضل اللہ یُوتیہِ آئے نظر

کشادہ وہ محرابی اونچی جبیں
وہ ابرو کی قوسیں بڑی دلنشیں

صراحی تھی چاندی کی گردن اگر
فدا حق نیوشی بھی تھی گوش پر

وہ خوش وضع آنکھیں بڑی تابدار
گھنی لمبی پلکیں تھیں جن پر نثار

محبت کی آنکھوں سے پیدا جھلک
جلالت کی آنکھوں پہ شیدا چمک

بسا ایسا مازاغ کا ان میں نور
کہ ہوتا تھا بی یبصرُ کا ظہور

عیاں وصف ستواں بلند ناک کے
تھی شایانِ شاں شاہِ لولاک کے

تھے کیفیت و رنگ سے پُر بہار
وہ رخسار المختصر گُل عزار

گہر تھے کشادہ دہن میں نہاں
تبسم سے ہوتے تھے وہ ضو فشاں

تھی سرخی لیے وہ مبارک زباں
فصاحت بیاں اور بلاغت نشاں

سیاہی میں واللیل زلفوں کی شان
درازی میں لیلاً طویلاً کی آن

سفیدی کا آخر میں کچھ کچھ اثر
تھی ہونے کو گویا نمودِ سحر

معارف کا گنجینہ سینہ کھُلا
الم نشرح وسعت سے گویا کھُلا

کفِ دست کیا نرم رشکِ حریر
قوی بھی، سخاوت میں بھی بے نظیر

پسینہ ہوا موتیوں کی جھڑی
تھے اس پر فدا عنبر و مشک بھی

گزر کا صحابہ کو ملتا سراغ
کہ ہوتا فضا کا معطر دماغ

(شمس الحق بخاری)

خود بخود آج مری فکرِ رسا جوش میں ہے
خوابِ غفلت کو ذرا دخل نہیں، ہوش میں ہے
ہاتفِ غیب کی ہر دم یہ صدا گوش میں ہے
شاد ہو، شاہدِ مقصد تری آغوش میں ہے

دل سے مصروف ہو، جنتی تجھے کد ہووے گی
لکھ سراپائے نبی یاں سے مدد ہووے گی

لیے جاتے ہیں ملک چرخ پہ فرمانِ سخن
پست ہے منتہیٔ افلاک کا ایوانِ سخن
خطبہ خواں عرش پہ ہے موسیٔ عمرانِ سخن
ہے سراپائے نبی مطلعِ دیوانِ سخن

آج میں دفترِ ایماں کی ثنا کرتا ہوں
آج میں مصحفِ یزداں کی ثنا کرتا ہوں

بُوئے خلد آج نسیمِ سحری لاتی ہے
غنچۂ دل کی مہک پھولوں کو شرماتی ہے
گلِ گلزارِ نبوت کی ہوا آتی ہے
بوئے گل شرم سے غنچوں میں چھپی جاتی ہے

سروِ بُستاں بھی خجالت سے گرا جاتا ہے
کس سہی قد کا لبوں پر مرے نام آتا ہے

یوسفِ مصر کو سکتہ ہے، کھڑے ہیں حیراں

ہیں مسیحا مری جانب بہ تحیر نگراں
محوِ حیرت ہیں، یہی کرتے ہیں آپس میں بیاں
کس کی تعریف کی ہے دھوم، یہ کیا ہے ساماں
کون ہے کس کے سراپا کا بیاں ہوتا ہے
دیکھیں، کب حسنِ خدا داد عیاں ہوتا ہے

ہاں، اب اے فکرِ رسا، وصف پہ تیار ہو آج
ہاں، دلا، بادۂ توحید سے سرشار ہو آج
اے زباں، محوِ ثنائے شہِ ابرار ہو آج
اے قلم! غیرتِ شاخِ گلِ گلزار ہو آج
خلد کا اس چمنِ دہر میں نقشہ دکھلا
تو گلِ باغِ رسالت کا سراپا دکھلا

(محمد امین الدین قیصر یحیائی)

امین الدین یحیائی کہ یہ مسدس شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں شامل نہیں کی جاسکتی کیونکہ اس میں زیادہ تر کلام رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیگر فضائل و خصائل کا ہے جبکہ یہ کلام خالص شمائل سے خالی ہے۔ اس کلام کو یہاں شامل کرنے کا اصل مقصد اس میں حسن و جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اظہار یہ ہے جو کسی حد تک اس مسدس کو شمائل میں شامل کرنے کے لئے کافی ہے۔

اس کے علاوہ حشمت یوسفی بھی سراپائے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

وہ شکلِ جمیل اور وہ نوری خط و خال
اللہ رے موزونیتِ حسن و جمال
اک نطق میں تنزیہ سمائے کیسے
تشبیہ کی گلتی نظر آتی ہی نہیں دال
جس طرح بیاں حسنِ شہِ خوباں ہو
الفاظ میں طاقت، نہ عبارت کو مجال
خوبانِ جہاں سے کوئی نسبت ہی نہیں
ہو مثل اگر کوئی تو دوں اُس کی مثال
دوں چاند سے تشبیہ تو اندھیر ہے یہ
خورشید کہوں گر، تو ہے تاریک خیال
یہ سنبل پیچاں، یہ گلاب و گوہر
ہرگز نہیں زلف و لب و دنداں کی مثال
وہ آنکھیں اگر چشمِ تصور دیکھیں
جولاں ہی رہے دشتِ تخیل کا غزال
اس گیسوئے خوش خم کو جو دیکھے مجنوں
تا حشر نہ ہو پھر کبھی آشفتہ حال
اک نور کا سیلاب، وہ اٹھتی نظریں
وہ رحمتِ باری کا نزولِ اجلال
وہ حشر بپا قامتِ رعنا کہ جسے

دیکھے، تو قیامت کی بدل جائے چال
وہ برق تبسم، وہ تجلی وہ ادا
وہ لطف وعنایات، وہ خیر و افضال
پیچیدہ وہ زلفوں میں رموز و اسرار
تفصیل سے پہلے ہوا افشا اجمال
دیکھے کوئی اسرار، سُبک گامی کے
ہر گام پہ تشریح کے نکتے پامال
دنیائے عناصر میں اچھوتا شہ کار
تخلیق میں جس کا کوئی ثانی نہ مثال
اس روئے منور پہ صلوۃ اور سلام
اللہ جمیل کا وہ اجمالِ جمال
یہ بارگہ سرورِ کونین ہے حشمت
ہے ساکت وصامت یہاں ہر فضل وکمال

(حشمت یوسفی)

مندرجہ بالا کلام شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر دال ہے اور حشمت یوسفی نے ہر اعضائے مبارک کو جاندار اشعار کے قالب میں ڈھالا ہے جبکہ اس کلام کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اس میں وارداتِ قلبی کا بڑا عمل دخل ہے۔

لکھوں میں سراپا آج اس کا
جو میرا ملجا ہے میرا ماویٰ

جہاں میں جس نے کیا اجالا
چراغ روشن کیا ہُدا کا

کروں جو خونِ جگر کو پانی
قلم کو یا رب ملے روانی
رہوں سدا محوِ مدح خوانی
غلام ہوں فخرِ دو سرا کا

کشادہ چہرہ، جبیں منور
فراخ آنکھیں، وہ روئے زیبا
نفس نفس میں ہے موجِ کوثر
جمالِ رخ ہے مثالِ صہبا

گھنے، گھنیرے سیاہ گیسو
صراحی گردن، مہین ابرو
وقار و تمکیں کے سب ہی پہلو
صفوں میں لوگوں کی سب سے اقصیٰ

شفیق آنکھیں، شفیق نظریں
دراز پلکیں، دراز زلفیں
کسی کی نظریں نہ رخ پہ ٹھہریں
وہ رعب و دابِ حضورِ والا

وہ دانت جن کی ہے آب موتی

رہینِ منّت چمک گوہر کی
نظر شفق کی، ادا فلک کی
جلالِ باری جمالِ اولیٰ

سخن سخن طرزِ دل پذیری
ادا ادا خُوئے دل نوازی
جو دل پہ ہو نقش، بات اس کی
اثر میں ڈوبا کلام سارا

میانہ گامی، میانہ خوئی
کوئی کمی ہے، نہ کوئی بیشی
کمالِ حسن و کمالِ خوبی
کمالِ رحمت، وہ خلق حسنا

ہزار دل بستگی نظر میں
کلی کلی کھل اُٹھے سحر میں
حیات تازہ ہو، بال و پر میں
نگاہ معجز نَفَس، مسیحا

سکوں کا منظر وہ روئے انور
سحابِ لطف و کرم سراسر
پسینہ صد رشکِ عود و عنبر
جلالِ تمکیں وہ قدِ بالا

لبوں پہ رخشاں کرن سحر کی
لٹائے نورِ ہدیٰ کے موتی
بچھاؤ دامن، پسارو جھولی
کرم کا اس کے کھلا خزانہ

حبیبِ داور وہ نورِ انور
وہ حسنِ ہر دو جہاں کا محور
ہو میرا دل میری جاں نچھاور
جری، شجیع و جوانِ رعنا

کنارِ عالم رسا بلاغت
دلوں کو روشن کرے فصاحت
مطیع و مسحور کن وجاہت
مطاعِ عالم، مطیعِ مالا

لبھائے اس کی زبانِ شیریں
وہ جوئے آبِ روانِ شیریں
رچے دلوں میں بیانِ شیریں
مبین و بیّن، بلیغ و اجلیٰ

چمن چمن میں کھلا تبسم
دلوں میں گھر جو کرے تکلم
مٹیں گمان و ظن و توہم

نہ داغ کوئی رہے نہ دھبّا

جہانِ لفظ و بیاں ہے نادم
نہیں قلم کی مجال مسلم
لکھے ثنائے نبیء خاتم
رقم محمد کا ہو سراپا

(ابوالامتیاز ع۔س مسلم)

ابوالامتیاز مسلم کے مندرجہ بالا کلام کے ہر ایک بند میں شمائل کا اظہار موجود ہے اور کچھ بند میں ایک سے زیادہ اعضائے مبارک کو منظوم کیا گیا ہے۔ جیسے تیسرے، چوتھے اور پانچویں بند میں۔ جبکہ باقی تمام بند ایک ہی خوبیء سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیان کرتے دیکھائی دیتے ہیں۔

سرچشمہء ہُدا ہے سرکار کا سراپا
آئینہء خدا ہے سرکار کا سراپا
صدیق کی نگاہیں جس پر جمی ہوئی ہیں
کس درجہ خوش نما ہے سرکار کا سراپا
ہر دل کا مدعا ہے حسنِ مہِ مدینہ
ہر آنکھ کی ولا ہے سرکار کا سراپا
اسرار کھولتی ہیں محبوب کی ادائیں
انوار بانٹتا ہے سرکار کا سراپا
فیضان کی نظر میں جلوے مچل رہے ہیں

دل کو لبھا رہا ہے سرکار کا سراپا

(فیض الرسول فیضان)

فیض الرسول فیضان کے اس کلام کو نعت تو کہا جا سکتا ہے مگر اس میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شمائل کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔ صرف "سرکار کا سراپا" ردیف رکھ لینے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سراپائے اقدس واضح نہیں ہوتا جبکہ احادیث میں جب سراپائے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بات ہوتی ہے تو رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر ہر عضو مبارک کو الگ بیان کیا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر فیض الرسول فیضان کا یہ کلام شمائل سے خالی ہے۔ مثال کے طور پر سید شاہ ابراہیم عفوؔ کی اس مثنوی "عاشقِ رسول" کو دیکھ لیجئے:

جلد اے مداحِ شاہِ بطحا
سرور کا بیان کر سراپا
سر حلقہء انبیا کے سر کا
سر دفترِ اصفیا کے سر کا
کوئی نہیں دوسرا میں ہمسر
یہ سر ہے کل افروں کا افسر
تشبیہ کا جب خیال آیا
اک سر کو نہ ہمسر اس کا پایا
ہر چند تلاش و جستجو کی
تشبیہ ملی نہ سرسری بھی

یہ چہرہ ہے مسرات خدا ساز
صانع کو جس آئنہ پہ ہے ناز
کیا تاب کہ جلوہ اس کا دیکھے
منہ پہلے آئنہ اپنا دیکھے
اس چہرے کو گر کہوں میں خورشید
ہو مہر کو روشنیء جاوید
یہ منہ کبھی درمیاں نہ ہوتا
رب بندوں پہ مہربان نہ ہوتا
تھی کیا تجلیء جبیں واہ
ہیں منفعل اس سے مہر و ماہ
کچھ ایسی ضیا تھی اس سے پھیلی
تھی چاندنی جس کے آگے میلی
تھی چینِ جبیں کہ موجِ کوثر
سجدہ کا نشاں مہِ منور
بینی کہ جمال میں ہے یکتا
ہے فرد، نظیر ہے نہ جس کا
گر دیکھے تو اک نظر وہ بینی
زنہار رُخِ دگر نہ بینی
ابرو سے ہے آبروئے دارین

ابرو کا ہے وصف قابِ قوسین
محرابِ حرم ہیں طاقِ ابرو

لازم ہے طوافِ کعبہ رو
ہے ابرو خسروِ مدینہ

مسجودِ مساجدِ ثلاثہ
یا ہے خم سجدہ گاہِ تسلیم

محرابِ حریم عزّ و تکریم
کہتے ہیں ازل کے دن عزرائیل

کی اس نے نہ حکمِ رب کی تعمیل
ابرو کو امامِ انبیا کے

ابرو کو جنابِ مصطفیٰ کے
نظارہ جو ایک بار کرتا

تو سجدے وہ سو ہزار کرتا
آنکھیں ایسی کہ چشمِ بد دور

کیفِ وحدت میں مست و مخمور
وہ آنکھ اگر نظر میں پھر جائے

تو آنکھوں سے حورِ عین گر جائے
دل میں ہے لکھوں وہ تازہ مضموں

جس کو نہ کیا کسی نے موزوں

ہے صاد جبیں تو لازم گیسو
اور صورتِ عین چشمِ دلجو
بینی بھی ہے شکلِ لام محسوس
ابرو جیسے کہ یائے معکوس
اے صلِ علیٰ وہ روئے اطہر
خود صلِ علیٰ لکھا ہے جس پر
ان آنکھوں میں رازِ حق نہاں ہے
چلمن مژگاں کی پاسباں ہے
پڑتی تھی نگاہ جب کسی پر
آتا تھا مژہ سے نور چھن کر
ہیں معدنِ سرِ حق یہ دوکان
ما کان یکون جن پہ قربان
ان کانوں نے سن لیا ہے وہ راز
جس کے نہ حروف ہیں، نہ آواز
خطِ رخسار پر ملاحت
بے شک ہے خطِ نجاتِ امت
گلزار ہے شرمسار اس سے
لرزاں ہے خطِ غبار اس سے
تعلیق کو اس سے کیا علاقہ

ہو نسخ جہاں خطِ شکستہ
کُوفی اور ثلث کیا ہو ہمسر
کاکُل سے یقیں ہے ثلث کمتر
جیسے خط تواماں ہے باہم
میم احمد احد میں ہے ضم
قرآن ہے عارض مبارک
تفسیر محاسن اس کی بے حد
یا ریشِ سیاہ میں روئے تاباں
ہو ابر میں جیسے مہرِ رخشاں
شیرینیء لب کا وصف سن کر
لب بند نہ کیوں ہو حوضِ کوثر
جاں بخشیء لب سے آبِ حیواں
ظلمات میں ہوگیا ہے پنہاں
یاقوت کو اس سے ہمسری کیا
وہ لال ہے اور ہیں یہ گویا
ہے رازِ دہن میں کس کو حجت
کھل جائے گا کل دمِ شفاعت
کیا حسنِ بیاں ہے کیا زباں ہے
گویا قرآن درمیاں ہے

دانتوں کا جو وصف میں نے لکھا
تو آگیا دانت پر پسینہ
ہر کار و کسب برائے انساں
زیبا ہے بقدرِ لب و دنداں
اختر میں کہاں ضیا ہے ایسی
گوہر میں کہاں جلا ہے ایسی
انجم کی ضیا ہے سب کو معلوم
ہوتی نہیں کوئی چیز مفہوم
لیکن ہنستے تھے جب شہِ دیں
دانتوں کی چمک تھی نور آگیں
ان دانتوں کی ضو سے گھر تھا روشن
آتی تھی نظر مہین سوزن
کس منہ سے کروں ذقن کے اوصاف
عارضِ مصحف ہے سورۂ قاف
پُر نور صراحی دار گردن
گویا صبحِ بہار گردن
لوحِ محفوظ سینۂ پاک
یا مخزنِ وحیٔ "ماعرفناك"
اور شانوں کے بیچ میں خدا ساز

تھی مہرِ نبوت اک سرفراز

یارب میں کمر کو سمجھوں کیا شے

ہے ترکِ ادب، کہوں جو لاشے

گم نورِ وجود میں عدم ہے

آغوشِ حدوث میں قِدم ہے

فوارۂ نور تھی ہر اک انگشت

یکساں نظر آپ کی تھی رُو پشت

اور پاؤں بجادۂ الٰہی

قائم بہ اوامر و نواہی

وہ پاؤں کہ جس کا نقشِ نعلین

ہے طرۂ تاجِ فرقِ دارین

قدموں پہ نثار فرقِ عالم

ہے جس کا گواہ عرشِ اعظم

موزوں ایسا تھا قدِ رعنا

گرتا ہی نہ تھا زمیں پر سایہ

اے عفو محمدِ مکرم

لاریب ہے رحمتِ مجسم

خالق جن کا خود ثنا خواں

ماں باپ ہوں میرے ان پہ قرباں 1؎

(سید شاہ ابراہیم عفوؔ)

سید شاہ ابراہیم عفو کی یہ مثنوی" عاشقِ رسول" کے نام سے ہے جسے فخر المطابع حیدر آباد دکن نے شائع کیا۔اس مثنوی کا کچھ حصہ جو شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے متعلق ہے اسے یہاں نقل کیا گیا ہے۔عفوؔ نے اپنی اس مثنوی میں قرآن وحدیث سے استدلال کرتے ہوئے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شمائل منظوم انداز میں قلم بند کیے۔اس مثنوی میں بلترتیب شمائل کا تذکرہ ہے جو عفوؔ صاحب کی پرکاری اور مہارت پردال ہے۔نہایت بلیغ انداز تحریر ہونے کے ساتھ اس مثنوی میں قرآنی استعارے موجود ہیں اور بعض واقعاتِ سیرت جو شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے متعلق ہیں انہیں بڑی خوبصورتی سے موصوف نے شعروں کی لڑی میں پرویا ہے۔

اسی طرح پروفیسر اکرم رضا نے بھی سرورِ دوجہاں، وجہ ءکن فکاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سراپائے اقدس کو منظوم کیا ملاحظہ فرمایئے:

ہے فزوں تر عقل سے جب حسنِ والا آپ کا
میں بھلا لکھوں گا پھر کیسے سراپا آپ کا
نعت کہنے کا ارادہ جب کیا تو مجھ تلک
قاصدِ رحمت سلامِ لطف لایا آپ کا
پھر ہوا ضوبار میرے مطلعِ وجدان پر
پیکرِ انوار یا نوری صحیفہ آپ کا

1؎ سید شاہ ابراہیم عفوؔ، مثنوی عاشق رسول، فخر المطابع حیدر آباد دکن (س۔ن) ص13

یک بیک کھلنے لگے اسرارِ حسنِ مصطفیٰ
ڈھل گیا اشعار میں پُر نور حلیہ آپ کا

بہرِ تزئینِ دو عالم خالقِ تقدیر نے
نور کے سانچے میں ڈھالا ناک نقشہ آپ کا

جسم بے سایہ، مگر ظلِ خدا ہیں آپ ہی
آپ پر سایہ خدا کا، ہم پہ سایہ آپ کا

آپ سا دیکھا نہ دنیا نے کوئی بھی سر بلند
یوں تو کہتے ہیں کہ تھا قدِ میانہ آپ کا

مانگ زلفوں کی وہ سیدھی سیدھی سر کے درمیاں
ہے صراطِ مستقیم اس طور جادہ آپ کا

وہ رُخِ روشن پہ زلفیں، چاند پر جوں بدلیاں
صورتِ "حم" ہے زلفوں کا حلقہ آپ کا

ساجدِ محرابِ دو ابرو ہوا زلفوں کا خم
اس پہ تھا آئینہء عارض دمکتا آپ کا

بن گئے وہ سرورِ کشور کشایانِ جہاں
مُوئے سر جب حضرتِ خالد نے پایا آپ کا

آپ کی لوحِ جبیں ہے لوحِ محفوظِ ازل
ٹل نہیں سکتا کسی صورت بھی کہنا آپ کا

آپ کی پیشانیء انوار، جمالِ زندگی

ہے زمین و آسماں پر بول بالا آپ کا

آپ کے چہرے سے پائی چاند سورج نے ضیا

ہے اسی خاطر لقب "یٰسین وطٰہٰ" آپ کا

آپ کے رخسار سے لی ہے شفق آفاق نے

تابشِ انوارِ ربانی ہے جلوہ آپ کا

بینیء پُرنور سرافرازئ بزمِ حیات

ہر نفس ضوبار ہے اے شاہِ بطحا آپ کا

کان وہ جن کو کہیں کانِ گُہر ہائے عدن

دور و نزدیک کو یکساں ہے سننا آپ کا

آپ کے کانوں سے ہے ذوقِ سماعت کا بھرم

ہم جو سن لیتے ہیں تو یہ بھی ہے صدقہ آپ کا

آپ کی آنکھوں سے پوشیدہ نہیں اسرارِ غیب

ہے بصیرت آفریں "مازاغ" سرمہ آپ کا

پیارے پیارے ہونٹ باغِ قدس کی وہ پتیاں

ان کی برکت سے ہی ہم پڑھتے ہیں کلمہ آپ کا

چشمِ خوں گشتہ جما دی جب لعابِ پاک سے

لطف یہ کیسے بھلاتے بوقتادہ آپ کا

گوہر والماس کی لڑیاں تھے دندانِ حسیں

اعتبارِ زندگی تھا حسنِ زیبا آپ کا

آپ کے دندان جو چمکے تو سوئی مل گئی
کس قدر ہے روشنی پرور اجالا آپ کا
قلبِ اطہر آپ کا امت کے غم سے بیقرار
معدنِ الطافِ روحانی ہے سینہ آپ کا
نرم و نازک، پتلی پتلی، لمبی لمبی انگلیاں
ہاتھ تھے مضبوط اور سینہ کشادہ آپ کا
نقش ہے تاریخ میں انگشتِ انور کا کمال
چاند دو ٹکڑے ہوا پا کر اشارہ آپ کا
پاؤں کی عظمت تعالیٰ اللہ شبِ معراج کو
بن گیا بوسہ گہِ جبریل تلوا آپ کا
جسمِ اطہر کا نہ تھا سایہ رضا تو اس لیے
ہے محیطِ بزمِ ہر عالم جو سایہ آپ کا

(پروفیسر محمد اکرم رضا)

مندرجہ بالا کلام میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسن سراپا اور اوصاف حمیدہ کے لئے قرآنی استعارات استعمال کئے گئے ہیں جس کے لئے انہوں نے منفرد تراکیب بھی استعمال کی ہیں مثلاً صورتِ حم، ابرو کے بارے میں ساجد محراب، موئے مبارک کے بارے میں لوحِ محفوظ ازل، رخسار مبارک سے شفق کی لالی کا ادھارن، گوش اقدس کے لئے گہر ہائے عدن، مازاغ کا سرمہ اور اسرارِ غیب کو دیکھنے والی آنکھیں، دندانِ مقدس کے لئے گوہر والماس کی ترکیب اور قلبِ اطہر کے لئے

معدنِ الطافِ روحانی وغیرہ کا استعمال پروفیسر محمد اکرم رضا کا ہی خاصا ہے۔

اسی طرح نواب عزیز جنگ ولا کی مسدس پر نظر دوڑائی جائے تو اس میں بھی شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو منفرد پیرائے اظہار میں ڈھالا گیا ہے۔

مرا مطلع ہے سر جسمِ سراپائے محمد کا
سراپا نور کا پتلا ہے اے جاں جسم احمد کا
سرِ سرور ہے قُبّہ گنبدِ نورانیء قد کا
یہی سرتاج ہے، سرور ہے سردارانِ ارشد کا
اسی کی بادشاہت ہے مسلم کشورِ تن پر
اسی کا ہے ٹھکانا قصرِ گردوں، بامِ گردن پر

شمائل کیا بیاں ہوں اے ولا گیسوئے سرور کے
مثنیٰ تھے سراپا مُو بہ مو زلفِ معنبر کے
بہت کالے تھے گیسوئے مبارک آپ کے سر کے
نہ چھوٹے تھے نہ پیچیدہ بہت گیسو پیمبر کے
عجم کے بال ہیں چھوٹے، عرب کے بال پیچیدہ
یہ ان دونوں میں چیدہ، حسنِ آویزش میں سنجیدہ

یہاں تعمیمِ گیسو میں ہیں داخل سب مقدس مُو
خط وریش وبروت وزلف ومژگاں، کاکل وابرو
مگر ہم کو سرِ اقدس کے ہاں مقصود ہیں گیسو
سراسر جو تھے نرم اور صاف ستھرے، عنبریں خوشبو

اتر آتے تھے یہ گیسو کبھی گردن سے شانوں تک
کبھی رہتے تھے یہ اس سرورِ عالم کے کانوں تک

بیاضِ چشم کو اہلِ نظر کافور کہتے ہیں
ہم اس کو سیمِ خالص اور صبحِ نور کہتے ہیں
سوادِ چشم کو شاعر سیہ انگور کہتے ہیں
ہم اس کو جوہرِ اسود، اور شبِ دیجور کہتے ہیں

رگِ گل، نرگسِ شہلا میں ہیں اس آنکھ کے ڈورے
رگِ یاقوت رکھتے ہیں وؔلا اس کان کے ہیرے

یہ نازک پتلیاں جب دیدۂ عاشق میں آتی ہیں
جمالِ صورتِ پُرنور کا جلوہ دکھاتی ہیں
دکھا کر اپنی صورت اس کو دیوانہ بناتی ہیں
مگر تصویر میں عکسِ مصور پائی جاتی ہیں

بہ نقشِ مردمک لوحِ سواد دیدہ روشن شد
کہ عکسِ قامتِ روشن نگارِ دیدۂ من شد

اسی عارض میں ہے شانِ نزولِ زلفِ عالی شاں
انہی زلفوں میں ہے عارض، اسی عارض میں ہے قرآں
اسی قرآن میں ہے سورۂ والشّمس کا عرفاں
اسی والشّمس کے خط سے ملی واللیل کی بُرہاں

وؔلا مصحف کھُلا رہتا ہے رحلِ خط پہ کعبے میں

اسی کا صفحہ، روشن ہے عارض اس کے چہرے میں

(نواب عزیز جنگ ولاؔ)

تسخیر نے اپنی کتاب "نزولِ رحمت" میں سراپائے سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو منظوم کیا جو رواں اور مترنم ہونے کے ساتھ ساتھ شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر پہلو کے بیان پر مشتمل ہے۔ ان کے ہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اعضائے مبارک کے بارے میں مختلف تراکیب کا خاصا استعمال ہے اور ایک کے بعد ایک مضمون ان کی مہارتِ تامہ اور قلکاری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

لکھا جس وقت بسم اللہ کہہ کر نام سرور کا
قلم کو میرے، دعویٰ ہو گیا جبریل کے پر کا
لکھا ہے وصفِ قدِ سیّدِ شمس الضحیٰ میں نے
شجر ہے ہر زمینِ شعر پر پیدا صنوبر کا
ضیائے آفتابِ روئے احمد گر رقم ہووے
چھٹے ماہتاب منہ پر، رنگ اڑے خورشید خاور کا
لہو روتا ہوں یادِ گیسوئے مشکینِ حضرت میں
یہ وہ آنکھیں ہیں جن سے کھینچتا ہوں عطر عنبر کا
خدا نے والضحیٰ قرآں میں اور والشّمس فرمایا
کیا ہے وصف کیا صلِ علیٰ رخسارِ انور کا
تلاشِ آبِ حیواں تھی نہ ذوالقرنین کو اصلاً
وہ مضموں ڈھونڈتا پھرتا تھا لب ہائے پیمبر کا

لکھا ہے وصفِ دندانِ نبی خونِ جگر پی کر
چبا کر لعل اک دریا بہایا میں نے گوہر کا
زہے نورِ جبینِ سیدِ مختار، صلی اللہ
کہ جس سے قلب روشن چرخ پر ہے ماہ واختر کا
مکمل سرمہءِ مازاغ سے تھیں آنکھیں حضرت کی
ضیائے چشمِ موسیٰ نور تھا چشمِ مبصر کا
مضامیں چشم کے لکھ کر درودِ پاک پڑھتا ہوں
گماں میں صاد پر صلِ علیٰ کے، نرگسِ تر کا
وہ بینی جس کو عاشق ماہیءِ کافور کہتے ہیں
وہ رخسارِ مصفا تھے سمندر آبِ گوہر کا
دہن تھا چشمہءِ الطافِ بے حد تشنہ کاموں کو
زباں تسنیم کا دریا، زنخداں حوضِ کوثر کا
ڈھلی تھی نور کے سانچے میں گردن میرے مولا کی
گماں حوروں کو جس گردن پہ تھا مینائے کوثر کا
بھرے تھے سیکڑوں اسرارِ حق صدرِ مطہر میں
نبی خازن تھے اور سینہ خزانہ ربِ اکبر کا
محیطِ امتناں دستِ مبارک، انگلیاں نہریں
رواں تھا جس سے آبِ عفو ہر اک کے مقدر کا
فلک پر ماہِ مامل بن گیا جوزا اشارے سے

یہ ادنیٰ معجزہ عالم میں تھا انگشتِ سرور کا

نہیں ہے حشر میں تسخیرؔ کو غم نیشِ عقرب سے

کہ ہے اس کا وظیفہ ذکر ابروئے پیمبر کا 1؎

(تسخیرؔ)

وہ آگئے حیات کا ساماں لیے ہوئے

تاریکیوں میں مشعلِ قرآں لیے ہوئے

اس خارزارِ زیست میں گھبرا نہ جائے دل

آئے حضور کیفِ بہاراں لیے ہوئے

دستِ شفا میں راحتیں دنیا و دیں کی ہیں

فیضانِ ابرِ رحمت و باراں لیے ہوئے

روشن جبینِ عجز پہ سجدے کا وہ نشاں!

عزّ و وقارِ عظمتِ انساں لیے ہوئے

ٹھوکر میں تاجِ قیصر و کسریٰ پڑا ہوا

قدموں میں نخوتِ سرِ شاہاں لیے ہوئے

ہونٹوں پہ مسکراتا ہوا پہلی شب کا چاند

تابانی و ضیائے فروزاں لیے ہوئے

غُنچہ کھلا اِرم کا، کھلا جب دہانِ پاک

خوشبوئے خلد، نازشِ رضواں لیے ہوئے

1؎ تسخیرؔ، نزولِ رحمت، مطبع وحیدی کانپور، 1309ھ، ص 18-16

دندانِ پاک سے ہیں دمکتے گہر بھی مانند

اور لب، خراجِ لعلِ بدخشاں لیے ہوئے

دل، نورِ معرفت کا خزینہ بنا ہوا

سینہ، تجلیات کا طوفاں لیے ہوئے

آنکھیں حضور کی ہیں کہ رحمت کے میکدے

ہر ہر نظر ہے نشہ ءایماں لیے ہوئے

چہرہ حضور کا ہے کہ قرآں کُھلا ہوا

ہر اک ادا ہے رفعتِ عرفاں لیے ہوئے

کاوشؔ کو بھی زیارتِ طیبہ کا اذن ہو

وہ بھی ہے دل میں دید کا ارماں لیے ہوئے

(پروفیسر فیاض احمد کاوشؔ)

پروفیسر فیاض احمد کاوشؔ کا یہ کلام گوکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سراپائے اقدس پر مشتمل ہے مگر اس کے پہلے تین اشعار اور مقطع میں شمائل کا ذکر نہیں ہے۔ ان کے علاوہ باقی تمام کلام جبین اقدس کی تعریف وتوصیف سے شروع ہوکر دہن پاک، دندانِ مبارک، لب اقدس، سینہ مبارک، چشمانِ اقدس اور چہرہ انور کی نعت پر مشتمل ہے۔ ان مضامین کے علاوہ شمائل کے کسی دوسرے پہلو کو کاوشؔ صاحب نے منظوم نہیں کیا۔

لکھنے کو لکھ رہا ہوں سراپا حضور کا

ممکن نہیں اگرچہ، احاطہ ہو نور کا

چہرے کو ان کے چاند کہوں، یہ بھی ہے غلط
خورشیدِ نیم روز لکھوں، یہ بھی ہے غلط
میں اور پھر خموش رہوں، یہ بھی ہے غلط

یکتا تھا، بے مثال تھا چہرہ حضور کا
بس اتنا جان لیجئے، منبع تھا نور کا

معصوم تھیں، شکیل تھیں آنکھیں حضور کی
انصاف کی دلیل تھیں آنکھیں حضور کی
ہاں رحمتوں کی جھیل تھیں آنکھیں حضور کی

دنیا کو جو شعور کا رستہ دکھا گئیں
انساں کو جو رحیم کا جلوہ دکھا گئیں

وہ لب مثالِ لعلِ بدخشاں؟ نہیں نہیں
یا پھر گلابِ صورتِ خنداں؟ نہیں نہیں
پاکیزہ ان لبوں کے یہ عنواں، نہیں نہیں

کافی ہے بس یہی کہ وہ لب تھے حضور کے
جن سے سنے جہاں نے صحیفے غفور کے

کچھ ایسی بے مثال تھیں زلفیں حضور کی
نظارۂ جمال تھیں، کرنیں تھیں نور کی
قرآن کے تھے لفظ یا سطریں زبور کی

وہ زلفیں عنبریں تھیں کہ دریا سُرور کا

اللہ رے، بال بال وہ میرے حضور کا

ابرو کو میں ہلال کہوں، کچھ بجا نہیں
یا قوسِ بے مثال کہوں کچھ بجا نہیں
اک غنچہء جمال کہوں، کچھ بجا نہیں

انجمؔ مرے حضور کے ابرو کمال تھے
اس عالمِ حسیں میں جلال و جمال تھے

انجمؔ وہ جسمِ پاک خدا کی شمیم تھا
وہ رحمتِ تمام تھا، عکسِ رحیم تھا
سرکارِ انبیا کا سراپا عظیم تھا

بس جانِ کائنات تھا، حق کا ظہور وہ
بس قصہ مختصر کہ مجسم تھا نور وہ

(انجم یوسفی)

انجم یوسفی کا یہ کلام شمائل سے زیادہ ادب، بیانِ عجز اور اپنی کم مائیگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جیسا کہ پہلے تین مصارع میں موصوف تشبیہات لکھتے ہیں مگر وہ تشبیہات رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے استعمال نہیں کرتے۔ اور مخمس کی آخری دو لائنوں میں اسی عضو سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بند میں تشبیہات کے بعد "یہ بھی غلط" کا لفظ استعمال کرنا اور تیسرے بند میں "نہیں نہیں" جبکہ پانچویں بند میں" کچھ بجا نہیں" وغیرہ کا استعمال کرنا۔

سرکار کا سراپا تخلیق کر دیا ہے

قدرت نے خود کو چاہا کرنا جو آشکارا

(تابش صمدانی)

عباس عدیم قریشی نے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کو جس انداز میں منظوم کیا وہ نہایت لاجواب ہے، اگر اس کلام کو پڑھا جائے تو لفظ بہ لفظ اور سطر بہ سطر اسی حدیث کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ عباس عدیم قریشی نے اس حدیث کا جو منظوم طرز پر شاعرانہ اظہار کیا ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے ردیف میں درود کا لفظ استعمال کیا۔ اس کلام کو پڑھنے کے بعد ان کا انداز بیان گویا امام احمد رضا خان کے " سلام رضا " سے ملتا جلتا لگتا ہے مگر ان کے اپنے اسلوب نے اس وہم کو دور کر دیا۔ البتہ اس کلام کی بحر وہی ہے جو کلام رضا کی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے سلام میں بطور ردیف " پہ لاکھوں سلام " استعمال کیا ہے جبکہ عباس عدیم قریشی نے " پہ دائم درود " برتا۔ اس کے باوجود یہ کلام حسنِ زیبائش اور شعری محاسن سے مرصع ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

حلیہء فخرِ خلقت پہ دائم درود
پیکر و جسمِ حضرت پہ دائم درود

صاحبِ عظمت و مرتبت پر سلام
رعب دارِ حقیقت پہ دائم درود

وہ رخِ پر ضیاء مثلِ بدرِ کمال
اس کی شانِ جلالت پہ دائم درود

جس سے تکمیل حسنِ تناسب ہوئی

میرے آقا کی قامت پہ دائم درود

وہ سرِ پاک جس کا بڑا پن حسیں

وجہِ ہر تاجِ عزت پہ دائم درود

وہ خمِ کاکلِ سید المرسلیں

اس گھنگھریالی رغبت پہ دائم درود

مانگ از خود نکل آتی بے اہتمام

زلف کی اس سہولت پہ دائم درود

گوشِ اقدس تلک، گاہے قدرے طویل

گیسوؤں کی نظافت پہ دائم درود

جس کو دیکھے سے روشن ہوں آنکھیں مزید

ایسی کامل صباحت پہ دائم درود

وہ فراخ و کشادہ جبینِ نبی

اس کی ضوریز طلعت پر دائم درود

ابرو، خمدار، باریک و گنجان تر

درمیاں فصلِ قربت پہ دائم درود

ابروؤں کے میاں، وہ ورید عیاں

اس کے جوشِ حمیت پہ دائم درود

تابشِ نورِ حق سے تخصص مآب

بینیٔ شہ کی رفعت پہ دائم درود

ریشِ اقدس گھنی، نور کا اِک جہاں

سینہ و رخ کی زینت پہ دائم درود

تابشیں ہیں خجل جس کے انوار سے

شانِ رخسارِ حضرت پہ دائم درود

وہ دہن جس کا ہر اِک سخن ہی حَسن

اس کے ہر حرف حرمتِ پہ دائم درود

جن کی ریخوں سے نوری شعاعیں چھنیں

ان کے دانتوں کی طلعت پہ دائم درود

حسنِ ترتیبِ دنداں پہ بے حد سلام

اس تبسم کی نزہت پہ دائم درود

جو خطِ مو ہے سینہ تا نافِ حضور

اس خطِ استقامت پہ دائم درود

جیسے گوہر ہو کوئی تراشا ہوا

ان کی گردن کے صنعت پہ دائم درود

جس سے پانی بھی گزرے تو معلوم ہو

اس گلو کی نفاست پہ دائم درود

ان کا ہر عضو پُر گوشت مضبوط تر

سارے اعضاء کی بابت پہ دائم درود

شکم و سینہء اقدس کی ہمواریاں

وضعِ حسنِ لطافت پہ دائم درود
قدرے ابھرا ہوا سینۂ مصطفیٰ
ان کے سینے کی وسعت پہ دائم درود
شانہ ہائے مقدس پہ بے حد سلام
اور مابین فصلت پہ دائم درود
بال، بالائے سینہ و بازو جو ہیں
دائماً ان کی عظمت پہ دائم درود
بیکسوں کو حصارِ اماں جو ہوئے
بازؤں کی حمایت پہ دائم درود
ہاتھ پرنور، ہر اک ہتھیلی فراخ
شانِ اظہارِ قدرت پہ دائم درود
جن کو قرآں میں مولا کہے اپنے ہاتھ
ایسے ہاتھوں کی بیعت پہ دائم درود
دسترس پر ید اللہ کی ہوں سلام
دست ہائے عنایت پہ دائم درود (24)

24۔ عباس عدیم قریشی کا غیر مطبوعہ کلام (عباس عدیم قریشی نے نعت نگاری پر گراں قدر نقوش ثبت کیے ہیں۔ جس کی مثال انکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کی حدیث کا منظوم ترجمہ ہے۔ اسی طرح انکا شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر خاصہ کام ہے۔ مگر وہ سارا ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ یہ کلام راقم کو ان سے ملاقات کے وقت میسر آیا)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حلیہ مبارک کو دورِ حاضر کے شاعر میرزا امجد رازی نے اس خوبصورت انداز سے منظوم کیا:

مہرِ عنایت مطلعِ رحمت موجبِ بہجت ابر شنا کا
جلوۂ رؤیت مستیٔ وحدت مجمعِ کثرت غرقِ تماشا
شکلِ ظہورِ نورِ الٰہی وصفِ قدیمی لا متناہی
مظہرِ یزداں مرکزِ امکاں جوہرِ یکتا غایتِ اولیٰ
کلمۂ مجمل شرحِ مفصّل جانِ فروع و حکمِ مدلّل
شمسیۂ اسباقِ تصوّر سُلّمِ صدق و منہجِ صدرا
شرِ رفیع و نظمِ وسیع و معجزِ عالم حجّتِ پیہم
شرح بہ صورت حاشیہ سیرت آیہ و سورت حالِ سراپا
جسمِ معطّر طاہر و اطہر خلطِ عناصر ربطِ مکرّر
ہژدہ ہزاری بوئے تنفّس گوشہ بہ گوشہ عنبرِ سارا
شانِ دَنیٰ ثُمّا فتَدَلّیٰ مرتبہ اَو اَدنیٰ تراشا ہا
کرسی و اَوجِ عرشِ معلّیٰ پست بہ روئے قامتِ زیبا
گونی نظائر اصلِ معائر فوقِ عقولِ ناطقہ سائر
جلوۂ ذاتی ظلِّ صفاتی سایۂ پیکر نافیٔ احصا
رأسِ تعالیٰ رشکِ معالی تاج ورِ تملیکِ خدائی
اشک بہ سجدہ، بخششِ عامہ، دھونے کو ہے امّت کا سیاہا
پیچ و خمِ گیسوئے حجابی ''بابِ سلوک'' اشکالِ الٰہی

شابِ شبِ قدر آنِ شبابی مشک ادائی دنیا بہ عقبٰی

جلوہ بہ جلوہ تاب وتپ رخ رتبہ بہ رتبہ پیشِ تعیّن

محورِ اَمر و خَلق تمامی قبلہ شُیونِ جملہء اسما

عارضِ روشن صفحہء وحدت جمعِ معارف شیشہ عجائب

شرحِ بیانِ آیہء اَحسن خطِّ یدِ بے کج رَوِ املا

نقشہ بنے دو آبہء کوثر لب مَرَجَ الُبَحرَین سراسر

مَوج بہ مَوج اعجاز تکلّم قطرہ بہ قطرہ وَحیٌ یُوحیٰ

خانہء شب گوں سینہء محزوں رشکِ ضیا وعین مفرّح

وقتِ تبسّم وجہِ تکلّم نور کا دھارا بَینِ ثنایا

کنجیَ قفلِ کُن فَیَکُوں اِطلاقِ تحکّم کُلُّ شَیئٍ

پیشِ زبانِ جانِ دو عالم خم بہ جبیں ہے ہستیَ اَشیا

نظمِ عبارت حسنِ بلاغت سحرِ فصاحت زورِ صداقت

قلّت و کثرت حصر و مفسّر وصفِ سخن جوں دریا بہ دریا

فاتحہ مصحف زہرہ معارف لوحِ لطائف آئینہ مِنکشف

ضوءِ جبیں اِیصال و ارائت کر گئی روشن جادۂ ابدا

مِکحَلِ حق دو چشم مکحّل نقشِ خطِ مَا زَاغ شمائل

ہست وعدم وہ گردشِ مقلہ غمزہ بہ غمزہ حشر ہویدا

علّت و حال، اعراض و جواہر فرع بہ اصل، اشباہ و نظائر

شوخ نظر اعجازِ مجسّم شاہدِ عالَم غیب شناسا

نشترِ مژگاں نعرۂ رِنداں لطفِ جراحت شوقِ زیادت

مُظہرِ محجوباتِ بواطن کاشفِ پردہ ہائے معمّا

عرقِ غضب مابینِ حواجب نقشہ جلالِ حضرتِ موحد

یوں متقارب یوں متناسب قوس بہ قوس انوار کا سونا

سامعِ صَوتِ خامہء لوح آگاہِ دہانِ پُورب و پچھم

پیش بہ پیش اخبارِ دو عالم گوشِ ہمہ تن سیّدِ والا

برسرِ اَقنیٰ العِرنَین ایسے نور کا بکّہ روشن و رقصاں

شعلہء طورِ قدس کا منظر اَوجِ لوائے الحمد کا لہرا

چاہِ زَنَخداں بوسہء یزداں زنداں خانہ یوسفِ کنعاں

خضر زلالا، حوضِ کوثر، بھید بھنور اسرارِ تللاّ

لحیہ بہ وصفِ حسنِ کثاثت سبزۂ رحمت جانِ بصارت

رحلِ کتابِ نورِ ہدایت خطّ شکستِ ہر دلِ اعدا

مِثل و شبیہِ سدرہ و طُوبیٰ جچتی نہیں اِس دُمیہ کے آگے

پیش بہ جیدِ نقرہ صفت ہے شرم سے شمعِ طور کو دھڑکا

یوں تنِ تنہا پیشِ جلالت بارِ دو عالم سر پہ اٹھائے

شانہ بہ شانہ شانِ شفاعت دیکھ وہ شورِ حشر کا تھمنا

قوّتِ بازو حالِ مسبّب دیدہ بہ دیدہ وصفِ عیانی

ضرب کا پڑنا خاک میں مل دے جزئیہ جزوِ لا یتجزّیٰ

مصرع مصرع دستِ مقدّس نظمِ الٰہی کے ہیں مخمّس

لفظ میں کوثر معنیٰ نِعائم بحر میں قاسم جُود مقفّٰی

ثبت ہوئی وہ لوحِ معظّم آگے اَلَم نَشرَح کی وضاحت

شرع اجازت دے تو کہوں یوں سینے میں علم مساوی رکھا

لام الف کا ہے وہ تقاطع نقشہ برائے مہر بہ خاتم

نکتہ بہ نکتہ رازِ کمر ہے لاَ جو خطِ تنسیخ میں اُبھرا

ہے مَلاَءِ اعلیٰ کا یہ قبلہ یا ہے ستونِ عرشِ الٰہی

ساق ہے کوئی زینہ ء کرسی یا پئے امکاں نخلِ تمنّا

ناخنِ دست و پا ہیں عقولِ عشرہ کی گویا شرحِ مفصّل

جن کی چمک نے دانہ بہ دانہ عالَمِ فصلِ سُنبُلہ کھولا

گرد بہ گرد افلاک کا عالم سمت بہ سمت اِک حیرتِ پیہم

پہنچے قدم اُس کوئے وراء جو حدِّ تعیّن سے ہے معرّا

روکتا ہوں اب بات یہیں پر رویتِ حق ہے جائز و ممکن

کوئی نہیں ہے جانِ دو عالم جس نے تجھے تفصیل میں دیکھا

پردہ بہ پردہ نور میں لپٹا تیرا وجود اے صاحبِ عالم

جانِ غزل تُو شانِ قصیدہ کیا ہو بیاں ترا نقشہ ء اعضا

مدح میں تیری ظلِّ الٰہی نطقِ شکستہ کھول دیا ہے

لکھا ہے تیرے عشق میں جو کچھ آ کے دِکھا در عالمِ رویا

رازِ دَوراں تیری قسمت تو ہے غلامِ اعلیٰحضرت

تیرے سخن پرداد کی خاطر ذوق لحد سے باہر نکلا

(میرزا امجد رازی)

میرزا امجد رازی کے اس کلام کو پڑھیں تو صاف دیکھائی دیتا ہے کہ اس کلام میں وارداتِ قلبی خال خال ہے۔ محض لفاظی کے بل بوتے پر لکھا ہوا کلام عمدہ تو لگتا ہے مگر اس کا ابلاغ ہو پانا مشکل ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح میرزا امجد رازی کی مشکل پسندی نے اس کلام کے ابلاغ کا راستہ روک لیا۔ اگر یوں کہا جائے کہ یہ کلام عام قارئین کے لئے نہیں بلکہ خاص لوگوں کے لئے ہے تو بجا نہ ہوگا۔ ان ساری باتوں کے باوجود پورے کلام میں قرآن وحدیث سے استدلال کے ساتھ نت نئی تراکیب استعمال کی گئی ہیں اور اشعار کی بُنت میرزا امجد رازی کے ماہرِ فن ہونے کی دلیل ہے۔

زُلفِ رُسول مشک سب دامانِ نعت ہے
سر پر سجی شفاعت سلطانِ نعت ہے
ماتھے پہ نورِ شمع فروزانِ نعت ہے
رگ کا جلال ہاشمِ اعلانِ نعت ہے
محراب ابروؤں میں نہاں جنبشِ نجات
اَلطاف ہم پہ صدقہء چشمانِ نعت ہے
پلکوں کا حُسن، زینتِ ابصارِ مصطفیٰ
کتنا حسین سایہء مژگانِ نعت ہے
انفِ مبارک آپ کی رخشندہ و جمیل
عارض کی سُرخیوں میں گلستانِ نعت ہے
گل اس لئے بھی شرم سے گلنار ہو گئے

ہونٹوں پہ رشکِ لعلِ بدخشانِ نعت ہے

ریخوں سے پھوٹتے ہوئے انوار دیکھ کر
موتی عدن کا عاشقِ اسنانِ نعت ہے

آیاتِ بیّنات کو ہے نازِ اِس لئے
سرکار کی زبان پہ قرآنِ نعت ہے

دندان، لب، زبان، کلام اور لعابِ پاک
میرے نبی کا کنزِ دہن، کانِ نعت ہے

ریشِ مبارک آپ کی ہے رِحلِ مصحفی
رُخ پر تجلیات کا جُزدانِ نعت ہے

حُسنِ ملیحِ مصطفوی کا نہیں جواب
مانا صبیح یوسفِ کنعانِ نعت ہے

اصحاب حِفظ کرتے رہے مُصحفِ رُسول
چہرہ مرے حُضور کا قرآنِ نعت ہے

اُن کی سماعتوں سے تو کچھ بھی نہیں بعید
کانوں میں صوتیات کا اَلحانِ نعت ہے

گردن کا وصف لکھتے ہوئے سوچتا رہا
اعضائے پاک وِرد ہیں گردانِ نعت ہے

مُہرِ نبوّت آپ کی، ہے زیبِ منکبین
سلمان فارسی، یہیں ایمانِ نعت ہے

شانوں پہ جس گھڑی ہوں نوائے براجمان
طوالانِ سجود ہی عرفانِ نعت ہے
سینے کو انشراح کا رتبہ دیا گیا
قلبِ رُسول مہبط قرآنِ نعت ہے
جسمِ نبی کے پاک پسینے کا سلسلہ
مُشک و گلاب و سُنبل و ریحانِ نعت ہے
دل کش کلائیاں ہیں تو بازو طویل ہیں
قامت بھی رشکِ سروِ گلستانِ نعت ہے
آقا کے ناخنوں کو سنبھالا تبرُّکاً
اصحاب کا یہ ذوق ہی وجدانِ نعت ہے
چشمے اُبلتی انگلیاں، نازُک ہتھیلیاں
دستِ کرم پہ بیعتِ رضوانِ نعت ہے
اِمکان کی حُدود سے باہَر نکل کے دیکھ
اُن کے نُقوشِ پا میں بھی سامانِ نعت ہے
زانو، قدوم، پنڈلیاں، تلوے اور ایڑیاں
مقصوؔد اِن کا ذکر خرامانِ نعت ہے

(مقصود احمد تبسم)

مقصود احمد تبسم نعت نگاری میں خصوصاً شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم منظوم کرنے میں کمال رکھتے ہیں۔ قارئین نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر ہر عضو مبارک کی

مدح سرائی میں ان کے کلام ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان کے کلام میں کمال ادب، حسنِ لطافت وبلاغت چھلکتا ہے۔ جیسے اسی کلام کو دیکھ لیجئے

گل اس لئے بھی شرم سے گلنار ہو گئے
ہونٹوں پہ رشکِ لعلِ بدخشانِ نعت ہے

ان کے اشعار قاری کا ہاتھ پکڑ کر عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں اس طرح لے جاتے ہیں کہ گویا قاری خود اپنی آنکھوں سے بیان کردہ اوصاف کو دیکھ رہا ہو۔ مثال کے طور پر اس کا یہ شعر

اصحاب حفظ کرتے رہے مصحفِ رسول
چہرہ مرے حضور کا قرآنِ نعت ہے

اسی کیفیت میں کہا گیا شعر ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اشعار میں وارداتِ قلبی کا بڑا عمل دخل ہے۔

کم، بہت کم ہیں روایاتِ سراپائے نبی
آنکھ بھر کے دیکھنا سرکار کو ممکن نہ تھا
کس کو یارا تھا، کرے سرکار کا حلیہ بیاں
مُہر بہ لب ہو گئے سارے حقیقت آشنا

ام معبد، ابن عازب، ہند اور حضرت علی
راویانِ حلیہ سرکار یہ چاروں ہوئے
رہ گئے یہ بھی ادھورے چند نکتے کھول کر
کس سے ممکن ہے، سراپا آپ کا دہرا سکے

ہے محبت سے زیادہ یہ عقیدت کا اثر
ماں کا حلیہ کر نہیں سکتا کوئی بیٹا بیاں
ماؤں سے بڑھ کر صحابہ کو عقیدت ان سے تھی
پھر سراپا کس طرح کر سکتے آقا کا بیاں

بن رواحہ، حضرتِ حسان اور ابنِ زبیر
حلیہء آقا و مولا کون کر پائے بیاں
شعر کے پردے میں کہتے ہیں سراپائے نبی
وہ جنہیں حاصل نہیں دیدارِ سرکارِ جہاں

عمرو ابن العاص نے یوں اپنے بیٹے سے کہا
کوئی مت پوچھے سراپا مجھ سے تو سرکار کا
کیسے ممکن ہے کہ میں اس باب میں کچھ کہہ سکوں
میں نظر بھر کے انہیں تو دیکھ ہی سکتا نہ تھا

(راجا رشید محمود)

راجا رشید محمود کا یہ کلام شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر مشتمل نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنے اس کلام میں شمائل کے حوالے سے چند اہم نکتے بیان کیے

1۔ سراپائے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے موضوع پر روایات کا کم ہونا اور ساتھ ہی اس کی وجہ کا بیان کرنا کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آنکھ بھر کے دیکھنا ممکن نہ تھا۔

2۔ مزید کہا بھلا کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سراپا بیان کر سکتا تھا کیونکہ

سارے کے سارے مہر بہ لب تھے۔

3۔راجارشید محمود نے لکھا کہ سراپائے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر صرف چار روایات ام معبد، ابن عازب، ہند بن ابی ہالہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنھم ہیں، مگر یہ روایات بھی ان کے اوصافِ حمیدہ کے چند نکتے ہی بیان کر کے خاموش ہو جاتی ہیں۔

4۔موصوف نے سابقہ تینوں باتوں کی خود ہی وضاحت بھی کر دی کہ صحابہ کرام کو اپنی ماؤں سے بڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت تھی تو پھر کس طرح بیٹا اپنی ماں کا سراپا بیان کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ عقیدت ومودت کے خلاف ہے۔

5۔شاعرانِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ابن رواحہ، حسان بن ثابت اور عبداللہ ابن زبیر کا تذکرہ کیا کہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حسن سراپا بیان نہیں کر پائے بلکہ انہوں نے صرف نعت کہی۔

6۔اور آخر میں راجارشید محمود نے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت کا ذکر کیا جس سے سابقہ بیان ہونے والی سبھی باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔اور وہ یہ کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ان کے بیٹے نے سوال کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسنِ سراپا کے بارے میں بتائیں؟ تو انہوں نے اس کے بارے میں بتانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ کوئی شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نظر بھر کے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

حضور! اذنِ ثنا عطا ہو تو مدحِ عزت مآب لکھوں
حضور! میری یہ آرزو ہے شمائلِ آں جناب لکھوں
حضور! گیسوئے مشک زا کی لٹوں کو لکھوں کمالِ قدرت

سیاہ عنبر شعار زلفوں کو ابر لکھوں سحاب لکھوں

حضور! شایانِ شان چونکہ نہیں ہے سورج کا استعارہ

حضور! پیشانیءِ مبارک کو غازہء آفتاب لکھوں

حضور! مازاغ والی آنکھوں کے نور ڈوروں کو سطر کر دوں

ہلالِ عیدین جیسے ابرو کو مطلعِ ماہتاب لکھوں

حضور! لمبی حسین پلکوں کو لکھوں شرم و حیا کا محور

گھنیری پلکوں کی چلمنوں کو ہدیٰ کا اطہر نصاب لکھوں

حضور! اوصاف ان کے لکھوں جو کان سنتے ہیں سب کی بپتا

نفیس بینی کو آسمانوں کی رفعتوں کا جواب لکھوں

وہ نور افشاں صبیح چہرہ جو باعثِ رونقِ جہاں ہے

میں اس کی تنویرِ دلربا کو مہِ مکمل کا خواب لکھوں

حضور! گالوں کی روشنی پر نثار کر دوں ضیائے عالم

لطیف ہونٹوں کے رنگ و نکہت کو بوسہ گاہِ گلاب لکھوں

حضور! اک جانفزا تبسم عطا ہو عاشقِ مضطرب کو

قرار بخشندہ اس تبسم کو ماحیءِ اضطراب لکھوں

حضور! دندانِ پاک لکھوں قطار اندر قطار موتی

دہن کو یاقوت و لعل و گوہر کی وادیِ مستطاب لکھوں

حضور! کاندھوں کے درمیاں جو مُہر ضیا بار کی گئی ہے

میں اس مبارک مُہر کو کون و مکاں کی آب و تاب لکھوں

حضور! شانے قوی ہیں اتنے کہ بارِ امت اٹھارہے ہیں
میں ایسے شانوں کو عزم و ہمت میں یکتا و لاجواب لکھوں
حضور! سینے میں آگہی کے بسیط ابحار موج زن ہیں
کشادہ سینے کو علم و عرفاں کے نور سے فیض یاب لکھوں
حضور! بازو کے وصف لکھوں جو گرنے والوں کو تھامتے ہیں
جو بے سہاروں کا ہیں سہارا انہیں وکیلِ وہاب لکھوں
حضور! دستِ سخا ہمیشہ کرم کی خیرات بانٹتے ہیں
نہیں ہے ممکن کہ اِن کی ساری عنایتوں کا حساب لکھوں
حضور انگشت وہ کہ جس کو ملی ہے شقِ قمر کی طاقت
حضور! انگشت ہائے عالی کو نور کے انشعاب لکھوں
حضور! تلوے کی تاب و تب سے نصیبِ اشفاق جگمگاؤں
میں اس کے بارے میں لکھنا چاہوں تو عرش کا ہمرکاب لکھوں

(اشفاق احمد غوری)

اشفاق احمد غوری کے مندرجہ بالا کلام کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ موصوف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر ہر عضو مبارک کی وضاحت تشبیہات سے کی۔ حالانکہ ان ہی کے شعر میں یوں بیان ہوا" حضور شایانِ شان چونکہ نہیں ہے سورج کا استعارہ" مگر دوسرے ہی مصرعے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیشانیءمبارک کو" غازہءآفتاب" سے تشبیہ دی۔ غازہ فارسی زبان کا لفظ ہے جو خوشبودار سفوف جو خوبصورتی کے لئے رخسار پر ملا جاتا ہے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ پورا کلام خوبصورت اور دلنشین تشبیہات سے مرصع ہے اور ساتھ غوری صاحب نے بلیغ استعارے اور نئی تراکیب کا بھی استعمال کیا ہے۔

چہرۂ پرنور

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ مبارک کے حسن و جمال اور کیفیات کو بیان فرمایا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَالضُّحٰی ۔ وَاللَّیْلِ إِذَا سَجٰی ۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی(25)

''اور چاشت (روشن چہرے) کی قسم، اور سیاہ رات (زلفوں) کی قسم، آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ناراض ہوا''۔

قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا خصوصی تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ(26)

''ہم بار بار آپ کے چہرے کو آسمان کی طرف اٹھتا دیکھ رہے ہیں، سو ہم آپ کو ضرور اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں، پس آپ اپنا رخ مسجد حرام کی طرف کر لیں''۔

25۔القرآن الکریم، الضحیٰ:3۔1

26۔القرآن الکریم، البقرہ:144

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کا ذکر فرمایا۔ سابقہ بیان ہونے والی آیت قرآنی میں لفظ ''والضحیٰ'' کے حوالے سے مفسرین لکھتے ہیں:

والانسب بهذا المقام فی تحقیق المرام ان یقال ان فی الضحی ایماء الی وجهه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما ان فی اللیل اشعار الی شعره علیه الصلوة والسلام(27)

''اس سورت کا نزول جس مقصد کے لئے ہوا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ضحیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور اور لیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زلفوں کی طرف اشارہ ہے''۔

امام زرقانی (م:۱۱۲۲ھ) نے والضحیٰ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ ضحیٰ سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہے اور لیل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسو (زلفیں) ہیں۔ لکھتے ہیں:

الضحی: بوجهه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واللیل: شعره(28)

ان کے علاوہ متعدد مفسرین نے الضحیٰ سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور مراد لیا ہے اور واللیل سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفیں ہیں۔ ان مفسرین میں امام زرقانی (م:۱۱۲۲ھ)، امام فخر الدین رازی (م:۶۰۶ھ)، علامہ محمود آلوسی

27۔ ملا علی قاری، شرح الشفاء، مکتبہ نزار الباز، مصر، 1309ھ، ج1،ص82

28۔ زرقانی، محمد بن عبد الباقی، شرح المواہب اللدنیہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1417ھ، ج8،ص444

بغدادی (م:۱۲۷۰ھ)، شیخ اسماعیل حقی (م:۱۱۲۷ھ) اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م:۱۲۳۹ھ) وغیرہم شامل ہیں۔

صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ انور کو قرآن اور اوراقِ قرآں سے تشبیہ دیتے تھے اس کی بڑی مثال حضرت عائشہ صدیقہؓ (م:۵۸ھ) کی وہ روایت ہے جو سابقہ صفحات پر گزری ہے۔ اسی ضمن میں حضرت انس بن مالکؓ (م:۹۳ھ) سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے تو ان کی عدم موجودگی میں امامت کے فرائض حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (م:۱۳ھ) سرانجام دیتے تھے۔ ایک دن صحابہ کرام نماز ادا کر رہے تھے کہ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حجرہ کا پردہ اٹھا کر اپنا چہرہ دکھایا تو ایسا محسوس ہوا:

كان وجهه ورقة مصحف(29)

''گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور قرآن کا ورق ہے''۔

صحابہ کرام کے اس بیان کو امام عبدالرؤف المناوی (م:۱۰۳۱ھ) نے یوں لکھا:

ووجه التشبيه حسن الوجه وصفا البشرة وسطوع الجمال لما افيض عليه من مشاهدة جمال الذات(30)

''چہرۂ انور کے حسن و جمال، ظاہری نظافت و پاکیزگی اور چمک دمک کا (قرآن مجید کے ورق سے) تشبیہ دینا اس وجہ سے ہے

29۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب اهل العلم والفضل احق بالامامة، دار احیاء الترث العربی، بیروت، 1414ھ، حدیث 681

30۔ مناوی، عبدالرؤف بن تاج، حاشیہ بر جمع الوسائل، (م۔ن) (س۔ن)، ج2، ص255

کہ یہی وہ روئے مقدس ہے جو جمالِ خُداوندی کے مشاہدہ سے
فیض یاب ہوا''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ مبارک کے حوالے سے امام ترمذی (م:۲۷۹ھ) نے اپنی کتاب شمائل المحمدیہ (شمائل ترمذی) کے باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جابر بن سمرہ سے روایت ایک حدیث نقل کی:

عن جابر بن سمرہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ اضحیان و علیہ حلۃ حمراہ فجعلت انظر الیہ والی القمر فلھو عندی احسن من القمر (31)

''حضرت جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ جوڑا زیب تن فرما رکھا تھا۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا بالآخر میں نے یہ فیصلہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ حسین وجمیل ومنور ہیں''۔

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرے کو
میں ان کے نقشِ پا پہ چاند کو قربان کرتا ہوں

(نامعلوم)

31۔ ترمذی، محمد بن عیسٰی، شمائل ترمذی، مترجم: مولانا محمد زکریا (خصائص نبوی)، المیزان ناشران وتاجران کتب لاہور (س۔ن)، ص23

مندرجہ بالا سطور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارکہ (رخ اقدس) کے بارے میں قرآن مجید کی آیات اور کتب شمائل سے احادیث نقل کی گئی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ اقدس کا مصحف کلام الٰہی سے تشبیہ دی گئی اوران کے نورانی چہرے کے حسن و جمال کا بیان ہوا کہ ان جیسا روشن چہرہ کسی اور کا نہیں تھا انہی قرآنی آیات واحادیث کے تناظر میں اردو نعت گوشعراء نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور پر نعتیں کہیں جن میں کمال عشق ومحبت کی جلوہ گری ہے۔

امام احمد رضا خاں (م:۱۹۲۱ء) حدائق بخشش میں لکھتے ہیں:

رخِ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی
رہ گیا بوسہ زہِ نقشِ کفِ پا ہوکر (32)

ہیں عکسِ چہرہ سے لب گلگوں میں سرخیاں
ڈوبا ہے بدرِگل سے شفق میں ہلالِ گل (33)

دندان ولب وزلف ورخ شہ کے فدائی
ہیں درِ عدن، لعلِ یمن، مشکِ ختن پھول (34)

ہے کلام الٰہی میں شمس الضحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفیں دوتا کی قسم (35)

ان تمام اشعار میں امام احمد رضا خان نے سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور کی

32۔ بریلوی، احمد رضا، امام، حدائق بخشش، ص70

33۔ ایضاً، ص75

34۔ ایضاً، ص78

35۔ ایضاً، ص80

خوبصورتی وتابانی کونظم کیا کہ وہ چہرہ ایسا تھا کہ چاند بھی ان کے تلوؤں کا بوسہ لینے کا آرزومند تھا۔اسی تناظر میں حافظ مظہرالدین (م:۱۹۸۱ء)اپنی کتاب باب جبریل میں لکھتے ہیں:

اے کہ زلفوں سے تری عشق کی شامیں روشن
اے کہ چہرہ ہے ترا صبحِ درخشانِ جمال
جز ترے کون ہے مخدومِ جہانِ خوباں
جز ترے کون ہے کونین میں سلطانِ جمال (36)

منور بدایونی (م:۱۹۸۴ء) لکھتے ہیں:

رُخِ مصطفی کی تجلیاں مرے ظرفِ دل میں سمائیں کیا
یہ وہ آئینہ ہے جو منتعبر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں (37)

رخِ پر نور کا ہے کاکل شبگوں سے ظہور
دیکھ لو دامن موسیٰ کے تلے شعلہء طور
سنبلے میں ہے عیاں جلوۂ ماہ پرنور
ابر رحمت میں خورشید قیامت مستور
شب معراج میں ہے شمع تجلی روشن
لیلۃ القدر میں ہے نور الٰہی روشن

(محسن کاکوروی)

36۔مظہرالدین مظہر، باب جبریل، حریم ادب، راولپنڈی، 2009ء، ص9

37۔منور بدایونی، کلیاتِ منور، جہانِ حمد پبلی کیشنز، اردو بازار کراچی، 2008ء، ص169

رخ پر نور ہے قرآن کا پہلا نسخہ
ہاتھ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا
مشکل از بسکہ تھا مضمون دہن کا نکتہ
اس لئے حاشیہ لکھا ہے خط رنگیں کا
رخ جو ایماں ہے تو یک جزو ہے یہ ایماں کا
ہے نیا حاشیہ یہ منہیہ قرآں کا

(محسن کاکوروی)

محسن کاکوروی نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انوار کی کمال تعریف و توصیف بیان کی جو شمائل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منظوم باب میں خوبصورت اضافہ ہے۔

حمید الدین احمد لکھتے ہیں:

اصلِ ضیائے شمس و قمر آپ ہی تو ہیں
وجہِ فروغِ نورِ نظر آپ ہی تو ہیں (38)

افتخار اعظمی نے سہیل اقبال (م:۱۹۵۵ء) ''ارمغان حرم'' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جس میں سہیل اقبال (م:۱۹۵۵ء) پر مضامین ان کی شاعری اور ان کے نعتیہ کلام کو بھی رقم کیا اس کتاب سے سہیل اقبال کی ایک نعتیہ مخمس سے ایک بند پیش ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روئے انور کے جلوے نے جلوۂ ایزدی کو بے نقاب کر دیا۔ انہوں نے لکھا:

38۔حمید الدین احمد، سید، گلہائے عقیدت، اقلیم نعت کراچی، 2001ء، ص80

وہ آئینہ دکھایا جس نے عکسِ روئے جاناں کو
نمایاں کر دیا جس نے فروغِ حسنِ پنہاں کو
چراغاں کر دیا جس نے تجلی گاہِ امکاں کو
عطا کی دولتِ نظارہ جس نے دیدۂ جاں کو
وہ جلوہ اب جمالِ احمدی میں بے نقاب آیا(39)

سید شاکر القادری اپنی کتاب ''چراغ'' میں لکھتے ہیں:

شامِ شبِ الست کا بدر الدجیٰ بھی تو
اور صبحِ کائنات کا شمس الضحیٰ بھی تو (40)
خورشید و ماہ تیرہ جبیں ہوں اگر نہ ہو
اس کائناتِ نور میں طاعت حضور کی (41)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور کے حوالے سے چند مزید اشعار پیش ہیں:

چاند صدقہ خوار ہے اس حسن کا
والضحیٰ کہہ، چاند کیوں کہلائے رُخ
حسیں زلف واللیل ہے مصطفیٰ کی
رخِ پاک کو والضحیٰ سوچتے ہیں

39۔ افتخار اعظمی، تجلیل اقبال ارمغان حرم، مرکز ادب لکھنؤ، 1960ء، ص177

40۔ شاکر القادری، سید، چراغ، القلم ادارہ مطبوعات، لاہور، 2016ء، ص59

41۔ ایضاً، ص46

(رمضان حیدر فردوسی)

؎ گم گشتہ سوئی نورِ تبسم سے مل گئی
جب آفتابِ مرسلاں موجود گھر میں تھا

؎ مطلعِ نورِ ازل ہے صورتِ شمس الضحیٰ
سیرتِ بدر الدجیٰ ہے استعارہ نور کا

؎ آپ شمس الضحیٰ، آپ نور الھدیٰ
آپ ماہِ مبیں، آپ بدر الدجیٰ

؎ رات نے خیرات پائی ہے نبی کی زلف سے
چہرۂ سرکار سے ہے پرضیاء آفتاب
انعکاسِ حسنِ اکمل کی تواں رکھتے ہیں
پرتوِ روئے نبی سے آئنے ہیں آب آب

(مرزا حفیظ اوج، ذکرِ منیر)

؎ لکھتا ہوں کیا ثنا رخِ عالی جناب کی
تفسیر لکھ رہا ہوں خدا کی کتاب کی

(شیخ ابراہیم آزاد)

چمنِ فکر میں مہکا گلِ خنداں چہرہ
راحتِ قلبِ تپاں، شوقِ نگاراں چہرہ
مہ و پروین کی تعبیر یہ نقشِ پا ہیں
نور کے سارے حوالوں سے ہے تاباں چہرہ

یاد کا کرب تو رگ رگ میں اُتر آیا ہے
اور اس دردِ مسلسل کا ہے درماں، چہرہ
سامنے آنکھوں کے ٹھہرے تو کوئی بات بنے
مر ہی جاؤں جو رہے مجھ سے گُریزاں چہرہ
سارے قُرآن کی ہر سورہ میں، ہر آیت میں
ایک اک حرف سے ہوتا ہے نمایاں چہرہ
اقصیٰ سے قبلہ کی تحویل کا نوری منظر
نور کی ساری کہانی کا ہے عنواں چہرہ
سدرہ تک ساتھ تھے جبریل، مگر بعد ازاں
نور کے پردوں سے آگے تھا فروزاں چہرہ
سوچتا ہوں کہ وہ مازاغ کی آنکھوں والا
اُمّتی تیرے لئے کیوں ہے پریشاں چہرہ
یاد رکھتا ہوں صحابہ کی وہ سچی باتیں
پڑھتا رہتا ہوں مَیں مقصود وہ قرآں چہرہ

(مقصود علی شاہ)

مہ و مہر و گل ہیں فدائے رخ، شب و مُشک و اَبر اسیرِ زلف
شہِ دوسرا سا کوئی حسیں، کہیں دُوسرا ہو تو لے کے آ

(معظم سدا معظم مدنی)

وہ شب ہے آج بھی سوزن کے ملنے پر حیراں

قمر، چراغ، نہ جگنو، تو ضوفشاں کیا تھا؟

کیسے بیاں ہو مدحتِ حسن و جمالِ گل

گل بھی وہ گل کہ جس سے ہے جاہ و جلالِ گل

(ندیم رضا فارق)

ان اشعار کے علاوہ بھی متعدد نعت گو شعراء نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور پر اشعار کہے جو اشعار دستیاب ہو سکے انہی کو یہاں شامل کیا گیا۔ مندرجہ بالا تمام اشعار کا موضوع ایک ہی ہے مگر انداز سب کا مختلف لیکن سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے واقعات تو وہی ہیں تو اشعار کا ایک جیسا ہونا لازمی سی بات ہے سوائے شاعر کے اسلوب اور بات کہنے سے سلیقے کے، جیسا کہ ان دو اشعار کو ملاحظہ فرمائیں۔

گم گشتہ سوئی نورِ تبسم سے مل گئی

جب آفتابِ مرسلاں موجود گھر میں تھا

(مرزا حفیظ اوج)

وہ شب ہے آج بھی سوزن کے ملنے پر حیراں

قمر، چراغ، نہ جگنو تو ضوفشاں کیا تھا

(ندیم رضا فارق)

ان دونوں اشعار کا موضوع ایک ہی ہے مگر انداز مختلف۔ اسی طرح کی کئی مثالیں آئندہ صفحات پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

سرِ اقدس و گیسوئے مبارک

جامع ترمذی، کتاب المناقب، حدیث ۳۶۳۷ میں حضرت علی المرتضیٰؓ (م:۴۰ھ) سے روایت کی ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک موزونیت کے ساتھ بڑا تھا''۔ اور اسی طرح کی روایت حضرت ہند ابی ہالہ سے مروی ہے جسے الشمائل المحمدیہ (شمائل ترمذی)، ج۱ ص۲۱۷ میں امام ترمذی (م:۲۷۹ھ) نے روایت کیا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سرِ انور اعتدال کے ساتھ بڑا تھا''۔

سر کا غیر معمولی طور پر بڑا یا چھوٹا ہونا حسن کو عیب دار کرتا ہے جبکہ اعتدال و موزونیت کے ساتھ سر کا بڑا ہونا وقار و رعنائی، عقل و دانش اور فہم و بصیرت کی دلیل ہے۔ اس ضمن میں عبد الرؤف مناوی (م:۱۰۳۱ھ) جمع الوسائل ج۱، ص۴۲ میں لکھتے ہیں:

وعظم الرأس ممدوح لانه اعون علی الا دراکات و الکمالات

''سر کا اعتدال میں بڑا ہونا قابلِ ستائش ہوتا ہے، کیونکہ یہ امر معرفت اور کمالات کیلئے معاون و مددگار ہوتا ہے''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر موئے مبارک بھی سیاہ اور حسن و جمال کا مرقع تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ والضحیٰ میں ارشاد فرمایا:

وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی (42)

''قسم ہے سیاہ رات (زلفوں) کی''۔

جیسا کہ سابقہ صفحات میں بیان ہوا کہ مفسرین کے نزدیک واللیل سے مراد حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے خمدار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک نہایت حسین اور جاذبِ نظر تھے جیسے ریشم کے سیاہ گچھے ہوں۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ تو بالکل سیدھے تھے اور نہ گنگھریالے بلکہ ان میں توازن تھا۔ اس سلسلے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (م: ۹۳ھ) سے روایت ہے کہ:

کان شعر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجلا، لا جعد ولا سبط (43)

''رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ تو مکمل طور پر خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے بلکہ درمیانی نوعیت کے تھے''۔

ایک اور روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بالوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

رجل الشعراء ان انفرقت عقیقۃ، فرقھا و لا فلا یجاوز شعرۃ شحمۃ اذنیہ اذا ھو وفرہ (44)

42۔ القرآن الکریم، الضحیٰ: 2

43۔ صحیح بخاری، حدیث 5566

44۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الشمائل المحمدیہ، ج 1، ص 36، حدیث 8

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک خمیدہ تھے، سر اقدس کے بالوں کی مانگ بسہولت نکال لیتے ورنہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس کے بال جب لمبے ہوتے تھے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے تھے"۔

مندرجہ بالا آیت و روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور موئے مبارک کا تذکرہ ہوا کتب شمائل میں ان کے بے شمار فضائل و مناقب وارد ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر بال مبارک اکثر صحابہ کرام کے درمیان وجہِ گفتگو رہتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گیسوئے مبارک نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ بالکل گھنگھریالے بلکہ ان کے درمیان تھے نہایت حسین اور جاذبِ نظر تھے گویا ریشم کے سیاہ گچھے ہوں۔ اور بعض صحابہ کرام نے بطور تبرک حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گیسوئے مبارک اپنے پاس محفوظ کر رکھے تھے، جیسا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کے پاس رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مُوئے مبارک تھے جنہیں انہوں نے اپنی ٹوپی میں سیا ہو تھا۔ سراپائے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیان کردہ احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر مبارک کے بارے میں تحریر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سر مبارک موزونیت کے ساتھ بڑا تھا جو عزت و وقار، عقل و دانائی اور فہم و فراست کی دلیل بھی ہے اور معرفت اور کمالات کے لئے معاون و مددگار بھی۔

امام احمد رضا بریلوی (م: ۱۹۲۱ء) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک کو بطور ردیف رکھ کر پوری نعتِ شمائل تحریر کی مگر اس سے قبل نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس کے حوالے سے حدائقِ بخشش سے اور دیگر شعراء کے چند اشعار پیش ہیں:

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام [1]

بوسہ گہ اصحاب وہ مہرِ سامی
وہ شانہ چپ میں ان کی عنبر فامی
یہ طرفہ کہ ہے کعبہ جان و دل میں
سنگِ اسود نصیب رکن شامی [2]

سرِ اقدس ہے جنابِ لب دریائے قدم
درۃ التاج ہے اس بحر کا یہ قطرۂ نم
میم احمد کا ہے دامان احد سے منضم
یوں حدث اور قدم آ کے ہوئے ہیں باہم
لئے امت کے گناہ آپ نے اپنے سر پر

---

[1] بریلوی، احمد رضا، امام، حدائق بخشش، ص 301
[2] ایضاً، ص 238

بخشش حق ہو نہ ہم پر متوجہ کیونکر

(محسن کاکوروی)

یہ وہ سر ہے جہاں موئے مبارک وجد کرتے ہیں

خمیدہ گیسوؤں کا باغِ رحمت ہے سرِ اقدس

بروزِ حشر قدر و منزلت اس کی عیاں ہوگی

امینِ زینتِ تاجِ شفاعت ہے سرِ اقدس

جنابِ عائشہ اب آخری دیدار بھی کرلو

کہ زیبِ رحلِ آغوشِ محبت ہے سرِ اقدس

(مقصود احمد تبسم)

مقصود احمد تبسم کے یہ اشعار نہایت مترنم اور رواں ہیں ان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرِ اقدس اور گیسوئے مبارک کے منظوم ترانے ہیں۔ جبکہ آخری شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نزع کی کیفیت طاری تھی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سرِ اقدس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا۔ اس کی منظر کشی مقصود احمد تبسم نے نہایت کیف آفرینی سے کی "کہ زیبِ رحلِ آغوشِ محبت ہے سرِ اقدس" اور اس کے بعد حدائق بخشش سے امام احمد رضا خان کا کلام جس کی ردیف "گیسو" ہے:

آخرِ حج غمِ امت میں پریشاں ہو کر

تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے

چھائے رحمت کی گھٹا بن کر تمہارے گیسو
مشک بو کوچہ یہ کس پھول کا جھاڑا ان سے
حوریو عنبرِ سارا ہوئے سارے گیسو
بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو
شانِ رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو
شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کے لئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو
تارِ شیرازۂ مجموعۂ کونین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اِک دم ہوں کنارے گیسو
تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضاؔ
صبحِ عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو (45)

مزید لکھتے ہیں:

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا
لکۂ ابرِ رافت پہ لاکھوں سلام
لیلۃ القدر میں مطلع الفجرِ حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام (46)

45۔ بریلوی، احمد رضا، امام، حدائق بخشش، ص 121۔119 46۔ ایضاً، ص 299

خمِ زلف نبی ساجد ہے محراب دو ابرو ہیں

کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کارانِ امت کا(47)

مشک سا زلف شہِ نورِ فشاں روئے حضور

اللہ اللہ حلبِ جیب و تتارِ دامن (48)

الغرض ان کے ہر مو پہ لاکھوں درود

ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام(49)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مندرجہ بالا کلام اور دیگر اشعار میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گیسوئے مبارک کی تعریف و ستائش منفرد پیرائے اظہار میں موجود ہے جیسا کہ حج کے موقع پر رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حلق کروانا اور گیسوئے مبارک صحابہ کرام میں تقسیم کرنا، گیسوئے مبارک سے خوشبوؤں کا آنا، گیسوؤں کا شانہء مبارک سے جدا نہ ہونا، رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اپنے ہاتھوں سے گیسو سنوارنا اور تیل کی بوندوں کا گیسو مبارک سے نہ ٹپکنا وغیرہ۔

اسی طرح محسن کاکوروی رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گیسوئے مشکبار کے قصائد یوں بیان کرتے ہیں:

؎ دن گنے جاتے ہیں کن روز شمار آئے نظر

زلف مشکیں کو دکھا کر جو کہیں پیغمبر

ہاں چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو

47۔ حدائق بخشش، ص 38

48۔ ایضاً، ص 88

49۔ ایضاً، ص 308

نقد سرمایہء امت کا سیاہا دیکھو
سایہ ہے فرق ہمایوں پہ جناب حق کا
پر و بال افسر شہ پر نہیں کھولے ہے ہما
عالم غیب کا سردار ہوا جلوہ نما
نہیں سرکار یہ سلطان حبش کی حاشا
کشور کاکل پر پیچ و خم سرور ہے
نہ ختن ہے نہ خطا ہے نہ یہ عنبر سر ہے
خوشنویس ازلی کا ہے وہ پر زور قلم
کہ ہر اک حرف ہے اس کا سند مستحکم
اہلِ ایمان کے لئے موئے سرِ شاہ امم
خط گلزار میں ہے سر خط گلزار ارم
کوچہء خلد نظر آنے لگا دنیا میں
خوب فردوسیہ لکھا ہے خطِ طغرا میں

(محسن کاکوروی)

سید شاکر القادری لکھتے ہیں:

رات زلفوں کی بلائیں لے کے پیچھے ہٹ گئی
سانس لے کر صبح نے صدقہ اتارا نور کا

مقصود احمد تبسم نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گیسوئے مبارک کی بابت ایک مکمل کلام کہا ہے۔ان کا یہ کلام سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ان واقعات

سے بھرپور ہے جن میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گیسوئے مبارک کے فضائل و مناقب وارد ہوئے ہیں۔ اور ساتھ ہی انہوں نے گیسوئے مبارک کی مختلف کیفیات کو نظم کیا ہے۔ موصوف کا یہ کلام بہت بھرپور اور مستند روایات کا شعری اظہار ہے۔ انہوں نے حضرت خالد بن ولید، ام سلمہ، ام تمیم، ابو طلحہ، انس بن مالک اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنھم) کے حوالے سے روایات کو شعری انداز میں پیش کیا اور ساتھ ہی سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گیسوئے مشکبار کے جزئیات کا بھی ذکر کرتے گئے۔ بلاشبہ اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ ایک مکمل کلام ہے۔

مرے مَعبُود کو پیارے مرے سرکار کے گیسُو
عُروجِ حُسن سے آگے مرے سرکار کے گیسُو

فقط اِس واسطے خالد نے ہر اِک معرکہ جیتا
کہ وہ ٹوپی میں رکھتے تھے مرے سرکار کے گیسُو

جب آقا مُعتکف تھے اس کی صِدّیقہ بھی شاہد ہیں
کہ حُجرے سے بھی سنورے تھے مرے سرکار کے گیسُو

بتایا اُمّ سلمٰی نے مریضوں کو شفا دے گا
وہ پانی جس سے مَس ہوں گے مرے سرکار کے گیسُو

کوئی بارِ دگر پڑھتا ہے گر والّیل کی تفسیر
سمجھ لو اُس کو یاد آئے مرے سرکار کے گیسُو

رہیں گی حشر تک اُمّ تمیم اِس بات کی شاہد
بدل دیں جنگ کے نقشے مرے سرکار کے گیسُو

وہ جب مل بیٹھتے شعرُ النبی کا تذکرہ کرتے
صحابہ کا وظیفہ تھے مِرے سرکار کے گیسُو

مِرے افکار کرتے تھے طوافِ گیسوئے جاناں
مِری سوچوں کا قبلہ تھے مِرے سرکار کے گیسُو

مشیّت بھی تصدّق تھی وہ منظر ہی کچھ ایسا تھا
سنوارے جب حلیمہ نے مِرے سرکار کے گیسُو

اگر کانوں کی لَو تک ہوں سب اُن کو کہتے ذِی وَفرَہ
تھے ذِی لمّہ جو ہوں لمبے مِرے سرکار کے گیسُو

صحابہ نے محبت سے کہا حضرت کو ذِی جُمّہ
جونہی شانوں تلک پہنچے مِرے سرکار کے گیسُو

طوالت گیسوؤں کی جب بھی شانے چُومتی ہو گی
تو شانے چُومتے ہوں گے مِرے سرکار کے گیسُو

نہ گھُنگرالے نہ بالکل سیدھے وہ گیسُو خمیدہ ہیں
گھنے اور رنگ میں کالے مِرے سرکار کے گیسُو

مِرے آقا نے سجدوں میں زمیں کو بھی نوازا تھا
زمیں نے بارہا چُومے مِرے سرکار کے گیسُو

مِنیٰ میں بال کٹوا کر دیا جب حکم آقا نے
ابُوطلحہ نے بانٹے تھے مِرے سرکار کے گیسُو

نبی گیسُو ترشواتے صحابہ لیتے ہاتھوں پر

ادب کا استعارہ تھے مِرے سرکار کے گیسُو

نِکل آتی بنا شانہ کئے اِک مانگ زُلفوں میں
کچھ ایسے وَسط سے بٹتے مِرے سرکار کے گیسُو

اَنس نے یہ وصیّت کی زباں کے نیچے رکھ دینا
مجھے دفنانے سے پہلے مِرے سرکار کے گیسُو

صحابہ کی یہ سُنّت ہے کہ اہلِ عشق نے اب بھی
تبرّک جان کر رکھّے مِرے سرکار کے گیسُو

عُمر سے عالمِ برزخ میں ملنے پر یہ پوچھوں گا
کفن میں کس لئے رکھّے مِرے سرکار کے گیسُو

مرے زندہ نبی کا مُعجزہ کیسے نہ زندہ ہو
نُمو پاتے ہی دیکھو گے مِرے سرکار کے گیسُو

جو راوی ہیں کہ ریش اور سر میں سترہ بال ابیض تھے
وہ کتنے شوق سے گِنتے مِرے سرکار کے گیسُو

جبینِ مُصطفیٰ کے گیسوؤں نے گر لئے بوسے
جبیں نے بھی بہت چُومے مِرے سرکار کے گیسُو

دِکھا دے خواب میں مولا لحد کی عنبریں مٹّی
جو ہر دم سُونگھے اور چُومے مِرے سرکار کے گیسُو

وُہی لمحہ تو میری زیست کا مقصودِ ایماں تھا
مِری آنکھوں نے جب دیکھے مِرے سرکار کے گیسُو

(مقصود احمد تبسم)

مقصود احمد تبسم کے مندرجہ بالا کلام کے بعد یہاں مقصود علی شاہ کا وہ کلام پیش ہے جس میں انہوں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گیسوئے مبارک کا ذکر خیر کیا۔ موضوعات کے اعتبار سے یہ سارا کا سارا کلام نعتِ مسلسل ہے۔ حالانکہ سابقہ کلام مختلف احادیث کے شعری ترجمے سے مزین ہے۔ مقصود علی شاہ نے اس کلام میں گیسوئے عنبریں کے لئے مختلف تراکیب اور کیفیات بیان کیں جیسے کہ چشمہء جود وسخاوت، قاسم نکہت ورنگت، گوشہء حیرت، مصدرِ علمِ بلاغت، رشکِ صد رنگِ صباحت، مصرعہء طاعت، مظہر ندرت ونزہت وغیرہ۔ کتنا ہی اچھا ہوتا کہ مقصود علی شاہ اس میں سیرت وشمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے استفادہ کرتے۔

چشمہء جُود وسخاوت ہیں ترے گیسوئے نور
قاسمِ نکہت ورنگت ہیں ترے گیسوئے نور
شانہء نور پہ وہ چہرۂ انور کے قریں
خم بہ خم گوشہء حیرت ہیں ترے گیسوئے نور
رنگ میں جیسے کوئی رنگوں کا بازار کھُلے
حُسن میں حدِّ نہایت ہیں ترے گیسوئے نور
تہہ بہ تہہ، معنیٰ بہ معنیٰ ہے کرشمہ سازی
مصدرِ علمِ بلاغت ہیں ترے گیسوئے نور
عکس پرور ہیں خد وخالِ کرم سے پیہم
رشکِ صد رنگِ صباحت ہیں ترے گیسوئے نور

حیطہء فکر پہ ہے نور کے دھاروں کا نزول
نعت کا مصرعہء طاعت ہیں ترے گیسوئے نور
پیکرِ حُسن تو ہے نور اُجالوں کا امیں
اُوجِ رنگت میں ملاحت ہیں ترے گیسوئے نور
اُن کو لکھے بھی تو مقصود کہاں تک لکھے
مظہرِ قُدرت و نُزہت ہیں ترے گیسوئے نور

(مقصود علی شاہ)

ضَو دِن نے ترے چہرۂ وَالشّمس سے پائی، اے نورِ خدائی!
لِی گیسوئے وَاللیل سے راتوں نے سیاہی اے آمر و ناہی!

(معظم سدا معظم مدنی)

کرم جو گیسوئے سرور کرے تو کیوں دنیا
اسیرِ دامِ معاصی و حرص و آز کرے؟

(معظم سدا معظم مدنی)

مہک میں رب نے بسائے رسول کے گیسو
کہ مشک وگل کو ہیں بھائے رسول کے گیسو
عیاں ہے جمعِ نقیضینِ روز و شب کا سماں
"رُخِ رسول پہ آئے رسول کے گیسو"
سَحابِ رحمتِ رَبِّ قدیر کی صورت
تمام خلق پہ چھائے رسول کے گیسو

گھٹا کہوں کہ شبِ تار، تم کو، حیراں ہوں
ہیں گنگ سارے کِنائے رسول کے گیسو !
اسے ڈَسا نہیں پھر مارِ رنج وغم نے کبھی
ہیں جس کے ہاتھ میں آئے رسول کے گیسو
بندھا ہے تارِ رگِ جانِ عالَمیں ان سے
کنڈل جبھی ہیں بنائے رسول کے گیسو
انہیں نہ مارِ سِیَہ کہہ! کہ ہے ادب کے خلاف
اگرچہ شانوں پہ آئے رسول کے گیسو
اسے ستائے نہ خورشید حشر کی گرمی
تمہارے جس پہ ہوں سائے رسول کے گیسو !
دُھلے گی پل میں معظّم سیاہیِ عِصیاں کی
اگر برسنے پہ آئے رسول کے گیسو

(معظم سدا معظم مدنی)

مندرجہ بالا سطور میں پہلے معظم سدا معظم کے دو اشعار پیش کیے گئے اور اس کے بعد "رسول کے گیسو" ردیف پر ایک مکمل کلام پیش کیا گیا۔ پہلے مفرد شعر میں موصوف نے چہرۂ انور اور زلفِ مبارک کو والشّمس اور والیل سے منسوب کیا۔ حالانکہ یہ موضوع نعت نگاری میں نیا نہیں مگر ان کے اسلوب نے اس شعر کو مزید نکھار دیا۔ اسی طرح اگر دوسرے مفرد شعر کو دیکھا جائے تو اس کا مضمون سادہ سا نظر آتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ اس شعر کو اس سے زیادہ خوبصورت انداز میں برتا جا سکتا تھا۔ دیکھئے:

؎ کرم جو گیسوئے سرور کرے تو کیوں دنیا
اسیرِ دامِ معاصی و حرص و آز کرے؟

اس شعر کے ظاہری مفہوم سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گیسوئے مبارک کرم کریں تو دنیا سے ظلمت و معاصی کافور ہو جائیں۔ فردیات کے بعد موصوف نے طرح مصرع "رخِ رسول پہ آئے رسول کے گیسو" پر مکمل کلام کہا۔ اس کلام میں ادب و عقیدت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تصویر نظر آتی ہے جبکہ موضوعات کے اعتبار سے یہ کلام گیسوئے اقدس کی تعریف و توصیف پر مشتمل ہے۔

گھٹن کے مارے ہوئے دھوپ کے جلائے ہوئے
ہم ایسے لوگوں پہ زلفِ دوتا کے سائے ہوئے

(ندیم رضا فارِق)

جبینِ اقدس

تاجدارِ کائنات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک پیشانی فراخ، کشادہ، روشن اور چمکدار تھی جس پر ہر وقت خوشی و اطمینان اور سرور و مسرت کی کیفیت آشکار رہتی۔ جو کوئی آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک پیشانی پر نظر ڈالتا تو اُس پر موجود خاص چمک دمک اور تابانی دیکھ کر مسرور ہو جاتا، اُس کا دل یک گونہ سکون اور اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کشادہ اور پرنور پیشانی مبارک ہر قسم کی ظاہری و باطنی آلائشوں اور کثافتوں سے پاک تھی۔ صحابۂ کرامؓ میں سے کسی نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیشانی انور پر کبھی اُکتاہٹ

اور بیزاری کی کیفیت نہیں دیکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک پیشانی پھولوں کی طرح تر و تازہ اور ماہِ تاباں کی طرح روشن و آبدار تھی، جس پر کبھی شکن نظر نہ آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملاقات کے لئے آنے والوں سے اِس قدر خندہ پیشانی سے پیش آتے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شخصیت کے نقوش مخاطبین کے دلوں پر نقش ہو جاتے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مجلس سے موانست، چاہت اور اپنائیت کا اِحساس لے کر لوٹتے۔ (50)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جبینِ اقدس سے نور کی شعاعیں پھوٹتی تھیں اور جب پیشانی مبارک پر پسینہ نمودار ہوتا تو ان کے قطروں سے نور کا ہالہ بن جاتا جو دیکھنے والوں کو نظر آتا۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ (م: ۵۸ھ) اس کی منظر کشی ان الفاظ میں کرتی ہیں:

فجعل جبينه، يعرق، وجعل، عرقه يتوله نوراً، فبهت، فنظر الى رسول الله ﷺ، فقال: مالك ياعائشة بهت؟قلت: جعل جبين يعرق، وجعل عرقك يتوله نوراً، ولوراك ابو كبير الهذلي لعلم انك الحق احق بشعر (51)

''پس آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک پیشانی پر پسینہ آیا، اُس پسینہ کے قطروں سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں میں

50۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، حسن سراپا، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2002، ص 103

51۔ ابن عساکر، علی بن حسن، السیرۃ النبویہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1421ھ، ج 3، ص 174

اُس حسین منظر کو دیکھ کر مبہوت ہوگئی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا: عائشہ! تجھے کیا ہوگیا؟ میں نے عرض کیا آپ کی پیشانی پر پسینہ کے قطرے ہیں جن سے نور پھوٹ رہا ہے۔ اگر ابو کبیر ھذلی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اِس کیفیت کا مشاہدہ کر لیتا تو وہ جان لیتا کہ اس کے شعر کا مصداق آپ ہی ہیں''۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جبین مقدس روشن اور نہایت خوبصورت تھی جس سے ہر وقت انوار و تجلیات کے سوتے پھوٹتے تھے دن ہو یا رات جب بھی کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھتا تو ان کی پیشانی سے نورا اور روشنی سے پہچان لیتا تھا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ چنانچہ اسی ضمن میں ابن ابی خثیمہ (م:۲۷۹ھ) بیان فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ اجلی الجبین ، اذا طلع جبینه من بین الشعر اوطلع من فلق الشعر اوعند اللیل اوطلع بوجھه علی الناس ، تراء ی جبینه کانه السراج المتو قدیتلالا ، کانوا یقولون ھو صلی اللہ علیه واله وسلم(52)

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک پیشانی روشن تھی۔ جب موئے مبارک سے پیشانی ظاہر ہوتی، یا دن کے وقت ظاہر ہوتی، یا رات کے وقت دکھائی دیتی یا آپ ﷺ

52۔ السیرۃ النبویہ،، ج3، ص202

لوگوں کے سامنے تشریف لاتے تو اُس وقت جبینِ انور یوں نظر آتی جیسے روشن چراغ ہو جو چمک رہا ہو۔ یہ حسین اور دلکش منظر دیکھ کر لوگ بے ساختہ پکار اٹھتے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں''۔

جبین مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت ہند ابی ہالہؓ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ واسع الجبین (53)

''رسول اللہ ﷺ کشادہ پیشانی والے تھے''۔

حضرت سعید بن مسیبؒ (م:۹۴ھ) کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ (م:۵۳ھ) اوصافِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیان کرتے تو کہتے:

کان مفاض الجبین (54)

''حضور ﷺ کی جبینِ اقدس کشادہ تھی''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جبین اقدس بہت منور، روشن اور اجالوں کا مرکز تھی۔ رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین اقدس کشادہ اور چمکدار ہونے کے ساتھ اتنی خوبصورت تھی دیکھنے والے کی نظریں اس میں جذب ہو جاتی تھیں۔ جبین مقدس کے حسن کو سراپائے شعر میں متعدد نعت گو شعراء نے ڈھالا ہے اس ضمن میں حدائق بخشش میں مذکور ہے:

شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور

سجدہ کرواتی ہے کعبہ سے جبیں سائی دوست (55)

53۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الشمائل المحمدیہ، ج1، ص36

54۔ بیہقی، احمد بن حسین، دلائل النبوۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1405ھ، ج1، ص214

55۔ حدائق بخشش، ص63

رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جبین اقدس کے حوالے سے محسن کاکوروی نے کمال تشبیہات اور لاجواب استعارے استعمال کیے ملاحظہ کیجیے:

وصف پیشانی میں ہوتا ہے سر بزمیں
لوح بسم اللہ ابرو جسے کہیے بیقین
مصحف گل ہے رخ خاتمہ نسخہء دیں
سورۃ فاتحہء مصحف گل ہے وہ جبیں
گلشن عالم منزیہ رخ زیبا ہے
اس گلستان مقدس کا یہ دیباچہ ہے
ہیں دو ابروئے سیہ جبیں انور
طاق یا خانہء خورشید کے آتے ہیں نظر
نقش ابرو کا دکھائے جو عطارد لکھ کر
مہ نو تیغ سے مریخ کی ہود وپیکر
خواب میں بھی وہ زہرہ سی جبیں پیش آئے
مشتری طالع کنعان کی زحل ہو جائے

(محسن کاکوروی)

عباس عدیم قریشی کا رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جبین اقدس کے حوالے سے ایک مکمل کلام پیش ہے جس میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جبینِ اقدس کی بابت نئے مضامین باندھے۔ اس کلام میں ہمیں کچھ احادیث مبارکہ کی طرف اشارہ بھی ملتا ہے۔ جیسے خلق اول اور حضرت جبرائیل علیہ والسلام کا عرصہ

درازتک شمال میں طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھنا اور اس ستارے کو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جبینِ اقدس میں پہچان لینا۔ مجموعی طور پر عباس عدیم قریشی کا یہ کام تزئین کے حسن سے مرصع اور متنوع ہے:

مطلعِ خلقِ اوّل وہ انور، جبیں
دو جہاں کے اجالوں کا مصدر جبیں
جس کی ضو سے دو عالم اجالے گئے
منبعِ نورِ وحدت کا مظہر، جبیں
سالہا سال جبریل دیکھا کیے
کعبۂ شمس و مہتاب واختر، جبیں
وہ فراخ و کشادہ، شفاعت مآب
دل کشا، جانفزا، بندہ پرور، جبیں
زینتِ کاخِ محراب، شمعِ حرم
عالمِ خلق میں سب سے برتر، جبیں
ہر شرف گرد جس کے کرے ہے طواف
ہاں وہی مرکزِ نور محور، جبیں
ناز جس پر فدا، حسن جس کا گدا
سید الانبیاء کی منور، جبیں
اے خدا اپنی بخشش کو لایا عدیمؔ
اک وسیلہ محمد کی اطہر، جبیں (56)

56۔ عباس عدیم قریشی کی غیر مطبوعہ نعتیہ شاعری

اب یہاں ان اشعار کو جمع کیا گیا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جبینِ اقدس کی مدح سرائی پر مشتمل ہیں۔

صاحبِ روشن جبیں وہ صاحبِ فکر منیر
میرے آقا جن کا چہرہ والضحیٰ بدر منیر (57)

مظہرِ حسن خدا ان کی جبینِ انور
مرحبا صلِ علیٰ ان کی جبینِ انور

مرا وجدان یہ کہتا ہے کہ پڑھتا تھا درود
دیکھ کر غارِ حرا ان کی جبینِ انور

منہ چھپائیں گے جو کہتے ہیں وہ ہم جیسے تھے
دیکھ کر روزِ جزا ان کی جبینِ انور

پھر سے مقصود رہے عشق میں جل جل کر لے
میرے اللہ دیکھا ان کی جبینِ انور

(مقصود احمد تبسم)

خاک کے ذرے اگر قدموں کو چھولیں معتبر
اور یہاں پیشانی چومی سعدیہ نے واہ واہ

(محمد رضا طیبی)

جن کے قدموں سے جبریل ملیں پیشانی
ان کی پیشانی کی میں شان بیاں کیسے کروں

57۔ اوج، مرزا حفیظ، ذکرِ منیر، اوج پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور، 2020ء، ص25

(حسین صفوی)

جس کے سجدوں نے امت کو بخشا لیا
ان کی حارث جبیں آفریں آفریں

(محمد علی حارث)

خوبصورت جبیں سب رسولوں کی ہے
خوب سے خوب تر مصطفیٰ کی جبیں
زلف واللیل ہے چہرہ ہے والضحیٰ
اور جبینِ مبارک کی کیا بات ہے

(شبیر تونسوی)

پیشانیِ رسول سے روشن نہ کچھ ملا
اک نور کی برسات سی دیکھی سبھی نے تھی

(خاور چشتی)

سحر کی دلکش حسین طلعت جبینِ خیر الانام پر ہے
ہر ایک تاجِ عروج وسطوت جبینِ خیر الانام پر ہے
کہ تھام کر اپنی پگڑیوں کو ہیں دیکھتے جس کو ذی مناصب
وہ ہر علو اور ساری عظمت جبینِ خیر الانام پر ہے

(اسماعیل ارمان)

وہ رب جو بہر طور ہے اصباح کا فالق
وہ ربِ محمد ہے، وہی آپ کا خالق

کس پیار سے محبوب کو اس رب نے بنایا
تخلیق کا شہکار بصد شان سجایا
انوار سے معمور ہے پیشانیء احمد
پیشانیء محبوب کہ ہے مظہرِ سرمد
اُس فرقِ منور پہ سجا تاجِ شفاعت
اس فرقِ کشادہ سے عیاں رب کی نیابت
ہے ختمِ نبوت کی اسی فرق پہ رونق
انوارِ خداوند سے ہر نور ہے مشتق
پیشانی کے انوار سے روشن ہے شبِ تار
ہیں شمس و قمر میں اسی پیشانی کے انوار
دیجور تھی شب اور سُوئی کھو گئی ان کی
صدیقہ نے گم سُوئی اُسی نور میں ڈھونڈھی
تھا زیبِ فلک شان سے جب ماہِ دو ہفتہ
اصحاب نے پیشانیء سرکار کو دیکھا
روشن تھی جبیں ختمِ رسولاں کی زیادہ
اقوالِ صحابہ سے ہوا خوب افادہ
غوری کا تقاضا تھا لکھے ثاقبِ چیدہ
پیشانیء سرکارِ دوعالم کا قصیدہ

(ثاقب خیرآبادی)

ثاقب خیرآبادی کا مندرجہ بالا کلام رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جبین اقدس کے اوصاف وکمالات پر مشتمل ہونے کے ساتھ مستند روایات سے مرصع ہے اور اس میں انہی روایات کو بطور ماخذ لیا ہے جو سابقہ صفحات پر گزری۔

روشن تری جبین ہے اے واسعُ الجبین!
مرآتِ عالمین ہے اے واسعُ الجبین!

جانِ بہار! تیرا خزاں کش وہ اِبتسام
فارِح گرِ حزین ہے اے واسعُ الجبین!

اصلِ خلیل! تیرے ہی قطعِ بتاں کا فیض
ابنِ سبکتگین ہے اے واسعُ الجبین!

تُو نے بقا بنات کو دی، تیری ہی عطا
تربیَتِ بنین ہے اے واسعُ الجبین!

یہ بھی ترا خصوص بہ نصِّ حدیث ہے
مُومن ترا قرین ہے اے واسعُ الجبین!

تجھ سے طلب خدا سے طلب، اس کے کب خلاف
اِیّاکَ نستَعین ہے اے واسعُ الجبین!

تیری اَدائے حُسنِ مَواعِظ میں خوب درس
بہرِ مُبلّغین ہے اے واسعُ الجبین

بچپن میں نعت خواں تھا، تو مجھ کو کہا گیا
بچّہ بڑا ذہین ہے اے واسعُ الجبین!

عاشق ترا ہمیشہ مُعَظّم ہے اور عدو
دارین میں مُہین ہے اے واسعُ الجَبین!

(معظم سدا معظم مدنی)

معظم سدا معظم کا یہ کلام اپنے اندر بے بہا تنوع لئے ہوئے ہے جبکہ اس کی ردیف بھی حدیث سے ماخوذ ہے۔ اس کلام میں دلفریب تلمیحات، لاجواب تشبیہات اور باکمال استعارے برتے گئے ہیں جو اس کلام کی خوبصورتی میں اضافے کا باعث ہیں۔ مگر اس کلام کے آخری دو اشعار نعت میں شامل نہیں ہیں مقطع سے پہلے والے شعر کو پڑھنے سے ایسا لگتا ہے کہ اس میں شاعر نے خود کی تعریف کی ہے۔ ان دونوں اشعار کے علاوہ تمام کلام جاندار اور خوبصورتی سے مرصع ہے۔

چشمان وابروئے مبارک

حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مقدس وہی ہیں جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور پر کشش، وجیہ، روشن اور انتہائی خوبصورت تھا اور ان کے چہرہ کی خوبصورتی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں چار چاند لگا دیتی تھیں جو خوبصورتی کا مرقع، فراغ، پر کشش، جاذب نظر اور حسن وجمال کی مثال اتم تھیں۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مقدس کشادہ اور سیاہ تھیں حضرت علی المرتضیٰؓ (م: ۴۰ھ) روایت کرتے ہیں:

کان ادعج العینین (58)

''نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آنکھیں کشادہ اور سیاہ تھیں''۔

تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مقدس کی خوبصورتی کے چرچے کے ساتھ نبیءِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں کا تذکرہ کرنا بھی ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس پلکیں سیاہ، گھنی اور دراز تھیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ ؓ (م:۵۳ھ) روایت کرتے ہیں:

کان اھذب اشفار العینین (59)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکیں نہایت دارز تھیں''۔

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی منظر کشی کرتے ہوئے حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مقدس کے سفید حصے میں سرخ رنگ کے ڈورے دکھائی دیتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ جب بھی ان میں دیکھا جاتا تو ایسا لگتا تھا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی سرمہ لگایا ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ ؓ روایت کرتے ہیں:

کنت اذنظرت الیہ قلت: اکحل العینین ولیس باکحل (60)

''میں جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کا نظارہ کرتا تو ان میں سرمہ لگا ہونے کا گمان ہوتا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

58۔ بیہقی، احمد بن حسین، دلائل النبوۃ، ج1، ص213

59۔ ابن سعد، ابوعبداللہ محمد، الطبقات ابن سعد، ج1، ص414

60۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، حدیث3645

نے سرمہ نہ لگایا ہوتا''۔

چشمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورتی کے تذکروں کے ساتھ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابروئے مبارک اور مژگاں شریف کے حوالے سے بھی احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے ایک حدیث جو حضرت ہند ابی ہالہ سے روایت ہے جیسے امام ترمذی (م:۲۷۹ھ) نے شمائل ترمذی حدیث نمبر ۸ میں نقل کیا:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازج الحواجب سوابغ فی غیر قرن بینھما عرق یدرہ الغضب

''رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ابروئے مبارک خمدار، باریک اور گنجان تھے اور جدا جدا تھے۔ اور ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو حالتِ غصہ میں ابھر آتی''۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مژگاں شریف بھی نہایت خوبصورت اور باکمال تھے۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مقدس اور ابروئے مبارکہ پر مشتمل احادیث پیش کرنے کے بعد اس ضمن میں نعتیہ اشعارِ شمائل پیش کئے جاتے ہیں یوں تو اردو نعتیہ ادب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل سیرت کو متعدد شعراء نے منظوم کیا مگر شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منظوم کرنے پر باقاعدہ کام نہیں ہوا سوائے چند مثالوں کے اور ویسے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں کی خوبصورتی کا اشعار کیا احاطہ کر سکتے ہیں، بہرحال اس حوالے سے چند اشعار پیش ہیں:

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں

جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں(61)

دیکھو ہم پہلوئے پیشانی انور ابرو

ہیں اسی آئینہء صاف کے جوہر ابرو

آبروئے دمِ خنجر ہیں مقرر ابرو

موج دریائے شجاعت ہیں سراسر ابرو

مہ کا کل میں مہِ نو کی یہ تصویریں ہیں

یا کھنچیں معرکہء بدر میں شمشیریں ہیں

ایک رگِ مخفی ہے مابین دو ابروئے سیاہ

کہ نظر آتی ہے وقت غضب شاہنشاہ

طرف تشبیہ پہ پہنچی ہے سخنداں کی نگاہ

الف اسم چھپائے ہوئے ہے بسم اللہ

لفظ و معنی میں عجب ابروؤں کے طاق ہوئے

الف طاق چھپایا تو عدد طاق ہوئے

رگ جو کانٹا ہے تو شاہیں ترازو ابرو

مردمک سنگ ہے، اور پلہ ہے چشم دلجو

آنکھ پڑ جائے اگر جانب امت سرمو

صاف رکھی رہے میزان قیامت یکسو

آپ پلہ پہ ہمارے ہوں تو کیا کھٹکا ہے

61۔حدائق بخشش،ص101

مردم چشم کہیں ہم نے اسے تولا ہے
طرف مضمون ہے مجھے پیش نظر ہو آگاہ
منظر چشم نبی پر بھی ذرا کیجے نگاہ
ایسی نرگس کہیں دیکھی ہے نہ بادام سیاہ
چشم بددور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ
اک نیا نسخہ نکالوں دل پر جوہر سے
صفحۂ پر سیم کی لکھیں جسے آبِ زر سے
پلکیں اکسیر کی بوٹی ہیں سنا اکثر سے
بوتۂ چشم پہ ہے آنچ رخ انور سے

(محسن کاکوروی)

محسن کاکوروی کی یہ نعت نئے موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔ سطر بہ سطر یہ کلام نئے زاویے کھولتا دکھائی دیتا ہے۔ یہ سارا کلام وارداتِ قلبی کے سوا کچھ نہیں۔

سلام رضا سے چند اشعار:

؎ ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ
ظلۂ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
اشکباریٔ مژگاں پہ برسے درود
سلکِ درِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام
معنی قدرای، مقصدِ ماطغیٰ
نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے
ان عِذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام(62)
گردشِ دوراں ہے ان کی جنبشِ ابرو کا نام
ان کے جلوؤں سے منور ہے جہانِ رنگ و بو

(راجہ رشید محمود)

مقصود احمد تبسم نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چشمانِ مقدس، ابروئے مبارک، پلکوں اور پتلیوں پر متعدد اشعار کہے ہیں جن میں پہلے ابروئے مبارک سے متعلق ہیں پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پلکوں پر اور پھر چشمانِ مقدس پھر آنکھوں کی پتلیوں کے حوالے سے بلترتیب اشعار یہاں شامل کئے گئے ہیں۔

تھی وسط میں رگ وقتِ جلالت جو ابھرتی
وہ آب تھی تلوار ہیں ابروئے مبارک
سرکار کی آنکھوں پہ سجے حسن کے خیمے
کیا زینتِ ابصار ہیں ابروئے مبارک
نزدیک سے لگتے ہیں الگ دور سے پیوست

62۔حدائق بخشش،ص301۔300

جس قرب کا اظہار ہیں ابروئے مبارک

چشمانِ مبارک کی قرابت کے طلبگار

اس واسطے خمدار ہیں ابروئے مبارک

(مقصود احمد تبسم)

ادعج العینین ہیں اور اھدب اشفار ہیں

اشکل العینین پر مژگان سایہ دار ہیں

اشک مژگانِ نبی پر شب نے دیکھے ہیں ضرور

اس لئے شبنم کے آنسو رونقِ گلزار ہیں

چھومتی، ملتی، بچھڑتی، بھیگتی گوہر بکف

آپ کی پلکیں جھپکنے میں بڑے اسرار ہیں

ان حسیں آنکھوں پہ پلکوں کا یہی مقصود ہے

حسن کی تفسیر ہیں اور حاشیہ بردار ہیں

(مقصود احمد تبسم)

لوح و قلم سے ہمکنار آنکھیں مرے حضور کی

پردہ نشیں کی راز دار آنکھیں مرے حضور کی

چشمِ کلیم دیکھتی تیرہ شبی میں تیس میل

توڑیں حدود کے حصار آنکھیں مرے حضور کی

تحت سرہ کی ہے خبر عرشِ اولیٰ پہ ہے نظر

سدرہ سے دیکھتی ہیں پار آنکھیں مرے حضور کی

فرض نمازوں میں بے نوبار کی کی آڑ میں
تکتے کلیم بار بار آنکھیں مرے حضور کی
دیکھا نہ تھا جو طور پر اس کی جھلک بھی ان میں تھی
جلوہ گہہِ جمالِ یار آنکھیں مرے حضور کی

(مقصود احمد تبسم)

اکحل العینین لکھتے ہیں امامِ ترمذی
آپ کی آنکھوں کی نسبت سرمگیں تحریر ہے
بد نگاہی دور کر دے اے الہ اللعالمیں
ان حسیں آنکھوں میں کالی پتلیوں کا واسطہ

(مقصود احمد تبسم)

ابروئے مبارک، مژگاں شریف، چشمانِ مقدس اور پھر سیاہ پتلیوں کو نظم کرنا مقصود احمد تبسم کا ہی خاصا ہے جو ہمیں اب تک کسی دوسرے شاعر کے ہاں نہیں ملا۔ دیگر نعت گو شعراء کے ہاں ابروئے مبارک اور چشمانِ مقدس پر ہی اشعار ملتے ہیں۔

پرنور حسیں آپ کا ابروئے مبارک
سجدے میں جبیں آپ کا ابروئے مبارک
بوبکر و عمر حضرت عثمان و علی کیا
ہے سب سے حسیں آپ کا ابروئے مبارک
حسنین کریمین ہوں یا فاطمہ زہرا
چومے ہیں جبیں آپ کا ابروئے مبارک

پایا ہی نہیں گھوم کر دیکھا جو جہاں میں
جبریل امیں آپ کا ابروئے مبارک
خط کعب وقوسین حسیں چاند سے بڑھ کر
صورت ہے حسیں آپ کا ابروئے مبارک
ہیں والضحیٰ رخ آپ کا اے شاہ پیمبر
ہو خوب زریں آپ کا ابروئے مبارک
واللیل زلف عنبریں مہکائے فضا کو
آقا وہ حسیں آپ کا ابروئے مبارک
صدقہ ہو عطا ہر گھڑی کہتا ہے یہ امجد
ہیں نور مبیں آپ کا ابروئے مبارک

(غلام مصطفیٰ امجد)

غلام مصطفیٰ امجد کے اس کلام میں ابلاغ کی واضح طور پر کمی ہے جبکہ کچھ اشعار دولخت ہیں۔ جیسے کہ مطلع کے مصرع ثانی میں " سجدے میں جبیں آپ کا ابروئے مبارک" ابلاغ سے خالی ہے۔ یعنی شاعر جو بات کہنا چاہ رہا ہے وہ سامنے نہیں آرہی۔ تیسرا شعر دولخت ہے جبکہ چوتھے شعر میں ہے

" پایا ہی نہیں گھوم کر دیکھا ہے جہاں میں
جبریل امیں آپ کا ابروئے مبارک"

یہ شعر بھی ابلاغ سے خالی ہے۔ اسی طرح پانچواں شعر

" واللیل زلف عنبریں مہکائے فضا جو

آ قاوہ حسیں آپ کا ابروئے مبارک"

یہ بھی دولخت ہونے کے ساتھ ابلاغ نہیں کر رہا۔ مجموعی طور پر غلام مصطفیٰ امجد کا یہ کلام ابلاغ سے خالی ہے جبکہ یہی کلام بہتر انداز سے کہا جا سکتا تھا۔

جلوۂ عارض نبی رشکِ جمال یوسفی

سینہ بہ سینہ، سر بہ سر، چہرہ بہ چہرہ ہو بہ ہو

زلفِ دراز مصطفیٰ، گیسوئے لیل حق نما

طرہ بہ طرہ، خم بہ خم، حلقہ بہ حلقہ، مو بہ مو

بزمِ جہاں میں آج بھی یاد ہے ہر طرف تری

قصہ بہ قصہ، لب بہ لب، خطبہ بہ خطبہ، رو بہ رو

عالمِ شوق میں رئیس کس کی مجھے تلاش ہے؟

خطہ بہ خطہ، رو بہ رو، جادہ بہ جادہ، سو بہ سو

(رئیس امروہوی)

رئیس امروہوی کے اس کلام میں تکرارِ لفظی لطف پیدا کر رہی ہے اور ان کا الفاظ برتنے کا انداز کلام کو مزید نکھار رہا ہے۔

خطِ قوسین کی مانند خدا کے یار کے ابرو

خدائے لم یزل کے بے بدل شاہکار کے ابرو

مداوائے غمِ کونین ہے جن کی طرفداری

نجات از ہر مصیبت ہیں نبی غمخوار کے ابرو

رضائے حق تعالیٰ بھی ہے پنہاں ان کی جنبش میں

سند بخشش کی ٹھہرے ہیں شہِ ابرار کے ابرو
ادھر ارمان مولیٰ کی تمامی رحمتیں ہوں گی
اشارہ جس طرف دیں گے مرے سرکار کے ابرو

(ارمان طاہری)

ارمان طاہری کا یہ کلام کیفیات وواردات قلبی سے بھرپور ہے۔اور اس کی زیادہ خوبصورت بات یہ ہے کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کنایوں کو کیا کمال باندھا گیا ہے۔

وہ دندانِ مبارک مثلِ گوہر
وہ انکے عارضِ رنگیں گلِ تر
سرِ مژگاں سہ جیسے تیر و نشتر
وہ ابروئے خمیدہ مثلِ خنجر

(عبدالمجید نظر)

عبدالمجید نظر کے ان اشعار میں غزل کا رنگ چھلکتا ہے مگر یہ انداز ان کے اشعار کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہا ہے۔

اب یہاں مختلف شعراء کی فردیات پیش ہیں جن کا موضوع تو شمائل ہے مگر اسلوب سب کا مختلف اور دلنشین ہے۔ان شعراء نے کیا ہی لاجواب طریقے سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ابروئے مبارک پر اشعار کہے:

چشمانِ مبارک ہیں کہ روشن ہیں ستارے
ابرو ہیں کہ قوسین کے دلکش ہیں نظارے

(شائستہ کنول عالی)

جاوید، لئے نامۂ اعمال فرشتے
اک جنبش ابرو کی طرف دیکھ رہے ہیں

(جاوید صدیقی)

ان کے ابرو پہ فدا سارا جہاں
جیسے محرابوں کا پیارا سا سماں
ان کے ابروئے مبارک کی قسم
جن پہ قرباں ہوگئے کون و مکاں

(عزیزالدین خاکی)

ایسے ملے خدا سے اسریٰ کی رات وہ
جیسے ملے ہوئے ہیں ابرو حضور کے

(عابد علی)

سرکار میں میزاں پہ کھڑا سوچ رہا ہوں
ابرو کے اشارے سے مرا بخت سنواریں

(رضوان انجم)

اس ادائے معتبر کا ربط ہے قرآن سے
جنبشِ ابرو نہیں ہے کم کسی فرمان سے

(بلال ملک)

تری نگاہ سے پوشیدہ شے کوئی نہیں

ہے تیرے اذن کے تابع ہر اک غیاب و شہود

(شاکر القادری)

رخسارِ و ریش مبارک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر گوشت اور سرخی مائل تھے، نہ زیادہ ابھرے ہوئے اور نہ ہی اندر کی طرف بلکہ ان میں نہایت توازن تھا۔ رخسار مبارک سرخی مائل ہونے میں ایسے تھے گویا گلاب شرما جائیں۔ ان کی چمک ایسی کہ چاند دم بھرتا دکھائی دے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارِ اقدس نہایت نرم اور خوبصورتی کا مرقع تھے۔

اس ضمن میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ (م: ۱۳ھ) روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض الخلد (63)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک نہایت چمکدار تھے''۔

اسی طرح کی روایت محمد بن یوسف صالحی (م: ۹۶۲ھ) نے اپنی کتاب سبل الہدی و الرشد میں حضرت ابو ہریرہ ؓ (م: ۵۳ھ) سے روایت کیا:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض الخلدین (64)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار نہایت چمکدار تھے''۔

امام اسماعیل بن عمر ابن کثیر (م: ۷۷۴ھ) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار

63۔ صالحی، محمد بن یوسف، ابوعبداللہ، سبل الہدی والرشد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1414ھ، ج2، ص29

64۔ ایضاً، ج2، ص29

مبارک کے حوالے سے البدایہ والنھایہ میں حضرت ہند بن ابی ہالہ سے روایت نقل کی:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سھل الخلدین (65)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخسار مبارک ہموار تھے''۔

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک کی جتنی تعریف کی جائے اتنی کم ہے وہ روشن رخسار نہایت چمکدار اور سفید رنگت والے تھے۔ اس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک گھنی اور خوبصورت تھی اور ایسی بھری ہوئی تھی کہ پورے چہرہ مبارک کو ڈھانپ لیتی تھی اور نیچے گردن تک چلی جاتی تھی۔ ریش مبارک کے بالوں کا رنگ سیاہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر خوب جچتی تھی۔ جب رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک آخری حصے میں تھی تو کل سترہ یا بیس سفید بال ریش مبارک میں آ گئے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کے بارے میں دلائل النبوۃ، ج ۱، ص ۲۱۷ میں امام بیہقی (م: ۴۵۸ھ) حضرت ابوہریرہؓ (م: ۵۳ھ) سے روایت نقل کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسود اللحیۃ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سیاہ رنگ کی تھی''۔

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کے بارے میں ام معبدؓ نے روایت کیا جسے ابن عساکر (م: ۵۷۱ھ) نے السیرۃ النبویہ، ج ۳، ص ۱۸۴ میں نقل کیا:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیف اللحیۃ

65۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الشمائل المحمدیہ، ج 1، ص 36

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک گھنی تھی''۔

جیسا کہ بیان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں عمر کے آخری حصے میں چند سفید بال نمودار ہوئے تھے اس سلسلے میں امام بخاری (م:۲۵۶ھ) نے صحیح بخاری، کتاب المناقب کی حدیث ۳۳۵۴ میں حضرت انس بن مالکؓ (م: ۹۳ھ) سے روایت کیا:

ولیس فی رأسه ولحیة عشرون شعرة بیضاء

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک اور سر میں سفید بالوں کی تعداد بیس سے زائد نہ تھی''۔

جب جب سیرت نگاروں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سراپا کو رقم کیا تب تب نعت گو شعراء نے بھی انہی شمائل کو بصورت اشعار ڈھالا۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی (م:۱۹۲۱ء) نے اس ضمن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عارض کو بطور ردیف رکھ کر نہایت خوبصورت انداز میں شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صورتِ اشعار میں رقم کیا چنانچہ حدائق بخشش میں ہے:

نارِ دوزخ کو چمن کر دے بہارِ عارض
ظلمتِ حشر کو دن کر دے نہارِ عارض

میں تو کیا چیز ہوں خود صاحبِ قرآں کو شہا
لاکھ مصحف سے پسند آئی بہارِ عارض

طور کیا عرش جلے دیکھ کے وہ جلوۂ گرم
آپ عارض ہو مگر آئینہ دارِ عارض

جلوہ فرمائیں، رخِ دل کی سیاہی مٹ جائے

صبح ہو جائے الٰہی شبِ تارِ عارض

گرچہ قرآں ہے نہ قرآں کی برابر لیکن

کچھ تو ہے جس پہ ہے وہ مدح نگارِ عارض(66)

عکس افگن ہے ہلال لبِ شہ جیب نہیں

مہرِ عارض کی شعاعیں ہیں نہ تارِ دامن(67)

جس سے تاریک دل جگمگانے لگیں

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر

بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(احمد رضا خان، حدائق بخشش)

ریشِ خوش معتدل مرہم ریشِ دل

ہالہء ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام

خط کی گردن دہن وہ دل آرا پھبن

سبزۂ مہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(احمد رضا خان، حدائق بخشش)

وصفِ رخسار ادا کرنے کا مجھ پر حق ہے

66۔حدائق بخشش،ص71

67۔حدائق بخشش،ص89

رنگ رخسار سحر سامنے جس کے فق ہے
مطلع صبح بیاضی ہے کہ نورانی ہے
حسن مطلع پہ مگر فرد ہے لاثانی ہے
روبرو آئے جو آئینہ تو اُک سکتا ہو
شمع کے بھی دھویں اوڑ جائیں جو کچھ دعویٰ ہو
شامت آجائے خورشید کو یہ سودا ہو
صبح ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو
حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئیں
چرخ پر سورۂ یوسف کو ملک لیجائیں
روبرو جلوۂ خورشید کا سایہ کیا ہے
سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہے
عاقلو غور سے دیکھو کہ یہ نقطہ کیا ہے
اُمّی ہونے میں بھلا آپ کے شبہ کیا ہے
کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ رہی
نور رخسار سے حرفوں میں سیاہی نہ رہی

(محسن کاکوروی)

ریش مرسل کو نبوت کا رسالہ کہیئے
کشش خط شکست دل اعدا کہیئے
سر فرمان خدا کا خطِ طغرا کہیئے

کلکِ تقدیر کا یا خط شفیعا کہیئے

اسکی رو داری سے اللہ نے بخشا ہم کو

ہے شفاعت کی سند خطِ شفیعا ہم کو

(محسن کاکوروی)

تو نے چھوے تو ہوں گے یقینا کچھ ہمیں بھی بتا اے حلیمہ

کتنے نازک تھے کتنے مطہر میرے آقا کے رخسارِ انور

مصحفِ رخ جنہوں نے پڑھا ہے قبر میں بھی وہ پہچان لیں گے

کام آئیں گے جن کو ہیں از بر میرے آقا کے رخسارِ انور

میں رخسارِ انور کا شاعر مجھ کو مقصود اتنا یقیں ہے

جگمگا دیں گے میرا مقدر میرے آقا کے رخسارِ انور

(مقصود احمد تبسم)

انوار کے جزدان میں ہے مصحفی چہرہ

مصحف کیلئے رحل بنی ریش مبارک

امت کی شفاعت کا سبب ہوگی یقیناً

محبوب کی اشکوں سے بھری ریش مبارک

اے کاش حضور آ کے مجھے خواب میں کہہ دیں

مقصود مبارک ہو لکھی ریش مبارک

(مقصود احمد تبسم)

اللہ نے لقب جنہیں والشّمس کا دیا

ان عارضوں کا نور فروزاں سحر میں ہے

(نور جہاں)

لب ودہن وزبان ودندانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

لاریب ولامثیل ہے ایسی؟ کہاں کی بات

جیسے مرے نبی کے منور دہاں کی بات (68)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک سرخی مائل تھے اور گفتگو نہایت فصیح وبلیغ فرماتے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لبِ اقدس نزاکت ودلکشی میں اپنی مثال آپ تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو ایسے معلوم ہوتا کہ ان لب ہائے ناز سے پھول جھڑ رہے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس لب کی نزاکت وشگفتگی کے حوالے سے ایک حدیث میں وارد ہوا جسے سبل الہدیٰ والرشد میں محمد بن یوسف صالحی (م: ۹۶۲ھ) نے نقل کیا:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن عباد اللہ شفتین والطفھم ختم فم (69)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب اقدس اللہ کے تمام بندوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے اور بوقت سکوت نہایت ہی شگفتہ ولطیف محسوس ہوتے''۔

68۔ اوج، مرزا حفیظ، ذکرِ منیر، ص 67

69۔ صالحی، محمد بن یوسف، سبل الہدیٰ والرشد، ج 2، ص 29

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کلام ٹھہر ٹھہر کر فرماتے جو بڑا واضح ہوتا جس میں کوئی ابہام یا الجھاؤ نہ ہوتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہایت نپا تلا ہوتا کہ اگر کوئی شخص الفاظ گننا چاہے تو آسانی سے گن سکے۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث پیش ہے جسے حضرت عائشہ صدیقہؓ (م:۵۸ھ) نے روایت کیا:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحدث حدیثا، لو عدہ العاد لا حصاہ(70)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے کہ اگر کوئی شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا"۔

ایک اور روایت جسے ابوداؤد نے سنن ابی داؤد میں حضرت جابر کے حوالے سے نقل کیا:

کان فی کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترتیل او ترتیل (71)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو میں ایک نظم اور ٹھہراؤ ہوتا"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو فصاحت و بلاغت سے مرصع ہوتی اور ایسا کلام فرماتے کہ ہر شخص کی سمجھ میں آجاتا چاہے وہ پڑھا لکھا ہو یا کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتا

70۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، حدیث 3374

71۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، حدیث 4838

ہواس سلسلے میں ام معبد سے روایت ہے کہ:

(کلامہ) فصل لا نزر و لا حذر (72)

''گفتگو نہایت فصیح و بلیغ ہوتی اس میں کمی بیشی نہ ہوتی''۔

قرآن کریم کی سورۃ النجم کی آیت نمبر ۴۔۳ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (73)

''اور اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے سوائے اس کے جو ان کو وحی کی جاتی ہے''۔

مندرجہ بالا قرآنی آیت کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ اس آیت کی روشنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر احادیث دراصل وحیء خدا ہیں۔ بعض مفسرین و محدثین نے اس ضمن میں حدیث کو وحی خفی یا وحی غیر متلو قرار دیا یہاں تک کہ غصہ کی حالت میں بھی کبھی زبان اقدس سے کلمہء حق کے سوا کچھ نہیں نکلا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص (م: ٦٣ھ) کی عادت تھی کہ وہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے فوراً تحریر کر لیتے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خود ایسا کرنے کو کہا تھا۔ چنانچہ سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ:

اکتب، فو الذی نفسی بیدہ، مایخرج منہ الا حق (74)

''لکھو! اس ذات کی قسم جس کے قبضہء قدرت میں میری جان

72۔ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، شمائل الرسول، دارالمعرفہ بیروت (س۔ن) ص46

73۔القرآن الکریم، النجم:4۔3

74۔ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، حدیث 3246

ہے اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا''۔

سو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر بات میں ان کی خواہش نفسی کا قطعاً کوئی دخل نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک بھی موزوں اور اعتدال کے ساتھ تھا اور یہی دہن مقدس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ پر انوار کے حسن و جمال کو چار چاند لگا دیتا تھا اور ایسا اس لئے تھا کہ قرآن کریم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کو وحی کہا گیا۔

بہر حال دہنِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضلیع الفم (75)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک فراخ تھا''۔

اسی طرح اگر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان کی بات کی جائے تو وہ حق و صداقت کا آئینہ دار تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک فضول و لایعنی باتوں سے پاک تھی جس میں خطا و غلطی کا سرے سے امکان ہی نہیں تھا۔

اسی حوالے سے سیدنا علی المرتضیٰؓ (م: ۴۰ھ) روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخزن لسانہ الا فیما یعنیہ (76)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان اقدس کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے''۔

75۔ جامع ترمذی، حدیث 3647

76۔ الشمائل المحمدیہ، ج 1، ص 277

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک خوبصورتی اور حسن و جمال کا مرقع تھے۔ سامنے کے دندانِ مبارک کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے تو دندانِ مبارک سے نور کی شعاعیں نکلتی نظر آتیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبسم فرماتے تو اولوں کے دانوں کی طرح چمکدار لگتے۔

امام عبدالرحمن دارمی (م:۲۵۵ھ) سنن دارمی، باب فی حسن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۵۸ میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ (م:۶۸ھ) سے نقل کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم افلج الثنیتین، اذا
تکلم رئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دانتوں کے درمیان
میں موزوں فاصلہ تھا جب گفتگو فرماتے تو ان ریخوں سے نور کی
شعاعیں پھوٹتی دکھائی دیتیں''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین، ان کا نطق نطق الٰہی تھا جس میں اپنی خواہش کا عمل دخل نہیں تھا اور اس کا ثبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں شائستگی، مزاح اور دلگی کا نظر آتا ہے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی شمائل کو متعدد شعراء نے لکھا، اس ضمن میں چند اشعار ملاحظہ فرمائیے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (م:۱۹۲۱ء) لکھتے ہیں:

دندان و لب زلف و رخِ شہ کے فدائی
ہیں درِ عدن، لعلِ یمن، مشکِ ختن پھول (77)

77۔ حدائق بخشش، ص78

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
جس کے پانی سے شاداب جان وجناں
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے
اس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام (78)

میں نثار ترے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس کا سخن نہیں وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں
ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں (79)

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی پیاری فصاحت پہ بیحد درود
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام
اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود

78۔حدائق بخشش،ص302

79۔ایضاً،ص108۔107

اس کی خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام (80)

دل بستہ وخوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول (81)

کیوں جناب بوہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

(احمد رضا خان، حدائق بخشش)

سیدی اعلیٰ حضرت کے مندرجہ بالا اشعار زیادہ تر احادیث صحیحہ سے ماخوذ ہیں جو بات کرنے کا سلیقہ سکھاتے ہیں اور بعد میں آنے والوں کے مشعلِ راہ ہیں۔

رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لعابِ دہن کے حوالے سے اعلیٰ حضرت کا شعر پیچھے گزرا اور یہاں مقصود احمد تبسم کا ایک پورا کلام نقل کیا جارہا ہے جس میں شاعر نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لعابِ پاک کے فضائل ومناقب بصورتِ اشعار بیان کیے جبکہ ان تمام اشعار کا استدلال احادیث مبارکہ سے کیا گیا ہے۔

ہر اک مرض کی دوا آپ کا لعابِ دہن
ہر معجزۂ شفا آپ کا لعابِ دہن

حدیبیہ کا جو سوکھا کنواں تھا بھرنے لگا
جب اس میں ڈالا گیا آپ کا لعابِ دہن

80۔ حدائق بخشش، ص302

81۔ ایضاً، ص78

تمہارے پاس ہے طریاقِ یارِ غارِ حضور
ڈسے ہوئے کی دوا آپ کا لعابِ دہن
تمام فوج نے جابر کے گھر سے پیٹ بھرا
طعام میں تھا ملا آپ کا لعابِ دہن

(مقصود احمد تبسم)

بہزاد لکھنوی (م: ۱۹۷۴ء) لکھتے ہیں:

تھی عرب کے ہر قبیلے کی زباں وردِ زباں
ہر زباں میں آپ کا مشہور تھا حسنِ بیاں
ہر زباں میں تھی فصاحت لائق صد آفریں
ساتھ میں حسنِ بلاغت جس کی کوئی حد نہیں (82)
اک تبسم سے کلیدِ درِ جنت ہے یہاں
ہوئے غفار کے دندانہء تشدید عیاں
نامہء بخشش امت ہے جو حضرت کی زباں
لفظ اللہ سرنامہ ہے سلک دنداں
نامہ ملفوف لبوں میں ہے بطرزِ دلخواہ
ہے لفافہ پر خط پشت لب ان شاء اللہ
اے سخندان کیے اسرار دہن کس نے بیاں
مِل گیا خاک میں جو چشمہء آبِ حیواں

82۔ بہزاد لکھنوی، بیانِ حضور، ساقی بک ڈپو، دہلی (س۔ن) ص80

پہنچے ہیں حقہ گوہر کے جگر تک دنداں
درج یاقوت میں ہے آتش حسرت کا دھواں
رنگ غنچہ کا اُڑا گل کی تعلّی چھوٹی
منہ پہ پستہ کے ہوائی پہ ہوائی چھوٹی
کوئی کہتا ہے کہ اس کو شکرستاں کہیئے
اور سلیماں نے کہا خاتم یزداں کہیئے
ہر جگہ مشتہر اس کا لقب تازہ کیا
حق تعالیٰ نے اسے صاحب آوازہ کیا
غنچے نے پیش کئے گرچہ ہزاروں مضمون
گفتگو اس میں ہے بولی مری طبع موزوں
میں شگاف قلمِ صنع اسے کیوں نہ کہوں
جس سے ظاہر ہوا سرِ خفی کن فیکون
شعرا نے اسے کیا جانئے کیا کیا سمجھا
اسم اعظم کا مگر ہم نے معما سمجھا

(محسن کاکوروی)

محسن کاکوروی کا یہ کلام بیانِ عجز کی اعلیٰ مثال ہے۔ یہاں انہوں نے اپنی بے چارگی کو سامنے رکھا اور کوشش کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لب ورخسار و دہن کی بات بڑے سلیقے اور ادب سے کی جائے۔ ان کے سارے کلام میں رچاؤ اور تنوع کے جام چھلکتے ہیں۔

حافظ مظہر الدین مظہر اور مقصود احمد تبسم سمیت دیگر شعراء نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لب ورخسار ودہن مبارک کو جس خوبصورتی اور احتیاط کے ساتھ برتا وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ خصوصاً مقصود احمد تبسم نے لب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، دہن مبارک، زبان اقدس اور دندانِ مبارک پر الگ الگ کلام کہے جو سارے ترتیب سے یہاں درج ہیں۔

اعجاز ہی اعجاز ہیں تیرے لب گفتار
حکمت کا خزینہ تری شریں سخنی ہے

(حافظ مظہر الدین مظہر)

ظہورِ فخرِ مشیت لبِ رسولِ کریم
حسیں کرشمۂ قدرت لبِ رسولِ کریم
زبان ذاکرِ حسنِ تلاوتِ توحید
ہیں رحلِ مصحفِ مدحت لبِ رسولِ کریم
جمالِ لعلِ بدخشاں میں اپنے رنگ کہاں
جہانِ قاسمِ رنگت لبِ رسولِ کریم
لبوں سے چھو کے دعا مستجاب ہو جاتی
ہیں استعارۂ قدرت لبِ رسولِ کریم
عمر نے چوما تھا یہ کہ کے سنگِ اسود کو
بڑھا گئے تری عظمت لبِ رسولِ کریم

(مقصود احمد تبسم)

شرحِ سخا کا مظہر انکا دہن مبارک
فیضان کا سمندر انکا دہن مبارک

کھاری کنووں کو شریں کرتا لعابِ اقدس
بابِ زلالِ کوثر انکا دہن مبارک

بطنِ صدف میں دُرّ مکنون ایک ہوگا
بتیس جس میں گوہر انکا دہن مبارک

انوار پھوٹتے ہیں جب محوِ گفتگو ہوں
نورِ ازل کا مظہر انکا دہن مبارک

ایسا خطیبِ اشدق دنیا میں ہے نہ ہوگا
حسنِ بیاں کا سرور انکا دہن مبارک

مقصود جن کے آگے چپ ہوں سبھی مفکر
لکھے گا کیا سخن ور انکا دہن مبارک

(مقصود احمد تبسم)

حسنِ سرچشمۂ آیات کا ہوتا تھا ظہور
جب بھی ہوتی تھی گوہر بار زبانِ اقدس

کیوں نہ قرآں کی آیات ہوں خود پر نازاں
جب تلاوت میں گلبار زبانِ اقدس

کیوں نہ دشنام طرازوں کو دعائیں دیتی
پرتوئے رحمتِ غفار زبانِ اقدس

جس سے نکلا ہوا ہر قول ہے کن کا مقصود
میں نے لکھی ہے وہ شہکار زبانِ اقدس

(مقصود احمد تبسم)

اک مطلعِ انوار ہیں دندانِ مبارک
رعنائی کا شہکار ہیں دندانِ مبارک
دیواریں چمک اٹھتی ہیں تابانی سے ان کی
اس درجہ چمکدار ہیں دندانِ مبارک
وہ محوِ تکلم ہوں کہ ہوں محوِ تبسم
ہر آن گوہر بار ہیں دندانِ مبارک
مقصود ہوئی خواب میں اشعار کی آمد
اب مقطعِ افکار ہیں دندانِ مبارک

(مقصود احمد تبسم)

مقصود احمد تبسم نے اپنے مندرجہ بالا اشعار میں سیرت وشمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے استفادہ کیا ہے اور واقعات کو تلمیحات کی صورت اشعار کے قالب میں ڈھالا ہے جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حجر اسود چومنا اور کہنا کہ اگر تجھے میرے نبی کے ہونٹ نہ لگے ہوتے تو میں تجھے کبھی نہ چومتا، لعابِ دہن سے کھاری کنویں کا شریں ہو جانا، محوِ گفتگو دندانِ مبارک سے نور افشاں ہونا اور برا بھلا کہنے والوں کو دعائیں دینا۔ یہ ساری باتیں کتب سیرت میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ مقصود احمد تبسم نے اس ضمن میں ایسے مضامین باندھے جو لطافت وشائستگی میں اپنی مثال آپ ہیں۔

دھیان میں آئے جو دندانِ مبارک کی چمک
آفتابِ عمر کی ایک اک کرن صدقے کروں

(لیاقت علی عاصم)

للہ اے محبوبِ ربِ ذو المنن یا سیدی
یا شاہِ دیں چشمِ کرم برحال من یا سیدی
الحمدُ ربِ گیسوئے تو مشکِ ختن یا سیدی
صلِ علیٰ دندان تو درِ عدن یا سیدی

(صابر سنبھلی)

مرہم زخمِ علالت ہے لعاب
دفعِ امراض وشر رآپ سے ہے

(شمائلہ صدف)

گوشِ اقدس

گوشِ شہ کہتے ہیں فریاد رسی کو ہم ہیں
وعدۂ چشم ہے بخشائیں گے گویا ہو کر (83)

حضرت علی المرتضیٰ (م: ۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ جب مجھے قاضی بنا کر یمن بھیجا گیا تو ایک یہودی عالم نے مجھے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرنے کے لیے کہا۔ جب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا مبارک بیان کر چکا تو اُس یہودی عالم نے کچھ مزید بیان کرنے کی استدعا کی۔ میں نے کہا کہ اس

83۔ حدائق بخشش، ص70

وقت مجھے یہی کچھ یاد ہے۔ اُس یہودی عالم نے کہا: اگر مجھے اجازت ہو تو مزید حلیہ مبارک میں بیان کروں۔ اُس کے بعد وہ یوں گویا ہوا:

فی عینیہ حمرۃ، حسن اللحیۃ، حسن الفم، تام الاذنین (84)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی، چشمانِ اقدس میں سرخ ڈورے ہیں، ریش مبارک نہایت خوبصورت، دہنِ اقدس حسین وجمیل اور دونوں کان مبارک (حسن میں) مکمل ہیں''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سماعت اور گوشِ اقدس خوبصورتی کی مثال اتم تھے۔ ان کے ہر ہر عضو کو اللہ نے ایک معجزہ بنایا تھا۔ عام انسانوں کے کان مخصوص فاصلے تک سننے کی استطاعت رکھتے ہیں، مگر جدید آلات کی مدد سے دُور کی باتیں بھی سنتے ہیں لیکن آقائے کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گوش مبارک کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت سماعت عطا فرمائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوتے، اوپر کسی آسمان کا دروازہ کھلتا تو خبر دیتے کہ فلاں آسمان کا دروازہ کھلا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گوشِ اقدس کی بے مثل سماعت پر حدیث مبارکہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

انی اری مالا ترون، و اسمع مالا تسمعون (85)

84۔ شمائل الرسول، ص 16

85۔ جامع ترمذی، باب الزہد، حدیث 2312

''میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ کچھ
سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے''۔

رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گوشِ اقدس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی سماعت عطا فرمائی تھی وہ دور و نزدیک سے سن لیتے، شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس باب میں چند شعراء نے ہی نعتیہ اشعار کہے ہیں جو سارے ہی حد درجہ خوبصورت اور جامع ہیں۔ یہاں وہی اشعار پیش کیے جائیں گے جن میں سب سے پہلے مولانا احمد رضا (م:۱۹۲۱ء) کے اشعار:

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو (86)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام (87)

گوش پر نور پہ یہ زلفِ شب آسا مستور
کہیں دھوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو کافور

سرِ فلک گوش قطب گرچہ یہ تشبیہ ہے تیز
چشم کا یہ ہے اشارہ کہ کرو اس سے گریز

(محسن کاکوروی)

یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گوشِ اقدس اور سماعت پر کئی شعراء نے لکھا

86۔ حدائق بخشش، ص119

87۔ ایضاً، ص300

ہے مگر وہ اشعار میسر نہیں ہو سکے جتنے مل سکے وہ یہاں تحریر کردیئے گئے۔ان میں سے ایک عباس عدیم قریشی کا کلام ہے جس میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گوشِ اقدس اور سماعت کے حوالے سے نعت کہی ہے اور احادیث شمائل سے بھی استفادہ کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

مقصودِ اطلاعِ غیابت پہ ہوں سلام
یعنی کہ گوشہ ہائے رسالت پہ ہوں سلام
در، آسمان کے کھلنے کی آواز جو سنیں
اُذنانِ مصطفیٰ کی سماعت پہ ہوں سلام
زلفوں کی شب میں نجم سے چمکا کئے ہیں جو
ان گوش ہائے شاہ کی طلعت پہ ہوں سلام
ہر امتی کا طیبہ میں سنتے ہیں جو سلام
ایسے سمیع شاہ کی عظمت پہ ہوں سلام
تکیہ ہے جس کے لطف پہ خلقت کو اے عدیم
اس دادرس جمالِ سماعت پہ ہوں سلام (88)

عباس عدیم قریشی نے اپنے اشعار میں اس حدیث کی طرف بھی اشارہ کیا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جو بھی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے چاہے وہ کہیں بھی ہو۔

88۔عباس عدیم قریشی کا غیر مطبوعہ نعتیہ کلام

(القول البدیع، ص 321)

چاند جھکتا ہے تو سجدے کی صدا سنتے ہیں
آپ کے کان اشارے کی صدا سنتے ہیں
بطنِ مادر میں ہیں جنبش میں ہے قدرت کا قلم
لوحِ محفوظ پہ لکھنے کی صدا سنتے ہیں
اپنی بے نطق دعاؤں کا مجھے غم کیوں ہو
میرے سرکار تو گونگے کی صدا سنتے ہیں
میرا ایمان ہے مقصود کہ آقا میرے
فکر کو شعر میں ڈھلنے کی صدا سنتے ہیں

(مقصود احمد تبسم)

مقصود احمد تبسم نے اپنے ان اشعار میں احادیث سے استدلال کیا ہے۔ جیسے پہلا اور دوسرا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

دست و بازوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عمرہ کی نیت سے صحابہ کرامؓ کے ہمراہ حدیبیہ کے مقام پر جب ببول کے درخت کے نیچے صحابہ کرام نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ حق پرست پر بیعت کی تو اس بیعت کو قرآن نے بیعت رضوان کہا اس ضمن میں قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ-یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ

اَیْدِیْھِمْ ۔فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ۔وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا(89)

''(اے رسول!) بلاشبہ جولوگ آپ سے (آپ کے ہاتھ پر) بیعت کرتے ہیں فی الحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، (گویا) اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے، پھر جو کوئی عہد توڑے تو عہد کے توڑنے کا نقصان اُسی کو ہوگا اور جو اللہ سے اپنا اقرار پورا کرے (جو مرتے دم تک قائم رہے) تو اللہ تعالیٰ عنقریب اُسے بڑا اجر دے''۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو اپنا ہاتھ کہا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی(90)

''اور جب آپ نے اُن کو سنگریزے مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ تعالیٰ نے مارے تھے''۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس انتہائی نرم وملائم تھے۔جن سے ہمہ وقت خوشبوئیں آتیں، مصافحہ کرنے والا ان کی ٹھنڈک محسوس کرتا اور انگشتِ مبارک قدرے لمبی تھیں اس حوالے سے روایت ہے:

اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخذت بیدہ فاذاھی الین من

89۔القرآن الکریم، الفتح:10

90۔القرآن الکریم، الانفال:17

الحریر و ابرد من الثلج (91)

''میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، پس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھام لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس ریشم سے زیادہ نرم وگداز اور برف سے زیادہ ٹھنڈے تھے''۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوئے مبارکہ کی کتب شمائل میں بہت فضیلت آئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارکہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ قرار دیا اور قرآن حکیم میں اس حوالے سے ایک مستقل آیت موجود ہے جو پہلے گزری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوئے اقدس خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے، طوالت کے اِعتبار سے اعتدال، کلائیوں پر بال مبارک تھے، بازو اور کلائیاں سفید اور چمکدار تھیں۔

اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہؓ (م:۵۳ھ) نے روایت کیا:

کان رسول اللہ ﷺ عظیم الساعدین (92)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو (اعتدال کے ساتھ) بڑے تھے''۔

امام بیہقی (م:۴۵۸ھ) نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوئے اقدس کی خوبصورتی اور رنگت کے حوالے سے بیان کیا:

91۔ طبرانی، سلمان بن احمد، معجم الکبیر، مطبعۃ الزہرا الحدیثیہ، عراق (س۔ن) ج7، ص272، حدیث 7110

92۔ البدایہ والنھایہ، ج6، ص19

وکان عبل العضدین و الذراعین، طویل الذندین (93)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مچھلیاں سفید اور چمکدار اور کلائیوں لمبی تھیں''۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

کان رسول اللہ ﷺ... اشعر الذراعین (94)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک کلائیوں پر بال موجود تھے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں اور بازوئے اقدس پر نعت گو شعراء نے متعدد اشعار لکھے اور حسن و جمال سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پہلو کو شاعری کے ذریعے پیرایہء اظہار بخشا اس ضمن میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (م: ۱۹۲۱ء) حدائق بخشش میں لکھتے ہیں:

ہر خطِ کف ہے یہاں اے دستِ بیضائے کلیم
موجزن دریائے نورِ بے مثالی ہاتھ میں
مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
سایہ افگن سر پہ ہو پرچم الٰہی جھوم کر
جب لوائے حمد لے امت کا والی ہاتھ میں
جس نے بیعت کی بہارِ حسن پر قرباں رہا

93۔ دلائل النبوۃ، ج 1، ص 305

94۔ الشمائل المحمدیہ، باب فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ص 2

ہیں لکیریں نقشِ تسخیرِ جمالی ہاتھ میں (95)
ہاتھ جس سمت اٹھ گیا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام
جس کو بارِ دو عالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام (96)

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوئے اقدس کے حوالے سے عباس عدیم قریشی لکھتے ہیں:

جن کے بجز حصار، کہیں پر اماں نہیں
محشر میں جن پہ بارِ شفاعت گراں نہیں
بازوئے مصطفی کہ توانِ نظامِ لطف
اللہ! دسترس کہ، رسائی کہاں نہیں
لمبی کلائیوں پہ حسیں بال حسن زا
وہ مچھلیوں کا حسن کہ تابِ بیاں نہیں
گر اٹھ رہیں تو عالمِ امکاں کو وجد ہو
بڑھنے لگیں تو خلد کے خوشے نہاں نہیں
وہ دستگیرِ عالمیں بازو ہیں آپ کے
جن کا یہ معجزہ ہے کرم کا کراں نہیں

95۔ حدائق بخشش، ص104

96۔ ایضاً، ص303

یہ حسنِ معجزہ ہے محمد کا بس عدیمؔ
بازو کی شان میں بھی مجالِ گماں نہیں (97)

عباس عدیم قریشی نے اس کلام میں احادیث مبارکہ سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ شعر نمبر 2، 3 اور 4 کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اور مقطع میں بیانِ عجز کرتے ہوئے لکھا کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بازوئے اقدس کی شان میں گماں کو بھی کیا مجال کی کچھ سوچ سکے سوائے اس کے کہ یہ معجزہ ہیں۔

؎ دو جہاں کی کنجیاں دستِ حضور میں
دونوں جہاں کے مالک ومختار آپ ہیں ؎ 1

ہے ہاتھ ترا دستِ خدا، اور ترا کام، اللہ کا ہوا کام
اور قول ہے مِن جُملۂ اَقوالِ الٰہی، اے آمر و ناہی!

(معظم سدا معظم مدنی)

کن فکاں سیراب کر دیں ان کی دریا انگلیاں
جب کرم پہ آئیں پیاسوں کو ہوں چشمہ انگلیاں
آج بھی سورج پھرے، دو نیم کر دیں چاند کو
مائل اعجاز ہوں کر دیں اشارہ انگلیاں

(ندیم رضا فارقؔ)

97۔ عباس عدیم قریشی کا غیر مطبوعہ نعتیہ کلام

؎ 1۔ مرزا حفیظ اوج، ذکر منیر، ص ۴۳

سینہ اقدس

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ اقدس فراخ (کشادہ)، ہموار اور آئینہ کی طرح سخت تھا۔ جسمِ اطہر کے دوسرے حصوں کی طرح متناسب اور متوازن تھا۔ سینۂ انور سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک خوشنما لکیر تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ انور پر بال نہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ انور قدرے ابھرا ہوا تھا، یہی وہ سینۂ انور تھا جسے بعض حکمتوں کے پیشِ نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ کے مختلف مرحلوں میں کئی بار چاک کر کے انوار و تجلیات کا خزینہ بنایا گیا اور اسے پاکیزگی اور لطافت و طہارت کا گہوارہ بنایا گیا۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ (98)

''کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کیا''۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ غلام رسول سعیدی (م:۲۰۱۶ء) تبیان القرآن میں لکھتے ہیں:

''اس آیت میں نشرح کا لفظ ہے اور نشرح کا مصدر شرح ہے جس کا معنی نرم کرنا، وسیع کرنا اور کھولنا ہے''۔(99)

سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک فراخی، کشادگی،

98۔ القرآن الکریم، الانشرح:1

99۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، 2007ء، ج12، ص841

وسعت اور حسن تناسب میں اپنی مثال آپ تھا اس ضمن میں امام بیہقی (م:۴۵۸ھ) روایت کرتے ہیں:

وکان عریض الصدر ممسوحه کانه المرا یا فی شدتها واستوائها، لایعدو بعض لحمه بعضاً، علی بیاض القمر لیلة البدر (100)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ اقدس فراخ اور کشادہ، آئینہ کی طرح سخت اور ہموار تھا، کوئی ایک حصہ بھی دوسرے سے بڑھا ہوا نہ تھا اور سفیدی اور آب وتاب میں چودھویں کے چاند کی طرح تھا''۔

دوسری حدیث میں انہی الفاظ کو بیان کیا گیا ہے اس ضمن میں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سینۂ اقدس کے فراخ اور کشادہ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم... عریض الصدر (101)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ انور فراخی (کشادگی) کا حامل تھا''۔

اس ضمن میں محسن کاکوروی، گلدستۂ محسن کاکوروی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا لکھتے ہیں جس میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کے حوالے سے خصوصی طور پر لکھا:

100۔ دلائل النبوۃ، ج1،ص304

101۔ معجم الکبیر، ج22،ص155، حدیث414

کون لکھے صفت سینۂ صاف سرور
دست بر سینہ ہیں حسرت سے یہاں جن و بشر
اور کہتے ہیں فرشتے یہی حیراں ہو کر
لوحِ محفوظ ہے یا عرشِ خدا پیشِ نظر
صدرِ ایوانِ رسالت کا عجب سینہ ہے
صورتِ علمِ لدنی کا یہ آئینہ ہے
صاف دبے موئے نبی کا بر سیمین شفاف
جیسے نقطوں سے حروف اک صدرک ہیں صاف
ہاں مگر سینہ سے ہے اک خط مشکیں تا ناف
جس کو کہتا ہے سخنور کشش مرکز قاف
صدر پر نور کے شق ہونے کی تمثال ہے یہ
عقل کہتی ہے وہ آئینہ ہے اور بال ہیں یہ
مخزنِ گوہر اسرار شب اسرا ہے
شرح صدر شہ عالی کا یہ اک نکتہ ہے
جو کہ لبریز لطافت ہے یہ وہ چشمہ ہے
جس میں مواج طائف ہیں یہ وہ دریا ہے
خط نہیں سینہ میں شاہنشہِ بحر و بر کے
عنبریں موج ہے یہ بحر میں گویا بر کے

(محسن کاکوروی)

محسن کاکوروی نے اپنی اس نعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سینۂ اقدس کے خصوصی فضائل کا تذکرہ نہایت احسن انداز سے کیا۔ ہر ہر شعر نہایت لطیف پیرائے اظہار پر مشتمل ہونے کے ساتھ بیان ہونے والی احادیث کا شعری ترجمہ ہے۔ اس کے علاوہ سینہ مبارک پر بال نہ ہونا، سینہ تا ناف بالوں کا ایک نفیس خط ہونا، صدر پُرنور کے شق کیے جانے کا بیان، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سینۂ مبارک مخزن اسرار خداوندی کا مرکز و محور اور مواجِ لطائف ہونا وغیرہم کے مضامین کلام میں مزید حسن پیدا کر رہے ہیں۔

نعت گو شعراء نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سینہ مبارک پر چیدہ چیدہ اشعار کہے ہیں مگر جو خاص اسی موضوع سے مناسبت رکھتے ہیں ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے بہر حال اس موضوع پر جتنے اشعار میسر ہوئے وہ یہ ہیں:

سینۂ مصطفیٰ، طاقِ شمعِ ہدیٰ
وہ فراخ و کشادہ، حسیں، نور زا
مثلِ آئینہ شفاف و ہموار تر
یعنی صدرِ رسالت کہ معجز نما
قلبِ اطہر کی جس میں امانت رکھی
نورِ وحدت کا یعنی امانت کدہ
شرحِ صدرِ منزہ کہ اعجازِ اُو
مہبطِ نورِ قرآن، اعزازِ اُو
جو بلندی میں ارفع ز کونین ہے

جو امینِ زرِ قابِ قوسین ہے

ایسے پر نور سینے پہ لاکھوں سلام

مہبطِ ہر سکینہ پہ لاکھوں سلام (102)

عباس عدیم قریشی نے بھی محسن کاکوروی کی طرح احادیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سینہ مبارک کی بابت فراغ، کشادہ، حسین، نورزا، مثلِ آئینہ شفاف، شرحِ صدر کے عنوانات کو نظم کیا۔ اس کے علاوہ ان کا یہ شعر زیادہ قابلِ غور ہے

"قلبِ اطہر کہ جس میں امانت رکھی

نورِ وحدت کا یعنی امانت کدہ"

اسی طرح ایک اور شعر ملاحظہ فرمائیں

"جو بلندی میں ارفع ز کونین ہے

جو امینِ زرِ قابِ قوسین ہے"

مجموعی طور پر عباس عدیم قریشی کا یہ سارا کلام دلنشین اور خوبصورتی سے مرصع ہے۔

سہیل اقبال نے لکھا:

شرح الم نشرح وہ سینہ، برقِ تجلی کا گنجینہ

جگمگ جگمگ، چم چم، چم چم صلی اللہ علیہ وسلم (103)

مقصود احمد تبسم بھی اسی مناسبت سے "الم نشرح صفت سینہ" کی ردیف استعمال کرتے

102۔ عباس عدیم قریشی کا غیر مطبوعہ کلام

103۔ سہیل اقبال، موجِ کوثر، ص 23

ہوئے واقعاتِ سیرت اور احادیث شمائل سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان کے اشعار ملاحظہ فرمائیے:

اگر اعزازِ کعبہ ہے الم نشرح صفت سینہ
تو آقا کا بھی سینہ ہے الم نشرح صفت سینہ
دیا نورِ نبوت کا ہے طاقِ جسمِ اقدس میں
اور اک نوری زجاجہ ہے الم نشرح صفت سینہ
اسی سینے میں وہ دل ہے جہاں قرآن اترا تھا
تلاوت کا وظیفہ ہے الم نشرح صفت سینہ
اُدھر مقصودِ موسیٰ تھا اِدھر یہ شان ہے ان کی
کہ مانگے بن ہی سینہ ہے الم نشرح صفت سینہ

(مقصود احمد تبسم)

قلبِ اطہر

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا [1]

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر کی بات کریں تو وہ علوم الٰہیہ کا مرکز تھا جس پر ہمہ اوقات انوار و تجلیات خداوندی کا نزول رہتا اور یہ وہی دل ہے جس پر قرآن نازل ہوا، اسے منبع رشد و ہدایت بنایا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قلب اطہر کو تمام تر آلودگیوں سے پاک و مبرا بنایا گیا۔

---

[1] ۔ حدائق بخشش، ص 244

قرآن کریم میں قلب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کئی مقامات پر ملتے ہیں بعض جگہوں پر تمثیلی انداز میں اس کا ذکر ہوا۔ قرآن کریم میں اللہ کا ارشاد ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ-مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ-اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ(104)

''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اُس کے نور کی مثال اُس طاق (نما سینۂ اقدس) جیسی ہے جس میں چراغ (نبوت روشن) ہے، (وہ) چراغ فانوس (قلب محمدی) میں رکھا ہے''۔

اس آیت کی تفسیر میں امام عمر بن خلیل خازن (م:۷۴۱ھ) نے تفسیر خازن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (م:۵۸ھ) سے ایک روایت نقل کی جس میں انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ (م:۳۹ھ) سے پوچھا کی اس آیت میں مثل نورہ کمشکوۃ سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ (م:۳۹ھ) نے جواب دیا:

هذا مثل ضربه الله لنبيه صلى الله عليه وآله وسلم، فالمشكوة صدره، والزجاجة قلبه، والمصباح فيه النبوة توقدمن شجر مباركةهي شجرةالنبوة(105)

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک مثال دی جس میں مشکوۃ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اقدس مراد ہے، زجاجۃ سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ اطہر

104۔ القرآن الکریم، النور:25

105۔ خازن، عمر بن خلیل، لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر خازن)، دارالمعرفہ، بیروت (س۔ن) ج5،ص56

ہے، جبکہ مصباح سے مراد وہ صفت نبوت ہے جو شجرۂ نبوت سے
روشن ہے''۔

اسی طرح قرآن کریم میں ''والنجم'' کے لفظ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے قاضی عیاض (م: ۵۴۴ھ) نے الشفاء میں لکھا: ''نجم سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب انور ہے''۔(106)

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ اطہر ایسا تھا کہ جس کی تمثیل اس دیناو مافیھا میں نہیں ملتی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک تمام تر علوم و معارف اور انوار وتجلیات کا خزینہ تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر کے حوالے سے عباس عدیم قریشی رقمطراز ہیں پڑھیئے اور لطف لیجئے اس کلام کا ہر ہر شعر نہایت خوبصورت اور باکمال ہے۔خصوصاً اس کی ردیف "قلبِ رسولِ ما" نہایت لاجواب ترکیب ہے جس سے سارے کلام میں ایک عجیب سا کیف وسرور چھلکتا ہے جو قاری کو اپنی آغوش میں لے کر ٹھنڈی ہوا کے جھونکے دیتا ہے۔

تلخیصِ کائنات ہے قلبِ رسولِ ما
اجمالِ حق صفات ہے قلبِ رسولِ ما
سرچشمہء حیات ہے قلبِ رسولِ ما
گنجِ فیوض ذات ہے قلبِ رسولِ ما
''مصباح فی زجاجہ'' کہ قرآں کہے جسے

106۔الشفاء، ج1،ص23

روشن ہمہ جہات ہے قلبِ رسولِ ما
جس پر نزولِ نور بلا واسطہ ہے وہ
طورِ تجلیات ہے قلبِ رسولِ ما
جس کو رضاؔ بھی غنچہء وحدت ہیں کہہ کہ چپ
وہ سرِّ کائنات ہے قلبِ رسولِ ما
المختصر عدیمؔ سمجھ اتنا آ سکا
خالق کا التفات ہے قلبِ رسولِ ما

سہیلؔ اقبال کے نعتیہ کلام میں جو کلام سب سے زیادہ مشہور ہوا یہ اشعار اسی کلام سے ہیں جن میں سہیلؔ اقبال نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قلبِ اطہر کو اپنا موضوع بنایا۔ ساتھ ہی ان تراکیب کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے جو ان کی مہارت تامہ اور گرفت پر دال ہے مثلاً مقصدِ امکاں، مہبطِ قرآں، منبعِ احساں، مرجع دوراں، کنز دقائق، حصنِ حقائق، جان حدائق، روحِ خلائق۔ اس موضوع پر سہیلؔ اقبال کے تین ہی اشعار ہیں مگر یہ تینوں اشعار علم و معانی کے سمندر ہیں۔

؎ مقصد امکاں، مہبطِ قرآں، منبع احساں، مرجع دوراں
روح کے درمیان قلب کے مرہم صلی اللہ علیہ وسلم
باطن و ظاہر، طیب و طاہر، خیر و فاخر کوکبِ باہر
جانِ مظاہر مرکز عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کنز دقائق، حصنِ حقائق، جان حدائق، روح خلائق
سب پر فائق سب پر اقدم صلی اللہ علیہ وسلم

(سہیل اقبال)

"بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا" سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مصرع متعدد نعت گو شعرا نے بطور طرح استعمال کرتے ہوئے اس پر بے شمار نعوت کہیں۔ اعلیٰ حضرت کا قصیدہ نور بلا شبہ اپنی مثال آپ ہے مگر جن جن شعراء نے اسی زمین میں نعتیں کہیں وہ بھی کمال ہیں۔ سید شاکر القادری نے دیگر نعت گو شعراء کی طرح اس مصرع پر نعت کہی جس سے تین اشعار پیش ہیں:

نور دل ہے، نور سینہ، نور پیکر، نور جاں
نور کا سورہ ہے گویا استعارہ نور کا

جو حجاباتِ خداوندی میں چمکا مدتوں
جالیوں سے دیکھ آیا ہوں وہ تارا نور کا

انشراحِ قلب و سینہ کا بیاں قرآن میں
نور کے دریا میں گویا ہے یہ دھارا نور کا

(شاکر القادری)

اسی طرح نبیِ رحمت شفیع امت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قلبِ اطہر کے حوالے سے مقصود احمد تبسم نے لکھا:

نور سے معمور آقا قلبِ انور آپ کا
واقفِ اسرارِ مولیٰ قلبِ انور آپ کا

کب پہاڑوں میں سکت تھی سہہ سکیں بارِ نزول
مہبطِ قرآن تنہا قلبِ انور آپ کا

شرحِ مشکوۃ وزجاجہ جسمِ اقدس صدرِ پاک
نور کی مصباح آقا قلبِ انور آپ کا
اس لئے بھی آبِ زم زم کی فضیلت بڑھ گئی
آبِ زم زم سے دُھلا تھا قلبِ انور آپ کا

(مقصود احمد تبسم)

شکم اطہر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم اطہر پر بال نہ تھے۔ ہاں بالوں کی ایک لکیر تھی جو سینہ مبارک سے شروع ہو کر ناف مبارک پر ختم ہو جاتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک بطن سینہ پر انوار کے برابر تھا، نہایت خوبصورت، رنگت میں سفید، حسین اور چمکدار تھا ام معبد کی حلیہ مبارک کے حوالے سے طویل حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک کے بارے میں انہوں نے کہا ان کا پیٹ عیب سے پاک تھا۔ اسی ضمن میں حضرت ہند بن ابی ہالہؓ روایت کرتے ہیں کہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم سواء البطن والصدر و (107)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مبارک اور سینہ مبارک برابر تھے''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور ہفتوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چھولہا نہیں جلتا تھا غزوۂ خندق کے موقع پر بھوک کی شدت کی وجہ

107۔ الشمائل المحمدیہ، ج 1، ص 46، حدیث 8

سے اسی شکم اطہر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھر باندھے تھے۔ الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا کہ یا اللہ مجھے ایک دن کھلا اور ان ایک بھوکا رکھ...... الخ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بطن مبارک نہ تو بہت بڑھا ہوا تھا اور نہ بالکل اندر کی طرف تھا بلکہ اعتدال میں تھا جس کی مثال سابقہ حدیث میں گذری۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم اطہر کے حوالے سے ایک دوسری روایت میں ملتا ہے جسے حضرت ام ہلالؓ نے روایت کیا:

ما رایت بطن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط الا
ذکرت القراطیس المثنیة بعضها علی بعض (108)

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن اقدس کو ہمیشہ اسی حالت میں دیکھا کہ وہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کاغذ تہہ درتہہ رکھے ہوں''۔

اسی طرح کی ایک اور روایت حضرت ام ہانیؓ سے مروی ہے جسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م:۱۶۴۲ء) نے مدارج النبوۃ میں نقل کیا۔ شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سراپائے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس عضوء مبارک کو نعت گو شعراء نے نہایت دلکش انداز میں باندھا ہے اور کوشش کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شکم اطہر کے دیگر فضائل کے ساتھ ان کا فقر و غنا بھی بیان کیا جائے اس ضمن میں امام احمد رضا بریلوی (م:۱۹۲۱ء) اور دیگر شعراء نے لکھا:

108۔ المعجم الکبیر، ج24، ص413، حدیث1006

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا

اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام (109)

کبھی جو کی موٹی روٹی تو کبھی کھجور پانی

تیرا ایسا سادہ کھانا مدنی مدینے والے

(مولانا الیاس عطار قادری)

شاہِ عرب کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے

دیکھے تو کوئی طرزِ معشیت حضور کی

اپنے اصحاب سمیت آپ نے فاقے کاٹے

زیست میں آپ کی ایسے بہت آئے شب و روز

(انور شعور)

ان کے اصحاب نے اپنایا مشقت کو اگر

بادشاہِ دو جہاں نے بھی اٹھائے پتھر

پیٹ پر بھوک سے پتھر تھا بندھا سب کے مگر

دو شہِ دیں کے شکم پر نظر آئے پتھر

(راجہ رشید محمود)

تنگدستی، مفلسی اور بھوک سے دیدے نجات

شکمِ اطہر پر بندھے ان پتھروں کا واسطہ

دے ہمیں رزقِ حلال اور ڈال اس میں برکتیں

109۔ حدائق بخشش، ص 304

طیبہ کی عجوہ کھجور اور ستوؤں کا واسطہ

(مقصود احمد تبسم)

دراصل یہ تمام اشعار آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فقر وغنا پر مشتمل ہیں جنہیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عاداتِ مبارکہ کے باب سے جوڑا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شکمِ اطہر کی خصوصیات پر کسی شاعر کے ہاں کلام نہیں ملتا سوائے ایسے کلام کے جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بھوک، قناعت، جو کی روٹی کا غذائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہونا، غزوہ خندق کے موقع پر شکمِ اطہر پر دو پتھروں کا باندھنا وغیرہ۔ مندرجہ بالا اشعار بھی اسی موضوع سے مناسبت رکھتے ہیں اور ان سب اشعار کو سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ماخوذ کیا گیا ہے۔

پشت مبارک

نبیء رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پشت مبارک کشادہ جبکہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ریڑھ کی ہڈی مبارک لمبی تھی اور دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کمر مبارک چاندی کی طرح روشن اور چمکدار تھی۔

حضرت محرش بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں جسے امام احمد بن حنبل نے المسند میں نقل کیا:

فنظرت الی ظهره كانها سبيكة فضة(110)

110۔ احمد بن حنبل، امام، المسند، دارالکتب العلمیہ بیروت (س۔ن)، ج5، ص380، حدیث 23273

''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کمر مبارک کو چاندی کی طرح روشن پایا''۔

اسی طرح امام زرقانی (م:۱۱۲۲ھ) نے حضرت عائشہؓ (م:۵۸ھ) سے روایت کیا جس میں انہوں نے فرمایا:

وکان واسع الظهر (111)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پشت مبارک کشادہ تھی''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمام نبیوں کا سردار اور امام پیدا فرمایا اور تمام انسانوں کا مونس وغمخوار بنایا۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہی افضل البشر، خیر البشر کے القابات عطا فرمائے۔ ان کے اوصاف حمیدہ ایسے تھے کہ کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو اس بات کی تصدیق وتائید کرتی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں۔ یہ مہر نبوت دونوں کندھوں کے درمیان ذرا بائیں جانب تھی۔

امام مسلم (م:۲۶۱ھ) نے صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن سرجیسؓ (م:۷۱ھ) سے روایت کیا:

فنظرت الى خاتم النبوة بين كتفيه عند ناغض كتفه اليسرىٰ(112)

111۔ شرح المواھب للدنیہ، ج2، ص324

112۔ مسلم بن حجاج قشیری، امام، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1414ھ، حدیث2346

''میں نے مہر نبوت کو دونوں کندھوں کے درمیان بائیں طرف
کی ہڈی کے قریب دیکھا''۔

امام ترمذی (م:۲۷۹ھ) نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

کان خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم یعنی الذی
بین کتفیہ غدہ حمراء مثل بیضۃ الحمامۃ(113)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان
مہر نبوت تھی جو کبوتر کے انڈے کی مقدار سرخ اور ابھرا ہوا
گوشت کا ٹکڑا تھا''۔

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک پشت کشادہ اور خوبصورت تھی اور دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو اس بات کی علامت تھی کہ یہ ہی نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پشت مبارک اور مہر نبوت کو نعت گو شعراء نے بھی شعر کے قالب میں ڈھالا نمونتاً چند اشعار پیش ہیں:

حجر اسود کعبہء جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام
روئے آئینہء علم پشتِ حضور
پشتی قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام (114)
جو کہ عزم شفاعت پہ کھنچ کر باندھی

113۔ جامع ترمذی، باب المناقب، حدیث 3644

114۔ حدائق بخشش، ص303

اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام (115)

آتے ہیں انبیاء کما قیل لھم
والخاتم حقکم کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

بوسہ گہِ اصحاب وہ مہرِ سامی
وہ شانہء چپ میں اس کی عنبر فامی
یہ طرفہ کہ ہے کعبہء جان و دل میں
سنگِ اسود نصیب رکنِ شامی (116)

محسن کاکوروی نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کمر مبارک اور مہر نبوت کے قصائد اس طرح بیان کیے:

صفت مہر نبوت کا بیاں ہو کیوں کر
خامشی مہر دہن اور سخن ہے ششدر
مہر کی پشت کے فقروں سے یہ حق نے لکھ کر
کہ ہوا نامہء پیغامبری ختم اس پر
ہوئے پھر بھی جو سیہ دل متنبی گمراہ
ختم اللہ علیٰ قلبہم انا للہ

115۔ حدائق بخشش، ص 304

116۔ ایضاً، ص 238

مہر انور کے جو معلوم ہوئے حرف تمام
کلمہ اس سے نمایاں تھا نہیں اسمیں کلام
ہیچ اس جا ہے کسی تیغ و کمر کا مذکور
اس کے اوصاف ہیں مشہور میان جمہور
تا کمر غرق غرق ہو گئے سب اہل غرور
سامنے اس کے کوئی باندھے کمر کیا مقدور
سن کے اوصاف شجاعان جہاں گھبرائیں
چیتے میدان میں جو آئیں تو ہرن ہو جائیں
لا خطِ نسخ میں لکھو تو اک نکتہ
لام الف کا ہے تقاطع وہ کمر صلِ علیٰ
واہ کیا کمروں پر یہ خط نسخ کھچا
کمر یار کو معدوم ہے سمجھے شعرا
نہیں ثابت قدم اس نفی سے استثنا بھی
یہ وہ لا ہے کہ نہیں اس سے بچا الاّ بھی

(محسن کاکوروی)

؎ مشک بداماں نور کا منبع حسن کا مظہر مہر نبوت
کتنے حسیں ہیں آپ کے شانے جن میں اجاگر مہر نبوت
ایسا کرم اور ایسی حضوری عمرو بن اخطب کیا وہ سماں تھا
پشتِ مبارک ملتے ہوئے جب دیکھ لی چھو کر مہر نبوت

تین علامات آپ میں دیکھیں پھر سلمان ایماں لائے تھے
چھوڑ کے صدقہ لیتے ہدیہ دوش پہ اظہر مہر نبوت
خانۂ کعبہ، سنگِ سیاہ پر ناز کرے مقصود ہمیں کیا
جسمِ مبارک عشق کا کعبہ سنگِ مطہر مہر نبوت

(مقصود احمد تبسم)

مقصود احمد تبسم نے مہرِ نبوت بطور ردیف رکھ کر اس کی خصوصیات نظم کیں جس میں اکثر شعر کتب سیرت سے ماخوذ ہیں۔

پائے اقدس (قدمین شریفین)

شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کتب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدمین شریفین کے حسن و جمال کے حوالے سے متعدد احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند کا ذکر یہاں کریں گے اور اس سے پہلے نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک رانیں، زانوئے مبارک اور مبارک پنڈلیوں کا پہلے تذکرۂ خیر ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے یہ تمام اعضائے مبارک جسم کے دوسرے اعضاء کی طرح سفید رنگت، چمکدار اور متناسب تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب کسی محفل میں بیٹھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رانیں مبارک شکم اطہر کے ساتھ لگی ہوتیں اس ضمن میں حضرت ابوامامہ حارثی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یجلس القرفصاء(117)

117۔ معجم الکبیر، ج1،ص273، حدیث 794

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو رانیں بطن اطہر کے ساتھ لگی ہوتیں''۔

زانوئے مبارک کے حوالے سے حضرت علی المرتضیٰؓ (م:۴۰ھ) کی روایت ملتی ہے جس میں انہوں نے کہا کہ: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گھٹنے پُر گوشت تھے''۔(118) ایک اور روایت میں ہے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں''۔(119) جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک پنڈلیاں نرم وگداز اور خوبصورتی کا مرقع تھیں۔ متعدد صحابہ کے آثار میں یہ بات ملتی ہے کہ وہ خیر و برکت کے حصول کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک پنڈلیوں کو مس کیا کرتے اور ان کا بوسہ لیتے۔ ہجرت مدینہ کے دوران حضرت سراقہؓ (م:۲۴ھ) جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تعاقب میں نکلے اور جب ان کو پالیا تو انہیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک پنڈلیوں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا وہ اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

فلما دنوت منه و هو على ناقته، جعلت انظر الى ساقه كانها جمارة(120)

''پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قریب پہنچا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پنڈلی کو دیکھا یوں لگا جیسے کھجور کا

118۔ الشمائل المحمدیہ، ج1، ص13، حدیث 5

119۔ ایضاً، ج1، ص33، حدیث 7

120۔ معجم الکبیر، ج7، ص137، حدیث 6602

خوشہ پردے سے باہر نکل آیا"۔

اسی طرح رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدمین شریفین بھی خوبصورتی اور حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدمین سے بڑھ کر کسی انسان کے پاؤں نہیں تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدمین شریفین میں بھی اعتدال تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدمین شریفین کے حوالے سے متعدد صحابہ کرام سے یہ حدیث مروی ہے:

كان النبى صلى الله عليه واله وسلم ششن القدمين و الكفين (121)

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہتھلیاں اور دونوں پاؤں مبارک پُر گوشت تھے"۔

اسی طرح صحیح بخاری کی دوسری حدیث جو حضرت انس بن مالکؓ (م: ۹۳ھ) اور حضرت ابو ہریرہؓ (م: ۳۵ھ) سے مروی ہے:

كان النبى صلى الله عليه واله وسلم ضخم القدمين (122)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدمین اعتدال کے ساتھ بڑے تھے"۔

جیسا کہ ابھی بیان ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدمین شریفین

121۔ صحیح بخاری، کتاب اللباس، حدیث 5568

122۔ ایضاً

تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور دونوں پاؤں گوشت سے بھر پور تھے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدمین مبارک کا تذکرہ متعدد شعراء نے اپنے اپنے
انداز میں کیا مگران شعراء میں سے سب سے زیادہ عمدہ اور لاجواب تبصرہ بصورتِ
اشعار احمد رضا خان بریلوی کا ہے۔ وہ اپنے نعتیہ دیوان ''حدائقِ بخشش'' میں نبی کریم
صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایڑیوں کو بطور ردیف رکھ کر نعت کہتے ہیں اس ضمن میں
مولانا احمد رضا خان (م:۱۹۲۱ء) لکھتے ہیں:

عارضِ شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں
جا بجا پرتو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں
دو قمر، دو پنجۂ خور، دو ستارے، دس ہلال
ان کے تلوے، پنجے، ناخن پائے اطہر ایڑیاں
چرخ پہ چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آگئی
کر چکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں
اے رضاؔ طوفانِ محشر کے طلاطم سے نہ ڈر
شاد ہو! ہیں کشتیِ امت کو لنگر ایڑیاں (123)
کیا ٹھیک ہو رخِ نبوی پر مثالِ گل
پامالِ جلوۂ کفِ پا ہے جمالِ گل

123۔ حدائقِ بخشش، ص 87۔86

ان کے قدم سے سِلعہ عالی ہوئی جناں

واللہ میرے گل سے ہے جاہ وجلالِ گل(124)

دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا

اتنا بھی مہِ نو پہ نہ اے چرخِ کہن! پھول(125)

پائے شہ پر گرے یارب تپشِ مہر سے جب

دلِ بے تاب اڑے حشر میں پارا ہو کر(126)

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا

سینے پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود(127)

آسماں گر ترے تلووں کا نظارا کرتا

روز اک چاند تصدق میں اتارا کرتا

ہم سے ذروں کی تو تقدیر ہی چمکا جاتا

مہر فرما کے وہ جس راہ سے نکلا کرتا

(احمد رضا خان، حدائق بخشش)

امام احمد رضا خان کے مندرجہ بالا اشعار میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پائے اقدس اور ایڑیوں کا تذکرہ ہے۔ایک ہی شعر میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تلوے، پنجے، ناخن، پائے اقدس اور ایڑیاں مبارک کو قمر، پنجہ ءخور،

124۔حدائق بخشش،ص75

125۔ایضاً،ص79

126۔ایضاً،ص70

127۔ایضاً،ص264

ستارے اور ہلال سے تشبیہ دی۔ ایک شعر میں انہوں نے قلبی آرزو کو یوں بیان کیا

"دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا

سینے پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود"

بلاشبہ امام احمد رضا خان نے شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جس عضو مبارک پر لکھا کمال لکھا۔

دیکھ کر ان کا فروغِ حسنِ پا

مہر ذرہ، چاند تارا ہو گیا

(مولانا حسن رضا خان)

سرِ عالم ہے فدائے قدمِ پاک نبی

وصف میں جس کے سخندان کا لگا گھٹنے جی

ہاتھ آیا ہے جو کاغذ تو یہ حسرت ہے نئی

نہیں چلتا ہے لگی پائے قلم میں مہندی

سر بزانوے ادب آ کے سخن گو بیٹھیں

فکر عالی کے فرشتے بھی دو زانو بیٹھیں

دیجئے کیا اسے شمشاد صنوبر سے مثال

چمنستانِ ارم اسکے قدم سے ہے نہال

سر وجنت سے نکل آئیں پئے استقبال

کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجئے پامال

مثلِ بلبل کے سرِ راہ بچھائیں گل چشم

فرش فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم

شور ہے عالم بالا پہ قدِ رعنا کا
سرِ افلاک ہے فدیہ قدمِ والا کا
ساق ہے نخلِ تمنا ملاءِ اعلیٰ کا
خاک پہ غازہ ہے حوروں کے رخِ زیبا کا

رکھ دیا آپ نے جس فرش پہ دو بار قدم
بڑھ گیا پایہ میں وہ عرش سے بھی چار قدم

بزم میں تذکرۂ پائے نبی گر سن پائے
شمع گو رشک سے جل جائے مگر سر نہ اٹھائے
ناخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پر آئے
گرہِ ابروئے خوباں کی حقیقت کھل جائے

ماہِ نو گر کہیں ہمچشمی کا خمیازہ کرے
ناخنہ چشم فلک میں خلش تازہ کرے

لو مبارک ہو قدم بوسی حضرت محسن
کس کو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت محسن
اب نہیں باقی ہے کچھ خواہش ہمت محسن
آرزو اتنی ہے بس روزِ قیامت محسن

سر کے بل جاؤں جو نقش قدم سرور پر
صاف محشر کی زمیں رکھ لوں اٹھا کر سر پر

(محسن کاکوروی)

محسن کاکوروی کے ان اشعار میں ادب وعقیدت کے گہر نظر آتے ہیں اور گاہے گاہے آرزوئے دیدارِ پائے یار چھلکتی ہے۔ یہ سارا کلام آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پائے اقدس کی تعریف وستائش پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ اس مسدس کے تمام بند حسنِ ترتیب کے اعتبار سے زیبائش ولطافت سے مزین ہیں۔

میں تو تجھ سے فقط اک نقشِ کفِ پا چاہوں
تو جو چاہے تو مجھے جنتِ ماویٰ دے دے

(احمد ندیم قاسمی)

نقشِ پائے سرورِ کون و مکاں کی جستجو
حسرتوں کا ماحاصل ہے خواہشوں کی آبرو

(راجہ رشید محمود)

مرے نبی کی پنڈلی مبارک شاخِ نخلِ رحمت ونعمت
لاثانی زنوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مجھ کو مرا مقصود ملے جب نزع کا عالم مجھ پہ ہو طاری
آجائے خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(مقصود احمد تبسم)

مقصود احمد تبسم نے یہ اشعار تہیل اقبال کی زمین میں کہے جس کا پہلا شعر رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک پنڈلوں کی شانِ توصیفی میں رقم ہے جبکہ دوسرا شعر شمائل کی بجائے استغاثہ کا ہے۔

قدم قدم پہ نواز دیتے مرے نبی کے قدوم اقدس
عظیم اتنے کہ عرش چومے مرے نبی کے قدوم اقدس
امام مالک کنارے چلتے قدم کی جا پر قدم نہ آئے
یہ راہیں وہ تھیں جہاں لگے تھے مرے نبی کے قدوم اقدس
نجات بیماریوں سے پائی، مدینہ دارالشفا بنا ہے
زمینِ طیبہ نے جب سے چومے مرے نبی کے قدوم اقدس
کھڑے تھے جب دو شہید اس پر اور ایک صدیق ساتھ انکے
احد کی لرزش کو روکتے تھے مرے نبی کے قدوم اقدس
جب انکے قدموں کے نیچے سنگ آ کے نرم ہو جاتے احتراماً
تو نقشِ پا ان پہ چھوڑ جاتے مرے نبی کے قدوم اقدس
جگانے کی ان میں کب تھی جرأت اپنے کافوری ہونٹ رکھ کر
ادب سے روح الامیں نے چومے مرے نبی کے قدوم اقدس
جب اونٹ جابر کا تھک گیا اب اتنا بھاگے پکڑنا مشکل
تھکے ہوئے اونٹ کو لگے تھے مرے نبی کے قدوم اقدس
نصیب طیبہ کی سرزمیں کے جو رشکِ عرشِ اولیٰ بنی ہے
چھوئے تھے اس نے بڑے ادب سے مرے نبی کے قدوم اقدس
جنابِ عثمان ہر قدم پر غلام آزاد کر رہے تھے
نجات کا مژدہ لے کے آئے مرے نبی کے قدوم اقدس
کنائے، تشبیہیں، استعارے میں کیوں نہ ان پر نثار کردوں

مجھے یقیں ہے نوازدیں گے مرے نبی کے قدومِ اقدس

(مقصود احمد تبسم)

شعور کی لوح پر جب ابھرے مرے نبی کے حسین تلوے

سخن کے غارِ حرا میں چمکے مرے نبی کے حسین تلوے

بہشت والو یہ دیکھ لینا وہیں سے پھوٹے گا حوضِ کوثر

وہ پاک عنبر جہاں لگے تھے مرے نبی کے حسین تلوے

یہی تو مقصودِ عاشقی ہے حریمِ دل سجا کے بیٹھو

کبھی تو محوِ خرام ہوں گے مرے نبی کے حسین تلوے

(مقصود احمد تبسم)

مندرجہ بالا اشعار میں ترنم اور موسیقیت نظر آتی ہے اگر ان اشعار کو اسی لَے میں پڑھیں تو ایک عجیب سی کیف آور فضا قائم ہو جاتی ہے۔ مقصود احمد تبسم کے یہ اشعار سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اصحاب و اسلاف کے واقعات پر مشتمل ہیں جیسے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مدینہ منورہ میں چلنے کا انداز، کوہ احد کے ہلنے پر رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا احد کو مخاطب کر کے کہنا کہ تجھ پہ دو شہید اور ایک صدیق ہیں، روح الامین کا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدمین شریفین کو بوسہ دینا، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر قدم پر غلام آزاد کرنا وغیرہ۔

تیرے نقوشِ پا سے ہے تہذیب کو فروغ

قدموں سے تیرے پھوٹ رہی ہے ضیائے خیر

(محمد افضل خاکسار)

یہ رنگ و بو یہ حسنِ بہاراں ہزار رنگ
انکے قدم کے فیض ہیں سب امتثالِ گل

(مرزا حفیظ اوج)

لب، دہن آنکھ سر کو کیا کہوں
ہے کفِ پا چاند سا سوچو ذرا
جن کی چومیں ایڑیاں روح الامیں
دوسرا دنیا میں ایسا کون ہے

(رمضان حیدر فردوسی)

تنویرِ شش جہات ہے روپوشِ نقشِ پا
کنزِ جمالیات ہے روپوشِ نقشِ پا
بہرِ شفائے ہر مرضِ ظاہر و بُطون
ترکیبِ اَدویات ہے روپوشِ نقشِ پا
تصدیق کو بچا لیا دامانِ نَعل نے
خیلِ تصورات ہے روپوشِ نقشِ پا
سَر میں ہے سِرِّ ممتنع و واجب الوجود
تشریحِ ممکنات ہے روپوشِ نقشِ پا
خوشبوئے رہگزر میں ہے گُم عقلِ مشک و گل
رنگوں کی کائنات ہے روپوشِ نقشِ پا

موسائے دل کی حدِ طلب خاکِ رہگزر
برقِ تجلیات ہے روپوشِ نقشِ پا

غازہ رُخِ جمال کو ذرّاتِ نعل ہیں
یوسف کی التفات ہے روپوشِ نقشِ پا

مخفیِ نعلِ شاہ نہایاتِ مَجد و فَوز
فیضِ مبادیات ہے روپوشِ نقشِ پا

بُجھ جائے کیوں نہ کوثر و تسنیم کی عَطَش
بحرِ نوازشات ہے روپوشِ نقشِ پا

پتّھر قدم کو چومے تو دائم نشاں رہے
کیا قدرتِ ثبات ہے روپوشِ نقشِ پا

وصفِ رخِ رسول مُعَظم میں کیا لکھوں
جبکہ قلم دوات ہے روپوشِ نقشِ پا

(معظم سدا معظم مدنی)

معراجِ تخیُّل ترے قدمین کی یادیں، نعلین کی باتیں
دَستارِ تکلّم ہے ترا حرفِ ثنا ہی اے آمرو ناہی!

(معظم سدا معظم مدنی)

معظم سدا معظم کے ان اشعار میں حسنِ جمالیاتِ شعر، مضامین کا تنوع، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا رچاؤ اور آدابِ نعت گوئی عیاں ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ تمام اشعار شمائل کی بجائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نقشِ پا سے متعلق ہیں مگر نقشِ پا بھی

تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پائے اقدس کا ہی حصہ ہے۔

خاک پائے حضور کیا دیکھی
لگ رہا ہے یہ حسنِ عالم کم

(ندیم رضا فارق)

میں ان کی ایڑی سے پھوٹی شفق کا رنگ کہوں
فضائے دہر میں جتنا گلال برسا ہے

(ندیم رضا فارق)

ندیم رضا فارِق یوں تو غزل کے شاعر ہیں مگر ان کی نعت نگاری میں منفرد اسلوب نظر آتا ہے۔ حسن و جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بابت ان کے اشعار قاری کو ورطہء حیرت میں ڈال دیتے ہیں اور دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شمع جلاتے ہیں۔

قامتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم

شب لحیہ و شارب ہے رخِ روشن دن
گیسو و شبِ قدر و براتِ مومن
مژگاں کی صفیں چار ہیں دو ابرو ہیں
والفجر کے پہلو میں لیالِ عشر
اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ (128)

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قدانور نہایت اعتدال میں اور خوبصورت تھا قدِ مبارک میں نہ ایسا طول کہ دیکھنے والے کو پسند نہ آئے اور نہ ایسا پست کہ کسی کو حقیر دیکھائی دے۔ ام معبد کے ہاں جب یہ تینوں نفوس آئے تو اس کی منظر کشی کرتے ہوئے وہ بیان کرتی ہیں: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم دو شاخوں کے درمیان تر و تازہ شاخ کی مانند تھے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دیکھنے میں تینوں میں سب سے زیادہ بارونق اور قد کے اعتبار سے دیکھائی دے رہے تھے"۔ (129) نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قد مبارک کا ایک اعجاز یہ تھا کہ عالمِ تنہائی میں ہوتے تو دیکھنے والوں کو محسوس ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میانہ قد ہیں اور اگر صحابہ کرامؓ کے درمیان جلوہ گر ہوتے ہو سب میں نمایاں نظر آتے۔ ظاہری حسن و جمال میں کوئی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مثل نہ تھا اپنی قامت اقدس کی دلکشی و رعنائی کے سبب سب میں ممتاز نظر آتے۔

حضرت انس بن مالکؓ (م: ۹۳ھ) نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قامتِ مبارک کے بارے میں فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم احسن الناس قواما، واحسن الناس وجها (130)

128۔ حدائق بخشش، ص 238

129۔ شمائل الرسول، ص 46

130۔ السیرۃ النبویہ، ج 3، ص 157

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قامت اور چہرہ مبارکہ کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے''۔

امام جلال الدین سیوطی (م:۹۱۱ھ) الخصائص الکبریٰ میں حضرت ابو ہریرہؓ (م:۵۳ھ) سے ایک روایت نقل کرتے ہیں:

وما مشى مع احد الا طاله(131)

''آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ساتھ چلنے والے سے بلند قامت نظر آتے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدزیبا کے حوالے سے امام احمد رضا خان بریلوی (م:۱۹۲۱ء) لکھتے ہیں:

شاخِ قامتِ شہ میں زلف وچشم ورخسار ولب ہیں
سنبل، نرگس، گل، پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ(132)

قدِ بے سایہ کے سایہءِ مرحمت
ظل، ممدود رافت پہ لاکھوں سلام
طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام (133)

قدزیبائے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حوالے سے محسن کاکوروی نے یوں نعت نظم

131۔ سیوطی جلال الدین، الخائص الکبریٰ، مکتبہ اعلیٰ حضرت، اردو بازار لاہور، (س۔ن)، ج1، ص116

132۔ حدائق بخشش، ص94

133۔ حدائق بخشش، ص299

کی:

سایہ زیبا ہی نہ تھا آپ کے قامت کے لئے
روشنائی تھی یہی مہرِ نبوت کے لئے
چشم محبوبِ خدا نور کا ایک پتلا ہے
سایۂ حق وہ شہ منزلت طٰہٰ ہے
اس کے قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہے
سچ ہے محبوب جو لاثانی ہے وہ یکتا ہے
قد کے اوصاف رکھو یاد نہ بھولو بخدا
سجدۂ سہو نہیں ایسی عبادت میں روا
اٹھ کھڑے ہوئے تعظیم دمِ طاعت میں
یہی تکبیر میں عشاق کی قد قامت ہے
اے فلک فکر باندازۂ ہمت ہے بجا
تو و طوبیٰ و من و قامت محبوبِ خدا
قد بے سایہ مری چشم تمنا میں رہے
سایہ طوبیٰ کا ترے عالم بالا میں رہے

(محسن کاکوروی)

مرزا دبیر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدِ زیبا کی نعت ان الفاظ میں لکھی:

اندامِ نبی نے کیا صفائی پائی
سائے کی بھی وصل سے جدائی پائی

وہ سایہ ہوا دواتِ قدرت میں جمع

لکھنے کو قضا نے روشنائی پائی

ہے کوئی بے مثل ایسا آیا نہیں

کہیں جسم انور میں سایا نہیں

نہ کیوں ساتھ سایہ کا ہونا گوارا

کہ فضلِ خدا ساتھ ہے سایہ دار

ہوا کم جو ظلِ حبیبِ الہ

بنا سایہ سرمہء خورشید وماہ

وہ سایہ بنا سائبانِ فلک

کہ سایہ سیاہی بنا یک قلم

کیا کلکِ قدرت نے قرآں رقم

ہے سرتا قدم لطیف تھا پیکر مثالِ جاں

اس وجہ سے نہ سایہ بدن کا ہوا عیاں

قالب میں سایہ ہوتا ہے پر روح میں کہاں

سایہ انہیں کا ہے یہ زمینوں پہ آسماں

(مرزا دبیر)

ان تمام اشعار میں مرزا دبیر نے جن موضوع کا اظہار کیا ہے وہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدِ زیبا کا سایہ نہ ہونا ہے۔ اور انہوں نے اپنے تئیں یہ بیان کرنے کی کوشش کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سایہ کیوں نہ تھا۔ جیسا کہ انہوں نے

لکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سایہ دواتِ قدرت میں جمع رہا اور اسی سے قضا نے روشنائی پائی، سورج چاند کا سرمہ بنا، کلکِ قدرت نے اسی سیاہی کی قلم سے قرآن رقم کیا وغیرہ۔

سایۂ سرکار پر دنیا کا ہر سایہ نثار
قامتِ اطہر پہ ہر سرو لجن صدقے کروں
خلوت صلِ علیٰ کے دم سے ہے یہ انجمن
جلوت صلِ علیٰ پر انجمن صدقے نثار

(لیاقت علی عاصم)

عباس عدیم قریشی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدِ زیبا کو شعری پیرائے میں یوں ڈھالا کی ہر ہر شعر سے تعریف وتوصیف رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نمایاں ہو گئی۔ اس کلام کا مطالعہ کرنے سے عیاں ہوتا ہے کہ ان کا شمائل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر خاصا مطالعہ ہے جو ان کے اشعار میں دیکھا جا سکتا ہے۔

دلکش و حسنِ مجسم تری اعلیٰ قامت
معتدل حسنِ مکمل کا حوالہ قامت
قد، وہ قد حسنِ تناسب کا مرقع کہیے
جاں نثاروں میں نظر آئے جو بالا قامت
خلقتِ اصل میانہ ہے پہ اللہ غنی
سب سے ممتاز ہی لائے شہہِ والا قامت
مثل و تمثیل نہیں جس کی وہ مینار ہیں آپ

نور قامت ہیں حضور آپ اجالا قامت

ہم خطا کاروں کو جو ظل میں چھپالے اپنے

اور کس کی ہے عدیمؔ ایسی دوشالہ قامت

مقصود احمد تبسم نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قامتِ اقدس کے حوالے سے یوں اشعار پیش کیے:

؎ زمانہ حیرت سے کیوں نہ دیکھے بہت ہی پیارا ہے قدِ زیبا

زبانِ اقلیمِ حسن پر ہے کہ انکا یکتا ہے قدِ زیبا

جب آپ محفل میں بیٹھتے ہیں بلند لگتے ہیں پاک شانے

ہجومِ یاراں میں چلتے دیکھو تو سب سے بالا ہے قدِ زیبا

میانہ قامت دکھائی دیتے ہیں آپ تنہا اگر کھڑے ہوں

مگر صحابہ کی جھرمٹوں میں نمایاں لگتا ہے قدِ زیبا

نبی کا اعجازِ حسنِ قامت بیاں ہو مقصود تجھ سے کیسے

جنہوں نے دیکھا وہی یہ جانیں کہ کتنا زیبا ہے قدِ زیبا

(مقصود احمد تبسم)

مقصود احمد تبسم کے سابقہ اشعار کی طرح مندرجہ بالا اشعار بھی احادیث مبارکہ کے تناظر میں پیش کیے گئے ہیں جن میں شاعر نے سابقہ بیان ہونے والی احادیث ہی کو بطور ماخذ لیا ہے۔

دیگر اعضائے مبارکہ

ناک (بینی) مبارک

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک موزونیت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بینی مبارک حسن اور تناسب کے ساتھ باریک تھی اور اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک معجزہ یہ بھی عطا فرمایا تھا کہ بینیء مبارک میں کمال درجے کی قوتِ شامہ تھی۔ ناک مبارک نہ زیادہ بلند تھی اور نہ ہی موٹی بلکہ طولت میں حسنِ اعتدال کا اعلیٰ نمونہ تھی۔

الخصائص الکبریٰ میں امام جلال الدین سیوطی (م:۹۱۱ھ) حضرت علی المرتضیٰؓ (م:۴۰ھ) سے روایت نقل کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دقیق العرنین (134)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بینی مبارک حسن اور تناسب کے ساتھ باریک تھی''۔

اور امام ترمذی (م:۲۷۹ھ) نے روایت کیا:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقنی العرنین له نور یعلوہ یحسبه من لم تیامله اشم (135)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک اونچی تھی جس سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں جو شخص ناک مبارک کو غور سے دیکھتا وہ

134۔ الخصائص الکبریٰ، ج1، ص128

135۔ الشمائل المحمدیہ، ج1 ص36، حدیث8

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند بینی والا خیال کرتا''۔

جہاں شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں شعراء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر عضو مبارک کا ذکر اشعار کی صورت میں کیا وہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک (بینی) مبارک کے بارے میں بھی اشعار کہے اس سلسلے میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (م:۱۹۲۱ء) حدائق بخشش میں لکھتے ہیں:

نیچی آنکھوں کی شرم وحیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام (136)

اسی طرح محسن کاکوروی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بینی مبارک پر لکھا:

گوش و بینی کو یہی دیکھ کے سب کہتے ہیں
قطب صاحب انفاس یہاں رہتے ہیں
بینی اقدس شاہنشہ عالی منظر
آب آئینہء رخسار کی موج انور
خوبروئی کا بلندی پہ ہمایوں اختر
یوسف حسن کا معراج ہے یا پیش نظر
صفحہ خد مبارک پہ الف بینی ہے
دیکھنا عارض انور کا فدا بینی ہے

(محسن کاکوروی)

مقصود احمد تبسم نے "انفِ مبارک" کی ردیف کے ساتھ پوری نعت کہی جس

136۔ حدائق بخشش، ص301

میں انہوں نے احادیث شمائل سے استدلال کیا۔ ان کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

نور کے جلوؤں سے رخشاں سرکار کی انفِ مبارک ہے

بخت رسا کی صاد علامت پیاری انفِ مبارک ہے

بینیءِ پُر انوار پہ کرنیں ایسے متجلی ہوتی ہیں

طلعتِ نور سے ظاہر ہوتا اونچی انفِ مبارک ہے

اوجِ کمال پہ قوتِ شامہ اور ہے خوشبوؤں کی امین

خلدِ بریں کی نکہت سونگنے والی انفِ مبارک ہے

وسط سے قدرے اونچی لگتی، لمبی روشن اور جمیل

ہند ابی ہالہ سے مروی ایسی انفِ مبارک ہے

حدِ طوالت میں ہے تناسب اور امکانِ عیوب سے پاک

حسنِ عبارت کا مقصود مثالی انفِ مبارک ہے

(مقصود احمد تبسم)

گردن مبارک

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک دستِ قدرت کا تراشا ہوا حسین شاہکار تھی، چاندی کی طرح روشن، صاف و شفاف، پتلی اور قدرے لمبی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک گردن اس طرح تھی جیسے کوئی صورت یا مورتی چاندی سے تراشی گئی ہو اور اس میں اجلا پن، خوش نمائی، صفائی اور چمک دمک اپنے نقطہءِ کمال تک بھر دی گئی ہو۔ الغرض ان تمام باتوں سے کہیں

زیادہ خوبصورت اور حسن و جمال کا مرصع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک تھی۔(137) دلائل النبوۃ میں امام بیہقی (م:۴۵۸ھ) حضرت عائشہ صدیقہؓ (م:۵۸ھ) سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں جس میں انہوں نے فرمایا:

و کان احسن عباد اللہ عنقا لا ینسب الی الطول و لا الی القصر (138)

''اور اللہ کے بندوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن سب سے زیادہ حسین و جمیل تھی، نہ زیادہ طویل اور نہ زیادہ چھوٹی''۔

اسی حدیث کے ضمن میں سبل الہدیٰ والرشاد میں محمد بن یوسف صالحی (م:۱۰۶۱ھ) حافظ ابوبکر بن ابی خثیمہ (م:۲۷۹ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم احسن الناس عنقا ما ظهر من عنقه للشمس و الریاح فکانه ابریق فضه مشرب ذهبا یتلا لا فی بیاض الفضة و حمرة الذهب، و ما غیب الثیاب من عنقه فما تحتها فکانه القمر للیة البدر (139)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک تمام لوگوں سے بڑھ کر خوبصورت تھی۔ دھوپ یا ہوا میں گردن کا نظر آنے والا

137۔ شمائل مصطفیٰ، ص142

138۔ دلائل النبوۃ، ج1، ص304

139۔ سبل الہدیٰ والرشاد، ج2، ص43

حصہ چاندی کی صراحی کی طرح (چمکدار) نظر آتا جس میں
سونے کا رنگ اس طرح بھرا گیا ہو کہ چاندی کی سفیدی اور
سونے کی سرخی کی جھلک نظر آتی ہو اور گردن مبارک کا جو حصہ
کپڑوں میں رہتا وہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور منور
ہوتا''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے حوالے سے ام معبدؓ کی طویل
حدیث میں مذکور ہے:

وفی عنقہ سطع (140)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک قدرے لمبی تھی''۔

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گردن مبارک کے کیا کہنے نبی کریم رؤف
رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک رنگت میں سفید، چمکدار اور خوبصورت سے
مزین اللہ کا شاہکار تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گردن مبارک کے خصائص کو
مقصود احمد تبسم نے بیان کرنے کی سعی کی جن کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

شاہکارِ دستِ قدرت ان کی حسین گردن
میرے نبی نے پائی کیسی حسین گردن
نخوت سے تھی مبرا غالب تھی سرفرازی
لگتی تھی دیکھنے میں عالی حسین گردن
راوی ہیں ام معبد گردن کی دلکشی پر

140۔ معجم الکبیر، ج 4، ص 49، حدیث 3605

قدرے دراز تھی وہ پیاری حسین گردن
صورت گرِ ازل کی تخلیقِ حسن وفن پر
مقصود ہے دلیلِ قطعی حسین گردن

(مقصود احمد تبسم)

دوش اقدس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور ان پر سے جب کپڑا اٹھتا تو شانے مبارک چاندی کی طرح سفید نظر آتے اس سلسلے میں صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مربوعا بعیدہ بین المنکبین(141)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد کے تھے اور دونوں کاندھوں کے درمیان فاصلہ تھا''۔

حضرت انس بن مالکؓ (م: ۹۳ھ) روایت کرتے ہیں:

فکانما انظر حین بدا منکبہ الی شقۃ القمر من بیاضہ(142)

''دوش اقدس سفیدی اور چمک کے باعث یوں نظر آتے جیسے ہم چاند کا ٹکڑا دیکھ رہے ہوں''۔

141۔ صحیح بخاری، کتاب المناقب، حدیث 3358

142۔ سبل الہدیٰ والرشاد، ج 2، ص 43

ملا علی قاری (م: ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

کان اذا جلس یکون کتفه اعلیٰ من الجالس (143)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کاندھے تمام اہلِ مجلس سے بلند نظر آتے''۔

حضور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھے بھی حسن کا شاہکار تھے اور دونوں شانوں کی ہڈیوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک فراخ نظر آتا۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک کے حوالے سے امام احمد رضا بریلوی (م: ۱۹۲۱ء) لکھتے ہیں:

دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام (144)

اسی ضمن میں مقصود احمد تبسم نے لکھا:

ایسے بے مثل حسیں تھے وہ مبارک شانے
جیسے چاندی سے تراشے وہ مبارک شانے
ہوتا اصحاب میں جب انکا قیام وقعود
سب سے اونچے نظر آتے وہ مبارک شانے
جب کبھی آپ کے شانوں سے سرکتی تھی قمیص
چاند بن کر چمک اٹھتے وہ مبارک شانے

143۔ جمع الوسائل، ج1، ص13

144۔ حدائق بخشش، ص303

حسب تعظیم سواروں کی سواری بھی عظیم
آئے حسنین کے حصے وہ مبارک شانے
موت اس لاش کی قسمت پہ تھی نازاں مقصود
جس جنازے کو اٹھائے وہ مبارک شانے

(مقصود احمد تبسم)

مقصود احمد تبسم کے یہ پانچ اشعار دوشِ اقدسِ سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مداح سرائی میں ہیں۔ جیسا کہ اشعار کو پڑھ کر لگتا ہے کہ صحیح بخاری اور جمع الوسائل کی روایات ان کے سامنے تھیں جنہیں موصوف نے موضوع بنایا اور انہی احادیث کو شعری قالب میں ڈھالا، چوتھے شعر میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے استفادہ کرتے ہوئے حسنین کریمین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اپنے کندھوں پر سوار کرنے کا ذکر ہے۔

بغل مبارک

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بغلیں نہایت خوشبودار تھیں اور اس ضمن میں متعدد کتب احادیث وسیر میں احادیث موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بغلوں کے خوشبودار ہونے کے حوالے سے بنی حریش کا ایک شخص اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ اپنے والد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو ان کے اقرار جرم پر رجم کیا جانا تھا تو اس خوف سے میں بیہوش ہوگیا:

فضمنی الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسال علی من عرق ابطہ مثل ریح المسک (145)

''پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بغلوں سے پسینہ مجھ پر گرا جو کستوری کی خوشبو کی مانند تھا''۔

انسانی جسم کا وہ حصہ جس سے عموماً پسینہ کی وجہ سے ناپسندیدہ بو آتی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کے حسن و جمال میں اضافے کا موجب بنا اور وہ خوش نصیب صحابہ کرام جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک و مقدس بغلوں کے پسینے کی خوشبو سے مشامِ جاں کو معطر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی وہ تاعمر اس سعادت پر نازاں رہے۔ (146)

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل مبارک کے اوصاف کے تذکروں پر مشتمل شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں متعدد احادیث مبارکہ مذکور ہیں جنہیں تمام شمائل لکھنے والوں نے نقل کیا ہے۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل مبارک پر اشعار لکھنے والوں کی تعداد کم ہے یا یوں کہیں کہ جن شعراء نے شمائل ترمذی کو منظوم کیا ان کے ہاں اس موضوع پر اشعار ملتے ہیں اور ان کے علاوہ مقصود احمد تبسم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل مبارک کے حوالے سے لکھا:

کچھ اس قدر ہے مطہر نبی کی پاک بغل

145۔ صحیح بخاری، کتاب المناقب، حدیث 6020

146۔ شمائل مصطفیٰ، ص 167

حریمِ قدس کا منظر نبی کی پاک بغل
یہ خوشبوؤں کا تموج تھا جب پسینے کے
اچھالتی رہی گوہر نبی کی پاک بغل
طہور اتنی کہ پاکیزگی نثار اس پر
لطیف اور مطہر نبی کی پاک بغل
وہ خوش نصیب تھے مقصود کر گئی جن کو
مشامِ جاں کو معطر نبی کی پاک بغل
(مقصود احمد تبسم)

ناف مبارک

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اوصاف حمیدہ کے حامل تھے جن کی اس عالمِ رنگ و بود میں مثال نہیں ملتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے حوالوں میں سب سے ممتاز اور منفرد اوصاف کے حامل تھے عام انسانوں کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اس حال میں ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختون اور ناف بریدہ تھے۔
اس ضمن میں قاضی عیاض مالکی (م: ۵۴۴ھ) الشفا میں لکھتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدو لدمختو نا، مقطوع السرۃ(147)

''بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے''۔

147۔ الشفاء، ج1، ص42

اور ابن سعد (م:۲۳۰ھ) نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ (م:۶۸ھ) سے روایت کیا:

ولد رسول الله مختونا مسروراً يعني مقطوع السرة، فاعجب بذلک جده عبد المطلب، وقال ليكونن لنبي هذا شان عظيم(148)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب اس پر متعجب ہوئے اور فرمایا میرا یہ بیٹا یقیناعظیم شان کا مالک ہوگا۔

چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناف مبارک کے بارے میں قلمکاری کرنے میں حد درجہ احتیاط اور آداب کالازم ہونا شرط ہے لہٰذا اس ضمن میں شعراء کے ہاں اشعار نہیں ملتے ہاں مقصود احمد تبسم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر اعضائے مبارکہ پر تفصیلی اشعار کہے جن میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناف مبارک کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

لرزش میں قلم تھا تو مرا سر تھا بریدہ
جب لکھنے لگا نافِ مبارک کا قصیدہ
آداب کی دہلیز پہ الفاظ وسخن کا
پابندِ سلاسل کیا آہوئے رمیدہ
عنوان یہ حساس تھا لکھنا بھی تھا لازم

148۔ الطبقات الکبریٰ، ج1،ص301

اس خوف سے چہرہ تھا مرا رنگ پریدہ
جو غسل کی بوندیں تھیں سرِ کوثرِ نافا
وہ درِ فراست کیے حیدر نے کشیدہ
کعبے کو تو اعزاز ملا نافِ زمیں کا
اور نافِ نبی آپ کی نسبت سے حمیدہ
قدرت نے دیا جامہء تقدیس و حیا بھی
پیدائشی مختون تھے اور ناف بریدہ
پرواز تو کی تھی افقِ نعت کی جانب
محسوس ہوا فن کے ابھی پر ہیں بریدہ
مقصود یہ موضوعِ سخن ختم کرو اب
ڈر ہے کہیں آداب نہ ہو جائیں دریدہ

(مقصود احمد تبسم)

چونکہ یہ موضوع نعتیہ ادب میں انتہا درجہ حساس ہے اسی لئے کسی قلم کار نے اس پر لکھنے کی جراءت نہیں کی کہ کہیں کوئی بے ادبی سرزد نہ ہو جائے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ مگر مندرجہ بالا کلام میں کمال ادب اور احتیاط نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ شعر نمبر 4 اور 6 کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیدائشی مختون اور ناف بریدہ ہونے کا ذکر کیا اور جب رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو غسل دیا گیا تو پانی کی چند بوندیں ناف مبارک میں رہ گئیں جنہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کشید کیا۔

رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شمائل کے تذکرے کے بعد عاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر ہوگا اور اس باب میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلقِ عظیم، ان کی گفتار، رفتار، جود و سخا، شجاعت و بہادری، صبر و استقلال، عفو و درگزر، تواضع و انکساری، فقر و غنا، زُہد و ورع، عہد و پیمان اور شرم و حیاء کی بابت تحریر ہے اور حسبِ سابق ابتدأ قرآنی آیات پھر احادیث مبارکہ اور اس کے بعد اسی موضوع پر نعتیہ اشعار شامل ہیں۔

باب دوم

عاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

لطف وعطا، رحم وسخا، حلم وعفو وخیر
صدق وصفا وحسن وحیا، جرات ووقار
احسان وصبر وسعی ویقیں، سادگی وعدل
ایسے گلوں سے مہکا ہے سیرت کا شاخسار

(منظور علی شیخ)

خُلق عظیم مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق عظیم کے بارے میں سورۃ القلم کی آیت نمبر ۴ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (149)

''اور بے شک ہم نے آپ کو اعلیٰ اخلاق عطا کیا''۔

امام شمس الدین ذہبی (م:۷۴۸ھ) مندرجہ بالا آیت میں ''خُلق'' کے حوالے سے المفردات میں لکھتے ہیں:

> ''خَلق'' (خ پر زبر) کا معنیٰ ہے: پیدا کرنا، عدم سے وجود میں لانا اور جسم کی ظاہری بناوٹ اور ''خُلق'' (خ پر پیش) کا معنیٰ ہے: انسان کی وہ جبلی اور طبعی صفات کہ جن کا ادارک بصیرت سے کیا جاتا ہے''۔(150)

حضرت عائشہؓ (م:۵۸ھ) سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؓ نے ''قد افلح المؤمنون''(151) سے لے کر دس آیات پڑھیں اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق سب سے اچھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ اور اہل بیت میں سے جو بھی بلاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے لبیک اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (152)

149۔ القرآن الکریم، القلم:4

150۔ اصفہانی، راغب، حسن بن محمد، المفردات، مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ، 1418ھ، ج1، ص210

151۔ القرآن الکریم، الفتح:1

152۔ القرآن الکریم، القلم:4

''بے شک آپ عظیم اخلاق پر فائز ہیں''۔ جو بھی عمدہ اخلاق تھے وہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے تھے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کو اس لیے عظیم کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکارم اخلاق کے جامع تھے۔ امام مالک روایت کرتے ہیں جس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بعثت لاتمم حسن الاخلاق (153)

''مجھے مکارم اخلاق کو مکمل کرنے کے لئے مبعوث کیا ہے''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کے حوالے سے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (م: ۳۲ھ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما شیی اثقل فی میزان المؤمن یوم القیامۃ من خلق حسن وان اللہ لیبغض الفاحش البذی (154)

''قیامت کے دن مؤمن کے میزان میں اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ بے حیا بدزبان شخص سے نفرت کرتا ہے''۔

امام ترمذی (م: ۲۷۹ھ) نے اسی ضمن میں ایک اور حدیث روایت کی:

153۔ مالک بن انس، امام، موطا امام مالک، باب ماجاء فی حسن الخلق، مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ، 1418ھ، حدیث 1723

154۔ جامع ترمذی، باب ماجاء فی حسن الخلق، حدیث 2002

عن ابی ھریرۃ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکثر ما یدخل الناس الجنة فقال تقوی اللہ وحسن الخلق وسئل عن اکثر ما یدخل الناس النار فقال الفم والفرج(155)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: وہ کون سا کام ہے جس کی وجہ سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: اللہ سے ڈرنا (تقویٰ) اور اچھے اخلاق، اور آپ سے سوال کیا گیا: وہ کون سے کام ہیں جن کی وجہ سے زیادہ لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: منہ اور شرمگاہ (منہ اور شرمگاہ میں حرام چیز کو داخل کرنا)"۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ (م: ۳۸ھ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتق اللہ حیثما کنت واتبع السیئة الحسنة تمحھا وخالق الناس بخلق(156)

"تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو اور بُرا کام کرنے کے بعد نیک کام کرو جو اس بُرے کام کو مٹا دے، اور لوگوں کے ساتھ

155۔ جامع ترمذی، باب ما جاء فی حسن الخلق، حدیث 2004

156۔ ایضاً، باب ما جاء فی معاشرۃ الناس، حدیث 1987

اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن مجھے سے تم میں سب سے زیادہ محبوب
اور میری مجلس کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس کے
اخلاق تم میں سب سے زیادہ اچھے ہوں گے اور قیامت کے دن
میرے نزدیک تم میں سے زیادہ مبغوض اور میری مجلس سے سب
زیادہ دور وہ شخص ہوگا جو متکبر ہوگا''۔(157)

عبد اللہ بن المبارک (م:۱۸۱ھ) نے خلق حسن کی یہ تعریف کی جسے امام ترمذی (م:۲۷۹ھ) نے روایت کیا:

هو بسط الوجه و بذل المعروف و كف الاذى (158)

''لوگوں سے ہنستے مسکراتے ہوئے خندہ پیشانی سے ملنا، نیکی کو
پھیلانا اور بُرے کاموں سے باز رہنا''۔

امام بخاری (م:۲۵۶ھ) نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (م: ۹۳ھ) سے ایک حدیث روایت کی چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''میں دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھ سے اف نہیں کہا، اور میں نے جو
کام بھی کیا کبھی مجھ سے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور

157۔ بغدادی، علی بن خطیب، تاریخ بغداد، دار الکتاب العربی بیروت، (س۔ن)، ج 4، ص 63

158۔ جامع ترمذی، باب ما جاء فی حسن الخلق، حدیث 2005

میں نے جس کام کو ترک کیا تو کبھی مجھ سے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے اس کام کو ترک کیوں کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے اور کوئی ریشم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے زیادہ ملائم نہیں تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو سے بڑھ کر کسی مشک اور عطر کو نہیں پایا''۔ (159)

دہر زیرِ سایۂ لطف عمیم
خلق سب سے وابستہ خلق عظیم

(میر تقی میر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق عالمین میں مثالی تھا اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق کے چرچے قرآن میں ہوئے اور احادیث میں اس پر زور دیا گیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق کے حوالے سے مولانا احمد رضا خان (م:۱۹۲۱ء) لکھتے ہیں:

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حسن و ادا کی قسم (160)

حافظ لدھیانوی (م:۱۹۹۹ء) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے حوالے سے اپنی کتاب ''مطلع الفجر'' میں لکھا:

159۔ صحیح بخاری، حدیث 3561،6038

160۔ حدائق بخشش، ص 80

تجھ سے اخلاق کی ہوئی تکمیل
خلق میں محترم ہے بعدِ خدا
تیرا پیکر ہے خلق کا مظہر
تو ہے سرچشمہ ہر بھلائی کا (161)

گوہر ملسیانی (م:۲۰۱۷ء) پاکستان کے صف اول کے شاعر، محقق اور ادیب تھے۔ موصوف کئی دہائیوں تک ادب کی خدمت کرتے رہے نعت نگاری کے علاوہ اقبالیات کے موضوع پر بھی انہوں نے خاصا کام کیا۔ عمر کے آخری حصے میں پاکستان کے شہر خانیوال میں مقیم تھے۔ گوہر ملسیانی کے مندرجہ بالا اشعار رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسنِ اخلاق کی شان میں ہیں ان کی نعتیہ شاعری میں ایسے اشعار بکثرت ملتے ہیں جن میں انہوں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عظیم اخلاق کو اپنا موضوع بنایا۔ گوہر ملسیانی (م:۲۰۱۷ء) اپنی کتاب ''ارمغانِ شوق'' میں لکھتے ہیں:

قلب و نظر کی روشنی نعتِ رسول میں
خُلق عظیم و راستی نعتِ رسول میں (162)

رحمتِ دارین کی بعثت کا حسین نکتہ ہے
حسنِ افکار جو قرآں کی ضیاء میں پایا
آج تک دنیا اسی حسن کی گرویدہ ہے
حسنِ اخلاق جو محبوب خدا میں پایا (163)

161۔ حافظ لدھیانوی، مطلع الفجر، بیت الادب لاہور، 1998ء، ص 55
162۔ گوہر ملسیانی، ارمغان شوق، گوہر ادب پبلی کیشنز، صادق آباد، 2011ء، ص 135
163۔ ارمغانِ شوق، ص 140

گوہرؔ وہ قربان ہوا ہے آپ کے شیریں لہجے پر
مکتبِ ارقم میں دیکھا ہے جس نے تلاوت کا عالم (164)

گوہر ملسیانی (م:۲۰۱۷ء) اپنی کتاب ''مظہر نور'' میں مزید لکھتے ہیں:

شانِ فضیلت، محبوبِ داور اللہ اکبر
افضل و اکرم، اکرام و انور اللہ اکبر
صاحبِ قرآں، صالح و ناصر ہے، خیر الخلائق
نافع و شافع، میدانِ محشر اللہ اکبر
نازِ بلاغت، حسنِ فصاحت، شیریں دہن ہیں
دینِ مبیں کے شارحِ پیمبر اللہ اکبر (165)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم کی بابت جب حضرت عائشہ صدیقہؓ (م:۵۸ھ) سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

کان خلقه القرآن اما تقراء القرآن قول الله عزوجل
وانک لعلی خلق عظیم...... الخ(166)

''قرآن ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق تھا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کی اعلیٰ قدروں پر فائز ہیں''۔

164۔ ارمغانِ شوق، ص154

165۔ گوہر ملسیانی، مظہر نور، گوہر ادب پبلی کیشنز، صادق آباد، 1982ء، ص34۔33

166۔ المسند، حدیث25108

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی صفت کو شعراء نے اپنی نعتیہ شاعری کا حصہ بنا کر اس پہلو کو منظوم کیا جس کی چند مثالیں یہ ہیں۔

آپ کے اخلاق حسنہ کی نہیں آقا! مثال
آپ سے اچھا کہاں ہے کوئی عنوانِ حیات

(صابر کوثر)

اصلاحِ اخلاقِ عالم، آپ نے کی از سعی پیہم
آپ جہاں کے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

(افق کاظمی امروہوی)

ترے اخلاق، کیا کہنے، ترے انوار کیا کہنے
ترا اسوہ، تری سیرت، ترا کردار کیا کہنے

(ارمان اکبر آبادی)

خُلق پر اس کے فدا خُلق رسول مدنی
غیظ بھی اس کو نہ عنوان ترحم آیا

(جمیل مظہری)

خلق کی خوشبو تمام ادوار میں رچ بس گئی
باغِ ہستی میں کھلا یوں ان کی شفقت کا گلاب

(سید صبیح رحمانی)

خلق میں سر بسر رؤف و رحیم
آدمیت کا پاسباں یعنی

(تابش دہلوی)

کامل ہر اک جہت سے ہے وہ خلق اس لئے
اللہ کی رضا کا سبب اسوۂ نبی

(عزیز احسن)

ظلم کے بدلے میں ملتی ہے ہدایت کی دعا
درس ہے اخلاق کا تعلیمِ دینِ مصطفی

(ذہین شاہ تاجی)

جو بھی اس نے بانٹیں خلق ہی کی دولتیں
شان دے کر عاجزی کو دل منور کر دیئے

(محمد اقبال نجمی)

ترے اخلاق حسنہ کی عجب معجز نمائی ہے
جو نکلا قتل کرنے کو تیرا شیدا ہوا پایا

(افضال احمد انور)

اگرچہ آپ نے انسانیت سکھائی ہے
سکھائی ہی نہیں کردار سے دیکھائی ہے

(انور شعور)

محبت ہی محبت، حکیمانہ رویہ تھا
وہ جس نے ایک عالم کو نبی کی سمت کھینچا تھا
ے دشمنوں کے بھی سدا آپ رہے خیر اندیش

پھول اخلاقِ حمیدہ کے کھلائے شب و روز

(ضیاالدین نعیم)

وہ کہ جن کا خُلق عظیم ہے، یہ انہیں کا ذکرِ کریم ہے
یہاں خوش نُوا تو بہت سے ہیں، کوئی خوش ادا ہو تو لے کے آ!

(معظم سدا معظم مدنی)

دشمن کو بھی دیوانہ کرے تیرا تبسُّم، اور حُسنِ تکَلّم
خالق نے تری خوبیِ اَخلاق سراہی اے آمِرو ناہی!

(معظم سدا معظم)

خلق عظیم ان کے ہی اخلاق کو کہا
قرآن کی سند ہے نہیں اس میں کچھ گماں

(کنیز زینب)

سب سے عظیم تر ہیں اے گل نبی ہمارے
خلقِ عظیم ایسا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

(نسرین گل)

اخلاق ان کا تیغ دو دم سے بھی تیز تھا
اک وار ہی میں کفر کی زنجیر کٹ گئی

(ریحانہ تبسم)

وہ خلق میں عظیم ہے مرجع صفات ہے
نبی کی زندگی ہمیں نمونہ حیات ہے

(بشریٰ فرخ)

حسن سلوک میں بھی وہ یکساں تھا سب کے ساتھ
جو دوستوں کے ساتھ وہی دشمنوں کے ساتھ

(نگہت یاسمین)

ان کے اخلاق سے دنیا نے سنورنا سیکھا
ان کے کردار سے ہم سب کو ستارے ملے ہیں

(حمیرا راحت)

انسانیت کو ناز ہے فکرِ رسول پر
بھاری ہے عقل کل پہ فراست رسول کی

(بسمل صابری)

خوشبو کو چاندنی کو، نزاکت کو، صبح کو
سکھلائے زمیاں گلِ کردار آپ کا

(شمائلہ صدف)

حسنِ کردار کا اک نمونہ دیا
سارے قرآں کو تفسیر دی آپ نے

(نگہت یاسمین)

مندرجہ بالا اشعار میں ذہین شاہ تاجی، افضال احمد انور، معظم سدا معظم اور نگہت یاسمین کے اشعار کا مطالعہ کرنے سے علم ہوتا ہے کہ ان کے اشعار کا مصدر قرآن و حدیث ہیں۔ ان کے علاوہ بقیہ تمام اشعار بھی اپنے عروج پر کہے گئے ہیں ان میں سے کوئی

شعر بھی ایسا نہیں جس میں حسنِ شعری، ابلاغ یا تنوع کی کمی ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتار عین وحی خدا تھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہایت نپے تلے الفاظ میں کلام فرماتے اور کلام ایسا فصیح وبلیغ ہوتا کہ سننے والا حیران رہ جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان سے نکلنے والا ہر ہر حرف من جانب اللہ ہوتا اس ضمن میں قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (167)

''اور وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے سوائے اس کے جو انہیں وحی کی جاتی ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کلام دراصل وحی ہے جسے وحی خفی بھی کہا جاتا ہے۔ شمائل المحمدیہ میں امام ترمذی (م:۲۷۹ھ) نے اس ضمن میں ایک باب "کیف کان کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم" قائم کیا ہے جس میں انہوں نے تین احادیث مبارکہ کا ذکر کیا ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گفتگو کیسی تھی اس ضمن میں حضرت عائشہ صدیقہؓ (م:۵۸ھ) روایت کرتی ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یسرد سرد کم هذا ولکنه کان یتلکم بکلام بین فصل یحفظه من جلس

167۔ القرآن الکریم، النجم:4۔3

الیہ(168)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح لگا تار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا۔ پاس بیٹھنے والے اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے تھے''۔

ایک اور حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (م: ۹۳ھ) سے مروی ہے جس میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گفتگو فرمانے کی انداز کو بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعید الکمۃ ثلثا لتعقل عنہ(169)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کلام کو (حسب ضرورت) تین تین مرتبہ دہراتے تا کہ آپ کے سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں''۔

جیسا کہ بیان ہوا کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کلام ٹھہر ٹھہر فرماتے اگر کوئی الفاظ گننا چاہے تو آسانی سے گن سکے اور ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ضرورتاً کلام کو تین تین مرتبہ دہراتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انداز تکلم کو کتب شمائل و دلائل اور سیر و مغازی میں اسی طرح بیان کیا گیا۔ نعت گو شعراء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انداز گفتگو کو شاعری کے قالب میں جس انداز میں ڈھالا اس کی

168۔ الشمائل المحمدیہ، باب کیف کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حدیث 211

169۔ ایضاً، حدیث 212

نظیر صرف شعراء کے ہاں ہی ملتی ہے۔اس ضمن میں چند اشعار اسی موضوع کے پیش ہیں۔

نہ خوش جمال کوئی ان سا آئے گا واجد
نہ اس سا ہو گا زمانے میں خوش کلام کوئی

(واجد امیر)

دکھی دلوں کو کرتا عطا راحت و سکوں
حسنِ کلام آپ کا ہر اک خطاب ہے

(سلیم اختر فارانی)

ترا جادوئے تکلم کہ گھٹائیں جھوم جائیں
ترا فیضِ یک تبسم کی فضائیں جگمگائیں
ترے خلق سے گلوں میں ہے تمام رنگ و نکہت
مہ و مہر اپنی شمعیں ترے نور سے جلائیں

(نعیم صدیقی)

گفتار ہے جہاں میں تو گفتار آپ کی
کردار ہے جہاں میں تو کردار آپ کا

(انور شعور)

آئی نہیں زباں پہ کبھی کوئی تلخ بات
کیا ان سے بڑھ کے بھی کوئی شیریں مقال ہے

(ضیاالدین نعیم)

کم لفظوں کے چھوٹے فقرے
معنی وافر، باتیں آساں
باتیں سچی، لیکن میٹھی
سچے موتی، لیکن ارزاں
باتوں باتوں میں ہو جائے
شرحِ صد آیاتِ قرآں

(نعیم صدیقی)

مندرجہ بالا اشعار حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اندازِ گفتگو کے محاسن پر مشتمل ہیں۔ بلاشبہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خوش کلامی، حسنِ بیان، نپے تلے الفاظ کا استعمال، لایعنی باتوں سے اجتناب، فصیح و بلیغ کلام اور شریں مقالی بے مثل و بے مثال ہے اور یہ خصوصیت خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمائی تھی۔

نطقِ حق تیری بات اے طَوِیلُ السّکوت!
خامشی سرِّ ذات اے طویل السکوت!
اَفصحِ خَلق! مصدر بلاغت کا ہے
آپ کی بات بات اے طویل السکوت!
عالمِ واجب و مُمتنع! آپ ہیں
مالکِ ممکنات اے طویل السکوت!
دے رہا ہوں تری یاد کی فوج سے

لشکرِ غم کو مات اے طویل السکوت!

تیرے گیسوئے مشکیں سے ہیں فیضیاب
یہ گھٹا، مُشک، رات اے طویل السکوت!

ہو مِری گفتگو مُختصر اور مفید
لغو سے دے نَجات! اے طَویلُ السُّکوت!

ہوں عطا مجھ کو روزانہ اشعارِ نعت
کم سے کم پانچ سات اے طَویلُ السُّکوت!

روزِ محشر معظم کے غیرِ ثنا
نہ کھلیں پرچہ جات اے طَویلُ السُّکوت!

(معظم سدا معظم مدنی)

معظم سدا معظم کا یہ کلام رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خصوصیت "طویل السکوت" ردیف پر مشتمل ہے مگر اس پورے کلام میں خالص نعت کے صرف پہلے دو ہی اشعار ہیں کہ ان اشعار میں شاعر نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نطق مبارک، خاموشی اور ان کی فصاحت و بلاغت کو نظم کیا۔ ان دو اشعار کے علاوہ باقی سارا کلام استغاثہ ہے۔

تیرا سارا کلام صدق کا آئینہ
اے سراپا صفا تم پہ لاکھوں سلام

(حفیظ باجوہ)

وہی مری سوچ کا ہیں محور، وہی ہیں صدق وصفا کے پیکر

تمام انسانیت کے رہبر نویدِ عیسیٰ تو فخرِ عالم

(نور جہاں)

وہ ایسا صدق و صفا کا پیکر، وہ ایسا سچائی کا پیمبر
ہر ایک دل کو کیا مسخر، ہر ایک دل میں کمال اترا

(بشریٰ فرخ)

کافروں نے بھی تو آقا کی گواہی دی ہے
ایسی سیرت، نہ دیانت نہ صداقت دیکھی

(غزالہ انجم)

دشمنوں نے بھی داد دی ہے انہیں
ایسا حسنِ کلام ہے ان کا

(نور جہاں)

سنگ دل دشمن بھی آخر آپ پر شیدا ہوئے
آپ نے انداز سے ہونے لگے پتھر گداز

(نیلم شعیب)

ان تمام اشعار میں بھی رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسنِ کلام اور اندازِ گفتگو کو نظم کیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار مبارک وقار و تمکنت کا آئینہ دار تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خرام فرمانا گویا ایسا تھا کہ دیکھنے والے کو نہ تو تیز رفتاری کا گمان ہوتا اور نہ ہی آہستہ چلنے کا گمان ہوتا بلکہ اعتدال میں خرام فرماتے اور اگر صحابہ کرام کے ساتھ خرام فرماتے تو صحابہ کرام ہم قدم نہ ہو سکتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر قدم جما کر چلتے اور ایسے لگتا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلندی سے نیچے کی طرف اتر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال میں عاجزی وانکساری کے ساتھ رعب بھی تھا۔

طبقات ابن سعد میں حضرت علی المرتضیٰؓ (م:۴۰ھ) سے ایک حدیث مروی ہے جسے شمائل ترمذی میں امام ترمذی (م:۲۷۹ھ)، ابن ہشام (م:۱۲۵ھ)، امام طبرانی (م:۳۶۰ھ) اور ابن کثیر (م:۷۷۴ھ) نے اپنی اپنی کتب میں نقل کیا:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اذا مشی تکفا تکفوا کانماینحط من صبب (170)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو پاؤں جما کے چلتے تھے، گویا بلندی سے اتر رہے ہیں''۔

اسی ضمن میں ایک اور حدیث مبارکہ جسے امام ترمذی (م:۲۷۹ھ) نے شمائل

170۔ الطبقات الکبریٰ، ج1 ص 411

المحمدیہ (شمائل ترمذی) میں روایت کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

وما رأیت احدا اسرع فی مشیته من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کانما الارض تطوی له انا لنجهد انفسنا و انه لغیر مکترث(171)

''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کوئی نہیں دیکھا، زمین گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لپٹ جاتی تھی۔ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم قدم ہونے میں مشقت محسوس کرتے تھے جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی معمول کی رفتار سے چلتے تھے''۔

یہی حدیث مسند امام احمد، صحیح ابن حبان، الطبقات الکبریٰ اور البدایہ والنھایہ میں بھی موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار مبارک کو شعراء نے اس انداز میں ڈھالا

ترے نقوشِ قدم سے جو سرفراز ہوئی
وہ مشتِ خاک مرے جسم و جاں کا حصہ ہے

(صفدر صدیقی رضی)

خوشبوئے خاکِ پائے اقدس
لالہ و گل میں بس رہی ہے

(خورشید ربانی)

زمانہ کروٹیں لیتا رہے ازل سے ابد

171۔الشمائل المحمدیہ، حدیث 124

(نیلم شعیب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جود وسخا

فرد جماعت، امر واطاعت، کسب وقناعت، عفو وشجاعت
حل کئے جو اسرار تھے مبہم، صلی اللہ علیہ وسلم
ربط وتصادم، طوع وتحکم، فقر وتنعم، عدل وترحم
سب کے حدود بتائے باہم صلی اللہ علیہ وسلم
حفظِ مراتب، پاسِ اخوت، سعی وتوکل، افق فتوت
تلک حدود اللہ میں منضم صلی اللہ علیہ وسلم
الفت قربیٰ، قطعِ علائق، حب وطن اور حب خلائق
کردیئے سب توحید میں مدغم صلی اللہ علیہ وسلم (172)

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اس طرح تھی جیسے تیز ہوائیں چلتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سوال کرنے والے کو کبھی نہ نہیں کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر نوازش وعطا کے اپنی تعریف قبول نہیں فرماتے تھے ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کچھ عطا کرتے تو اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرماتے۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جود وسخا کے حوالے سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ (۶۸ھ) روایت کرتے ہیں:

كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر و كان

172۔ اقبال سہیل، موجِ کوثر، جید برقی پریس، دہلی (س۔ن) ص20۔19

اجود ما یکون فی رمضان حین یلقاہ جبریل و کان جبریل علیہ السلام یلقاہ کل لیلۃ فی رمضان حتی ینسلخ یعرض علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم القرآن فاذالقیہ جبریل علیہ السلام کان اجود بالخیر من الریح المرسلۃ(173)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت اور خیر کے معاملے میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبریل علیہ السلام آپ سے رمضان میں ملتے۔ جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کی ہر رات میں ملتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام سے قرآن کا دور کرتے تھے، جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے لگتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جایا کرتے تھے''۔

اسی طرح حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ:

ما سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن شیی قط فقال: لا (174)

173۔ صحیح بخاری، باب اجود ما کان للنبی یکون فی رمضان، حدیث 1902

174۔ ایضاً، باب کتاب الادب، حدیث 6034

''کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کوئی چیز مانگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے انکار کیا ہو''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے جیسا کہ سابقہ احادیث مبارکہ میں بیان ہوا اس ضمن میں امام مسلم بن حجاج (م: ۲۶۱ھ) نے صحیح مسلم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت سے متعلق باب باندھا جس میں انہوں نے حضرت انس بن مالک (م: ۹۳ھ) سے ایک حدیث روایت کی جس میں انہوں نے فرمایا:

ما سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم علی الاسلام شیئا الا اعطاہ قال فجاءہ رجل فاعطاہ غنما بین جبلین فرجع الی قومه فقال یا قوم اسلموا فان محمد یعطی عطاء لا یخشی الفاق (175)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام لانے پر جو چیز بھی طلب کی جاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عطا فرما دیتے۔ ایک شخص آیا اور اس نے سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں دے دیں، وہ شخص اپنی قوم کی طرف واپس پلٹا اور کہنے لگا: اے لوگو مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا خدشہ نہیں رہتا''۔

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و سخا کے کیا کہنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم طلب سے زیادہ عطا فرماتے اور کبھی کسی سائل کے سوال پر اسے خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ نبی کریم

175۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث 5900

صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عادت مبارکہ کو متعدد شعراء نے بانداز شعر برتا اور کوشش کی کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اس پہلو کو منظوم کیا جائے اس سلسلے میں چند اشعار پیش ہیں۔ امام احمد رضا (م: ۱۹۲۱ء) حدائق بخشش میں لکھتے ہیں:

واہ کیا جودوکرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا(176)

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہادیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں(177)

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے ہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں (178)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ان اشعار میں بوئے سیرتِ اطہر مشام جان کو معطر کرتی ہے۔ ان کے اشعار عین قرآن وحدیث کے مضامین پر مشتمل ہیں اور یہ انہی کا خاصہ ہے۔ جس موضوع پر بھی انہوں نے قلم اٹھایا کمال لکھا۔ ان کی نعت نگاری

176۔ حدائق بخشش، ص15

177۔ ایضاً، ص102

178۔ حدائق بخشش، ص103

میں عاجزی وانکساری اور ادبِ دربارِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نظر آتا ہے۔اسی طرح مرزا دبیر نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جود وسخا کو نظم کیا:

سائل کو اپنی قوت خوشی سے کھلاتے ہیں
امت کے بھوکے رہنے کا خود رنج کھاتے ہیں
ناداروں کا قلق سے افاقہ پسند تھا
اپنا اور اپنی آل کا فاقہ پسند تھا

(مرزا دبیر)

بہزاد لکھنوی (م: ۱۹۷۴ء) اپنی کتاب ''بیانِ حضور'' میں لکھتے ہیں:

ان کے در سے نہیں آتا خالی کوئی
کان جود وسخا ہیں رسولِ خدا (179)

آپ رد کرتے نہ تھے سائل کا کوئی بھی سوال
کوئی خالی ہاتھ واپس آئے گھر سے کیا مجال
تھا خصوصاً جود وبخشش کیلئے ماہِ صیام
مفلس ولاچار ہر دم آپ کا لیتے تھے نام (180)

ان نعتیہ اشعار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ان خصوصیات کا تذکرہ ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جود وسخا، سائل کو نفی میں جواب نہ دینا اور خصوصاً رمضان کے مہینے میں تیز چلنے والی ہوا کی مانند سخاوت کرنا شامل ہیں۔

179۔ بہزاد لکھنوی، بیانِ حضور، ص 12

180۔ ایضاً، ص 81

ہے جس پہ خدا کو بھی محبت سے فخر
ہیں جود کے، علم کے، رواں مصدر آپ

(ریاض مجید)

بے زبانوں کو زباں دی سیدِ ابرار نے
دینِ حق کی آگہی ہے اب مکاں سے لامکاں
کس نے سینے سے لگایا بے کس و مجبور کو
کس کی بندہ پروری ہے اب مکاں سے لامکاں

(طاہر سلطانی)

یتیم نے لطفِ خاص دیکھا، غریب نے فیضِ عام پایا
ستم زدوں کے وہ کام آئے صلوۃ ان پر سلام ان پر

(ضیاءالدین نعیم)

مجبورا بر آستانِ خود طاب محبوب رب
بحرِ سخا یا مصطفی، فخرِ زمن یا سیدی

(صابر سنبھلی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و سخا پر مشتمل چند اشعار ''ذکرِ منیر'' سے:

نہیں ایسا نہیں کوئی سخی اس بزمِ عالم میں
وہ دسترخوان سے اپنے جہاں بھر کو کھلاتے ہیں (181)
ہے سیراب ہم تو رہتے ہیں کرتے ہیں ہر گھڑی

181۔ مرزا حفیظ اوج، ذکرِ منیر، ص 42

جود و عطا و مہر کے بحرِ رواں کی بات (182)

؎ کب آپ کی عطا ہے سوالی پہ منحصر
ظرفِ گدا سے دیتے ہیں زائد حضور آپ (183)

؎ کریم ماترا ہی آستاں اک ایسا ہے
سوال جو بھی کرے اس کو وہ عطا کردے (184)

دیگر شعراء نے بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جود و سخا کو خوبصورت انداز ڈھالا۔ ان اشعار میں تنوع کے ساتھ عقیدت و الفت نظر آتی ہے۔ خصوصاً شوکت ہاشمی اور ضیا الدین نعیم کے اشعار نہایت باکمال اور حسنِ بیان سے مرصع ہیں۔

؎ نبی آئے جہاں میں رحمت اللعالمیں ہو کر
سراج السالکیں بن کر شفیع المذنبیں ہو کر
غریبوں کی محبت میں گزاری زندگی اپنی
محمد مصطفی نے صاحبِ تاج و نگیں ہو کر

(طالق ہمدانی)

ہر حال میں بحرِ صدق وصفا، ہر رنگ میں مخزنِ جود و سخا
غریب میں بھی وہ سائل پرور، عسرت میں تو آسودہ نظر

(سلیم گیلانی)

182۔ مرزا حفیظ اوج، ذکرِ منیر، ص 67

183۔ ایضاً، ص 76

184۔ ایضاً، ص 113

عدل و احسان، عطا، صدق، صفا، عجز، دعا
آؤ دربارِ رسالت کا یہ نقش دیکھو
سادگی، حسن، حیا، صبر، یقیں، رحم، سخا
کوہِ فاراں پہ کوئی دیتا ہے کوئی خطبہ دیکھو

(شوکت ہاشمی)

محبت ہی محبت، رحمت و شفقت، سلوک، اخلاص
اثاثہ تھا رسالت کا یہی دولت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

(صابر کاسگنجوی)

رؤف ایسا نہیں دیکھا رحیم ایسا نہیں دیکھا
کوئی انسان دل کا نرم اس درجہ نہیں دیکھا
کہا کرتے تھے ان کو دیکھ کر ام القریٰ والے
امانت دار اتنا اس قدر سچا نہیں دیکھا

(ضیاء الدین نعیم)

ایسا سخی دیکھا نہ سنا ہے، فیض کا دریا ہر سو رواں ہے
اس کا دامن، دامنِ رحمت ایسا غنی دنیا میں کہاں ہے

(نسرین گل)

جس کے در سے کوئی خالی جاتا نہیں
شاہِ شاہ و گدا تم پہ لاکھوں سلام

(حفیظ باجوہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ان احادیث سے بھری ہوئی ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کے تذکرے ہیں۔ اسی ضمن میں چند احادیث مبارکہ پیش ہیں:

حضرت انس بن مالکؓ (م ۹۳ھ) بیان کرتے ہیں کہ:

> ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہلِ مدینہ خوف زدہ ہو گئے صحابہ کرام اس آواز کی طرف گئے تو راستے میں انہیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گردن مبارک میں تلوار تھی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرما رہے تھے، تم کو خوفزدہ نہیں کیا گیا، تم کو خوفزدہ نہیں کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہم نے اس (گھوڑے) کو سمندر کی طرف رواں دواں پایا۔ یا وہ سمندر تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں وہ گھوڑا بہت آہستہ چلتا تھا۔'' (185)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی (م ۶۷۶ھ) اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

185۔ صحیح مسلم، باب الفضائل، حدیث 5887

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شجاعت کا بیان ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دشمن کی طرف تمام لوگوں سے پہلے بہت جلد نکل گئے تھے، اور حقیقت حال معلوم کر کے لوگوں کے پہنچنے سے پہلے واپس لوٹ آئے۔ نیز اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عظیم برکت کا بیان بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سوار ہونے کی وجہ سے سست رفتار گھوڑا انتہائی تیز رفتار ہو گیا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک انسان واقعہ کی تحقیق کرنے اور حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے جا سکتا ہے۔ اس حدیث میں کسی سے کوئی چیز مستعار لینے کا بھی ذکر ہے اور گلے میں تلوار لٹکانے کا بھی ثبوت ہے اور گھوڑے کا نام رکھنے کی بھی دلیل ہے۔ اس حدیث سے دیگر جانوروں کے نام رکھنے پر بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔ (186)

صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں ابو اسحاق (م:۲۵۶ھ) کے حوالے سے منقول ہے کہ:

> ''قبیلہ قیس کے ایک شخص نے حضرت براءؓ بن عازب (م:۷۲ھ) سے سوال کیا: کیا تم غزوۂ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دشمنوں کے سامنے سے نہیں ہٹے، ہوازن کے جوان اس دن تیر اندازی کر رہے تھے ہم نے جب ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے اور جب ہم مالِ غنیمت لوٹنے لگے تو انہوں نے ہمیں تیروں پر رکھ لیا اور میں نے دیکھا رسول

186۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال، لاہور 2010ء، ج 7، ص 786

اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور حضرت ابو سفیان بن حارث (م:۲۰ھ) اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرما رہے تھے: میں نبی اور یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ اس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زیادہ مضبوط اور بہادر کوئی نہیں دیکھا''۔(187)

حضرت براء بن عازب ؓ (م:۷۲ھ) سے ہی مروی ایک اور روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

''خدا کی قسم! جب جنگ تیز ہوتی تو ہم خود کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں بچاتے تھے اور ہم میں سے سب سے بہادر شخص وہ ہوتا تھا جو جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر رہتا''۔(188)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شجاعت اور بہادری ملاحظہ کی جاسکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سب سے زیادہ بہادر تھے۔ غزوۂ حنین، غزوہ احد اور دیگر غزوات کے دن کے حوالے سے متعدد احادیث مبارکہ مختلف کتب احادیث میں موجود ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بہادری و شجاعت کا روشن بیان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شجاعت اور بہادری کی

187۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، حدیث 4502

188۔ ایضاً، حدیث 1776

صفت کو نعت گو شعراء نے اپنی نعوت کا حصہ بنایا اس ضمن میں نمونتاً چند اشعار پیش ہیں۔

ہے شجاعت آپ کی ہر غزوۂ دیں سے عیاں
آپ کے آگے نہ رکتا تھا کوئی بھی پہلواں
معرکہ جب سخت ہوتا تھا تو بڑھتے تھے حضور
کامیاب ہر معرکے میں آپ ہوتے تھے ضرور (189)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا صبر و استقلال

صبر کے لغوی معنی ہیں روکنا یا برداشت کرنا اور استقلال کے معنی مضبوطی، استحکام اور ثابت قدمی کے ہیں۔ صبر کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ صبر کسی مجبوری، بے کسی یا انتقام نہ لینے کا نام نہیں بلکہ حوصلہ، ہمت وعزم سے مشکلات ومصائب کو خندہ پیشانی سے خاطر میں نہ لانے کا نام ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے صبر اختیار کرنے اور اس کی اہمیت کوکئی مقامات پر بیان فرمایا:

وَ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ(190)

''اور نماز اور صبر سے اللہ کی مدد حاصل کرو''۔

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصَّابِرِیۡنَ (191)

''اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

189۔ بہزاد لکھنوی، بیانِ حضور، ص 181

190۔ القرآن الکریم، البقرہ:45

191۔ القرآن الکریم، آل عمران:146

قرآن کریم کی سورت لقمان میں اس ضمن میں ارشاد ہے:

وَ اصْبِرْ عَلٰی مَاۤ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (192)

''اور جو مصیبت تمہیں پیش آئے اس برداشت کرو کہ یہ بڑے عزم کی بات ہے''۔

یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا (193)

''اے ایمان والو! صبر کرو اور دوسروں کو صبر دلاؤ''۔

جب بھی کوئی برائی پہنچے تو اس کا بدلہ لئے بغیر اس پر صبر سے کام لیا جائے اور اشتعال میں آنے کی بجائے تحمل، بردباری اور برداشت کا دامن نہ چھوڑا جائے اس ضمن میں قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۔وَ مَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا-وَ مَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ (194)

''اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہیں، اگر کوئی برائی کرے تو اس کا جواب اچھائی سے دو، پھر تو تیرے اور جس کے درمیان دشمنی ہے وہ ایسا دوست ہو جائے گا گویا دوست ہے ناطے والا اور یہ

192۔ القرآن الکریم، لقمان:17

193۔ القرآن الکریم، آل عمران:200

194۔ القرآن الکریم، حم سجدہ:35-34

بات انہی کے لئے ہے جن میں صبر ہے اوراس کی بہت بڑی
قسمیت ہے''۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ (م:۶۸ھ) اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ:

خدا نے اس آیت میں ایمان والوں کو غیظ و غضب میں صبر کا اور
نادانی و جہالت کے وقت حلم و بردباری کا اور برائی کے مقابلہ
میں عفو و درگزر کا حکم دیا ہے، جب وہ ایسا کریں گے تو خدا ان کو
شیطان کے اثر سے محفوظ فرمائے گا۔(195)

صبر سے متعلق چند احادیث مبارکہ پیش ہیں کہ ابوسعید خدری (م:۷۴ھ) رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

''انصار کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ
مانگا۔ آپ نے ان کو دیدیا یہاں تک کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا
ختم ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا میرے پاس جو کچھ بھی مال ہوگا،
میں تم سے بچا نہیں رکھوں گا اور جو شخص سوال سے بچنا چاہے تو
اللہ اسے بچا لیتا ہے جو شخص بے پروائی چاہے تو اسے اللہ تعالی
بے پرواہ بنادے گا اور جو شخص صبر کرے گا اللہ تعالی اسے صبر عطا
کرے گا اور کسی شخص کو صبر سے بہتر اور کشادہ تر نعمت نہیں

195۔ رازی، فخر الدین، امام، تفسیر کبیر، دارالکتب العلمیہ بیروت، 1414ھ، ج14، ص173

ملی''۔(196)

عطاء بن ابی رباح (م:۱۱۴ھ) کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عباس (:۶۸ھ) رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

''میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھلاؤں، میں نے کہا کیوں نہیں، انہوں نے کہا کہ یہ کالی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس میں میرا ستر کھل جاتا ہے، اس لئے آپ میرے حق میں دعا کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے صبر کرنا چاہئے، تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہتی ہے تو تیرے لئے دعا کر دیتا ہوں کہ تو تندرست ہوجائے، اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی، پھر کہا اس میں میرا ستر کھل جاتا ہے، اس لئے آپ دعا کریں کہ ستر نہ کھلنے پائے، آپ نے اس کے حق دعا فرمائی''۔(197)

انس بن مالک (م:۹۳ھ) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں یعنی دو آنکھوں کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں اس کے عوض اس کو جنت عطا کرتا

196۔ صحیح بخاری، حدیث 1382

197۔ ایضاً، حدیث 611

ہوں‘‘۔(198)

حضرت ابوموسی (م:۵۲ھ) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

’’کوئی شخص تکلیف دینے والی بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا نہیں ہے کہ لوگ اس کے لئے بیٹا بتاتے ہیں اور وہ انہیں معاف کر دیتا ہے، اور انہیں رزق دیتا ہے‘‘۔(199)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صبر و استقلال وحلم کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔

۱۔ پیدائش سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والد گرامی کا وصال فرمانا، چھ برس کی عمر میں والدہ ماجدہ کا وفات پانا، آٹھ سال کی عمر میں دادا حضرت عبد المطلب کا وصال، نبوت کے چند سال بعد شفیق چچا کا انتقال، اسی سال غمگسار بیوی حضرت خدیجہؓ کا انتقال، ان تمام مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم صبر و استقلال کا پیکر بنے رہے اور ان تمام حادثات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا

۲۔ کفار مکہ کی شدید مخالفت اور مصائب وآلام، عداوت کے باوجود ان پر صبر فرماتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو (معاذ اللہ) شاعر، مجنون، جادوگر اور کاہن کہا گیا، راستے میں کانٹے بچھائے گئے، کوڑا کرکٹ پھینکا گیا، قتل کی سازشیں ہوئیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم صبر و استقلال کا پیکر رہے۔

198۔صحیح بخاری، حدیث 613

199۔ایضاً، حدیث 1032

۳۔ خانہ کعبہ میں ابوجہل کے اکسانے پر عقبہ بن ابی معیط کا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گردن مبارک پر نماز کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی رکھنا۔اس پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صبر کیا۔

۴۔ ابوجہل کا رویہ، ابولہب اور ام جمیل کی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دشمنی ان سب باتوں کے باوجود نبیء برحق صابروشاکر رہے۔

۵۔ شعب ابی طالب میں تین سال تک محصوری، خاندان نبوت کا شدید بائیکاٹ، فاقہ کشی ان سب باتوں پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیشہ صبر کیا۔

۶۔ نبوت کے دسویں سال حضرت زید بن حارث (م:۸ھ) کے ہمراہ طائف میں اسلام کی دعوت اور اہلِ طائف کا نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ظالمانہ سلوک، شریر لوگوں کا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر پتھر برسانا جس سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مبارک جسم زخمی ہوگیا اس پر بھی صبر واستقلال کا مظاہرہ فرمانا۔

الغرض آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پوری زندگی صبر واستقلال کا پیکر رہے ہر ظلم، زیادتی، مصیبت، تکالیف اور کفار کے عزائم پر صبر فرماتے رہے اور آخر میں جب مکہ فتح ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمام لوگوں کی عام معافی کا اعلان فرما دیا۔جس کی وجہ سے پورا مکہ مسلمان ہوگیا۔رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسی صبر واستقلال اور حلم کو نعت گو شعراء نے بہت عمدگی کے ساتھ رقم کیا، بہزاد لکھنوی (م:۱۹۷۴ء) لکھتے ہیں:

حلم کی تاکید تھی حق کی طرف سے آپ کو
صبر ہے اتنا ہی میٹھا صبر جتنا کر سکو

آپ کی جانب سے اتنی صبر کی کوشش ہوئی
مرتے دم تک بھی نہ اس میں آپ سے لغزش ہوئی (200)

سہیل اقبال (م:۱۹۵۵ء) نے لکھا:

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے، گالی دی، پتھر برسائے
اس پر چھڑکی پیار کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم
سم کے بدلے داروئے شفا دی، طعن سنے اور نیک دعا دی
زخم سہے اور بخشا مرہم صلی اللہ علیہ وسلم (201)

اب کہاں ایسی روایت کوئی انساں لائے
ان پہ جو سنگ اٹھائے وہی ایماں لائے
اپنے دشمن کے ٹھکانے کو کیا جائے اماں
وہ محبت کے جہاں میں نئے امکاں لائے

(واجد امیر)

کرے گی اس سے ہر ایک رت، کسبِ فیض
وہ منبعِ حلم و معدنِ علم وجود

(ریاض مجید)

عداوت بدزبانی، بے رخی، اپنوں کا کٹ جانا
نبی نے راہ میں تبلیغ کی، کیا کیا نہیں دیکھا

200۔ بہزاد لکھنوی، بیانِ حضور، ص180

201۔ سہیل اقبال، موجِ کوثر، ص21

نہایت خندہ پیشانی سے ہر تلخی گوارا کی
رویہ ان کا لوگوں نے کبھی روکھا نہیں دیکھا
مقدم فائدہ تھا آپ کے نزدیک اوروں کا
پیمبر نے کسی لمحے، مفاد اپنا نہیں دیکھا
نعیم اس بات پر تاریخ کے صفحات شاہد ہیں
فلک نے ان سے بڑھ کر خوبیوں والا نہیں دیکھا

(ضیاءالدین نعیم)

آپ نے نفرت نہ کی، دشمنوں سے بھی کبھی
پیکرِ حلم و یقیں، رحمۃ اللعالمین
سامنے رکھی سدا، آپ نے رب کی رضا
آفریں صد آفریں، رحمۃ اللعالمین
کبھی ہوئی ان پہ سنگ باری، کبھی ہوئی بھوک و پیاس طاری
جبیں پہ لیکن شکن نہ لائے، صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
وہ جو طائف میں گزری، رہے ذہن میں
صبر سے آزمائش سہے آدمی

(ضیاءالدین نعیم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عفوودرگزر

عفو کا لغوی معنی ہے مٹانا، محو کرنا، سزا نہ دینا، معاف کر دینا یا اختیار رکھنے کے

باوجود انتقام نہ لینا یعنی درگزر کرتے ہوئے معاف کردینا عفو کہلاتا ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر عفوودرگزر کی اہمیت کو بیان فرمایا چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا (202)

''یا کسی کی برائی کو معاف کرو تو بیشک اللہ معاف کرنے والا اور قدرت والا ہے''۔

وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (203)

''اور یہ بات خوفِ خدا کے زیادہ قریب ہے کہ تم معاف کرو''۔

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا (204)

''پس معاف کردیا کرو اور درگزر کرتے رہا کرو''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بھی عفوودرگزر سے کام لیا کرتے تھے اور اپنی احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی کی تلقین فرمائی اس ضمن میں چند احادیث مبارکہ پیش ہیں صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہؓ (م:۵۸ھ) سے روایت ہے:

عن عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انھا قالت ما خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بین امرین الا

202۔ القرآن الکریم، النساء:149

203۔ القرآن الکریم، البقرہ:237

204۔ القرآن الکریم، البقرہ:286

اخذ ایسرھما مالم یکن اثما فان کان اثما کان ابعد الناس منه وما انتقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وا له و سلم لنفسه الا ان تنتھک حرمة اللہ عز و جل (205)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہؓ (م:۵۸ھ) بیان کرتی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان میں سے آسان چیز کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سب سے زیادہ اس سے دور رہتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا سوائے اس کے کہ کوئی شخص اللہ کی حدود کی خلاف ورزی کرے"۔

صحیح مسلم کے کتاب الفضائل کے باب میں ہی ایک دوسری حدیث حضرت عائشہؓ (م:۵۸ھ) سے ہی مروی ہے:

عن عائشه قالت ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وا له و سلم شیئا قط بیده و لا امراة و لا خادما الا ان یجاھد فی سبیل اللہ و ما نیل منه شیء قط فینتقم من صاحبه الا ان ینتھک شیء من محارم اللہ فینتقم للہ عز و جل (206)

205۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث 5925

206۔ صحیح مسلم، حدیث 5928

''حضرت عائشہ صدیقہؓ (م:۵۸ھ) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، کسی عورت کو نہ کسی خادم کو البتہ جہاد فی سبیل اللہ میں قتال فرمایا اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کوئی نقصان پہنچایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے انتقام نہیں لیا سوائے اس کے یہ کہ اللہ کی حدود کی خلاف ورزی کی جائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے لئے انتقام لیتے''۔

حضرت ابو ہریرہؓ (م:۵۳ھ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب (207)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو کشتی کرتے وقت دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان تو وہ ہے کہ جب اسے غصہ آئے تو اپنے اوپر قابو رکھے''۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ (م:۷۳ھ) روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں اپنے خادم کو کتنی مرتبہ معاف کروں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاموش رہے

207۔ صحیح مسلم، حدیث 2142

اس نے پھر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خادم کا قصور کتنی مرتبہ معاف کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر روز ستر مرتبہ۔ (208)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت طیبہ سے عفو و درگزر کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مشہور دشمنانِ اسلام کو معاف فرمایا، اہل طائف کو معاف فرمایا، مدینہ کے یہودیوں کو معاف فرما کر درگزر سے کام لیتے رہے، فتح مکہ پر عام معافی کا اعلان فرمایا، صلح حدیبیہ کے موقع پر ستر آدمی گرفتار ہوئے انہیں معاف فرمایا، مسجد نبوی میں پیشاب کرتے والے شخص کو معاف فرمایا، ایک بدو آیا اس نے غلے کا مطالبہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے گستاخی کی مگر نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نا صرف اسے معاف کیا بلکہ اسے غلہ اور کھجوریں عطا کیں، سراقہؓ (م: ۲۴ھ) بریدہ اسلمیؓ (م: ۶۳ھ) اور کوڑا پھینکنے والی عورت کو بھی معاف فرمایا۔ الغرض نبی کریم صلی اللہ اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلے نہیں لیتے تھے بلکہ ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس عادت مبارکہ کو نعت گو شعراء نے بھی اپنا موضوع بنایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت کے اس پہلو کو منظوم کیا۔

ہر بار آپ نے اسے دل سے کیا معاف
سو بار بھی کسی نے اگر کوئی بھول کی

(ممتاز گورمانی)

وقارِ سکوت اور حسنِ تکلم

208۔ جامع ترمذی، باب صلہ رحمی، حدیث 2034

تجھے دینے والے نے کیا کیا دیا ہے

تو دلجوئی اور غم گساری کا پیکر

تو خیر البشر اشرف الانبیا ہے

طبیعت میں دلسوزی و دل نوازی

تو دیگر کے دردِ دل کی دوا ہے

تو کرتا ہے توقیر و تکریمِ مہماں

تو بے برگ و نادار کا آسرا ہے

(عبدالعزیز خالد)

سلام اس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے

سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں

سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اس پر کہ جس نے دشمن کو حیاتِ جاوداں دے دی

سلام اس پر ابوسفیان کو جس نے اماں دے دی

سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں

سلام اس پر ہوا مجروح جو بازارِ طائف میں

(ماہرالقادری)

وہ عفوان کا وہ ان کی شفقت، وہ فتح کے دن بھی یہ عنایت

کہ جائے ہر شخص امان پائے، صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

کہ تکلیف دینے والوں کو بھی بددعا نہ دی
تکلیف دینے والوں کا کتنا خیال ہے
کہ کشادہ ظرفی وہ دشمن سے آپ نے برتی
خیال پھر نہ گیا اس کی دشمنی کی طرف
کمال درجے کی شفقت تھی ان کی فطرت میں
کڑی نظر سے بھی دیکھا نہیں کسی کی طرف

(ضیاء الدین نعیم)

ہے عفو خو شہِ والا کی رحمتِ بے حد
ذرا سی ہمتِ مردانہ حیلہ ساز کرے

(معظم سدا معظم مدنی)

جو ظلم سہہ کر نہ بددعا دے جو دشمنوں کو معاف کر دے
مرے نبی جیسا خلق والا نہ تھا کوئی اور ہے نہ ہوگا

(نور جہاں)

دوستوں میں آپ تھے بے حد شفیق
دشمنوں کو بھی دعا دی آپ نے

(نسیم رفیع)

دشمن کے واسطے بھی سراپا کرم تھے وہ
گو زحمتیں اٹھائیں مگر کی نہ بددعا

(ریحانہ تبسم)

کریم ایسے کہ ان کو بھی بس دعائیں دی
جو باز آتے نہ تھے آپ کو ستانے سے

(قمر آسی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع وانکساری

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت کے پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے تو ہر ایک پہلو میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تواضع اور انکساری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سادگی، فقر وتوکل، میانہ روی، کفایت شعاری، قناعت اور دیگر عادات مبارکہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے باب میں نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سادہ طرزِ زندگی اور غریب نوازی کے حوالے سے حضرت انس بن مالکؓ (م: ۹۳ھ) روایت کرتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مریضوں کی عیادت کرتے، جنازوں میں شریک ہوتے، گدھے پر سواری فرماتے اور غلام کی دعوت کو قبول فرماتے، بنو قریضہ کی لڑائی میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک ایسے گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کی چھال کی تھی اور کاٹھی بھی اسی چھال کی تھی"۔(209)

حضرت حسن بصری (م: ۱۱۰ھ) سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم از ااتی بطعام امر بہ فالقی علی الارض و قال: انما انا عبد اکل کما یاکل

209۔ جامع ترمذی، باب الجنائز، حدیث 1017

العبد و اجلس کمایجلس العبد(210)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معمول تھا کہ جب بھی کھانا پیش کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم زمین پر دستر خوان بچھا دیتے اور فرماتے: میں تو ایک بندہ ہوں، میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندے کو کھانا زیب دیتا ہے اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندے کو بیٹھنا زیب دیتا ہے''۔

حضرت انس بن مالکؓ (م: ۹۳ھ) فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وا لہ و سلم یدعی ا لی خبز الشعیر و الاھالۃ السنخۃ فیجیب، و لقد کا نت لہ درع رھنا عند یھو دی ما و جد ما یفتکھا حتی مات(211)

''جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جو کی روٹی اور کئی دن کی باسی چکنائی کی دعوت دی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبول فرما لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی وصال مبارک تک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس اس کے چھڑانے کے لئے رقم جمع نہ ہوئی''۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ (م: ۵۸ھ) روایت کرتی ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کبھی بھی رات کو کھانا صبح

210۔ المسند، کتاب الزہد، حدیث 11

211۔ الجامع الصغیر، ج 1، ص 300، حدیث 552

کیلئے بچا کر نہ رکھا اور نہ صبح کا رات کے لئے اور نہ ہی کوئی چیز
جوڑا جوڑا بناتے، نہ دو کُرتے، نہ دو اوڑھنے والی چادریں، نہ دو
تہبند اور نہ ہی دو جوتے اور نہ کبھی گھر میں فارغ دیکھے گئے یا تو
کسی مسکین کو جوتا سی کر دے رہے ہوتے یا بیوہ اور بے آسرا
عورتوں کو کپڑے سی کر دے رہے ہوتے''۔ (212)

حضرت مسروقؒ (م: ۶۲ھ) فرماتے ہیں: میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ (م: ۵۸ھ) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؓ نے میرے لئے کھانا منگوایا اور فرمایا:

''میں جب بھی سیر ہو کر کھانا کھاتی ہوں تو رونے کو جی چاہتا ہے
اور پھر رو پڑتی ہوں، مسروق کہتے ہیں: میں نے پوچھا آپ ایسا
کیوں کرتی ہیں؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: میں اس
حالت کو یاد کرتی ہوں جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم
اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ والہ وسلم نے کبھی بھی ایک دن میں دو مرتبہ روٹی اور گوشت
سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا''۔ (213)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کبھی زور سے نہیں ہنسے بلکہ تبسم فرماتے تھے اور مخاطب کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاتے تھے، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہلِ خانہ نے کبھی بھی تین دن مسلسل گندم کی روٹی

212۔ ابن جوزی، ابوعبدالرحمن، الوفا باحوال مصطفیٰ، فرید بک سٹال، لاہور (س۔ن) ص480

213۔ جامع ترمذی، کتاب الزہد، حدیث 2356

پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیٹ پر پتھر بھی باندھے۔ یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ بھوک اختیاری تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اسی عادت مبارک کو نعت گو شعراء نے شعر کے قالب میں ڈھالا جس کی چیدہ چیدہ مثالیں یہ ہیں۔ استادِ زمن مولانا حسن رضا خان (م:۱۳۲۶ھ) لکھتے ہیں:

خسروِ کون و مکان اور تواضع ایسی
ہاتھ کا تکیہ ہے ترا خاک بچھونا تیرا
خوبرویانِ جہاں تجھ پہ فدا ہوتے ہیں
وہ ہے اے ماہِ عرب حسنِ دل آرا تیرا (214)

اگر پیوندِ ملبوسِ پیمبر کے نظر آتے
ترا اے حلہ ءشاہی کلیجہ چاک ہو جاتا (215)

نعمتیں ہم کو کھلائیں اور آپ
جو کی روٹی پہ قناعت کر لی
فاقہ مستوں کو شکم سیر کیا
آپ فاقے پہ قناعت کر لی (216)

214۔ حسن رضا خان، مولانا، ذوقِ نعت، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، 2006ء، ص 12

215۔ ایضاً، ص 14

216۔ ایضاً، ص 73

مولانا حسن رضا خان کے یہ اشعار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تواضع و انکساری، ان کی قناعت پسندی، فاقہ کشی اور لباس میں پیوند ہونے کے ذکر خیر پر مشتمل ہیں۔ حالانکہ یہ سب کچھ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اختیاری تھا نہ کہ معاذ اللہ غربت کی وجہ سے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیش نظر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی تھی ناں کہ دنیوی مال و متاع۔

حفیظ تائب (م: ۲۰۰۴ء) لکھتے ہیں:

جو چٹائی پہ جھکائے ہوئے سر بیٹھا ہے
دین و دنیا کا وہ سلطان ہے سبحان اللہ
جو بنو سعد کے ریوڑ کا محافظ تھا کبھی
وہ دو عالم کا نگہبان ہے سبحان اللہ(217)

مولانا الیاس عطار اپنے نعتیہ دیوان ''وسائلِ بخشش'' میں لکھتے ہیں:

کبھی جو کی موٹی روٹی تو کبھی کھجور پانی
ترا ایسا سادہ کھانا مدنی مدینے والے
ہے چٹائی کا بچھونا کبھی خاک ہی پہ سونا
کبھی ہاتھ کا سرہانہ مدنی مدینے والے
تیری سادگی پہ لاکھوں تری عاجزی پہ لاکھوں
ہوں سلام عاجزانہ مدنی مدینے والے (218)

217۔ صبیح الدین رحمانی، اردو نعت میں تجلیات سیرت، نعت ریسرچ سنٹر کراچی (س۔ن)، ص 94

218۔ عطار، محمد الیاس قادری، وسائل بخشش، مکتبۃ المدینہ، کراچی، 2016، ص 426

اردو نعت نگاری میں شعراء کی طرح شاعرات نے بھی حصہ لیا۔ ذیل میں ان کے اشعار ملاحظہ فرمائیں:

وہ بوریا نشیں ہیں، شکم سیر بھی نہیں
اور آپ ہی کی دیکھنے والی ہے زندگی

(نورین)

قدموں میں تھی بچھی ہوئی کونین شاہ کے
بستر تھا صرف ایک چٹائی کھجور کی

(بسمل صابری)

سادہ غذا تھی ان کی پوشاک بھی تھی سادہ
کیا بات ہے ہمارے آقا کی سادگی کی

(نگہت یاسمین)

وہ جہاں بکریاں چراتے تھے
دشت و کوہ و دمن میں ساتوں رنگ
جس میں پیوند خود لگاتے تھے
ان کے اس پیرہن میں ساتوں رنگ

(فاخرہ اکبر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فقر و غناء

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیاتِ طیبہ نہایت سادہ گزری حالانکہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم چاہتے تو سونے کے پہاڑ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہمراہ چلتے مگر انہوں نے ایسی زندگی اختیار کرنے کی بجائے قناعت کو پسند فرمایا۔ اسی ضمن میں حضرت عائشہ صدیقہؓ (م:۵۸ھ) بیان کرتی ہیں جسے امام احمد بن حنبل (م:۲۴۱ھ) نے المسند میں نقل کیا:

> ''ایک انصاری خاتون میرے پاس آئی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بستر مبارک دیکھا جو چمڑے کو دہرا کر کے بچھایا ہوا تھا۔ اس خاتون نے دیکھا اور اپنے گھر چلی گئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے اون کا بھرا نرم وملائم بستر بھیجا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو دریافت کیا، یہ کیسا بستر ہے؟ میں نے عرض کی: فلاں انصاری عورت میرے پاس آئی تھی اس نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بستر دیکھا تو یہ بستر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے بھیج دیا۔ حضور نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس کو واپس کردو۔ میں نے واپس نہ کیا کیونکہ وہ مجھے گھر میں اچھا لگ رہا تھا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تین مرتبہ اسے واپس کرنے کا کہا اور فرمایا: عائشہ! یہ واپس کردو بخدا اگر میں چاہوں تو اللہ رب العزت سونے اور چاندی کے پہاڑوں کو میرے ساتھ ساتھ چلائے''۔(219)

219۔ المسند، کتاب الزہد، حدیث 20

جیسے میں پہلے عرض کر چکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فقر اختیاری تھا اس ضمن میں حضرت عمرؓ (م: ۲۳ھ) بیان فرماتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چٹائی پر اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جسم اقدس اور اس کے درمیان کوئی چیز نہ تھی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر انور کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیروں کے نیچے سلم کے پتے بچھے ہوئے تھے، سرہانے کی جانب چند کچے چمڑے لٹکے ہوئے تھے۔ پس میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پہلو میں چٹائی کے نشانات دیکھے تو میں بے اختیار رونے لگا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ کسریٰ وقیصر کیسے آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں حالانکہ آپ تو اللہ کے محبوب رسول ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ دنیا ان کے لئے ہو اور آخرت ہمارے لئے''۔(220)

امام مسلم بن حجاج (م: ۲۶۱ھ) نے صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق میں حضرت عائشہ صدیقہؓ (م: ۵۸ھ) سے یہ روایت نقل کی:

220۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، حدیث 4629

ان کنا آل محمد نمکث شھرا ما نستو قد بنار، ان ھو الا الماءو التمر (221)

''بے شک ہم آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پورا پورا ماہ اس حالت میں بھی گزارتے کہ (گھر میں پکانے کے لئے) آگ تک نہ جلائی جاتی اور صرف پانی اور کھجور پر گزارہ کرتے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت کے اس پہلو اور کو بھی متعدد نعت گو شعراء کے ہاں دیکھا جا سکتا ہے مثلاً

فقر و غنا، دونوں کا سلطاں، روح و جسد دونوں کا درماں
دین کا اور دنیا کا سنگم صلی اللہ علیہ وسلم (222)

عمر بسر کی نانِ جویں پر، سکہ چلایا چرخ و زمیں پر
فقر میں استغنا کا یہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم (223)

ترا انکسار، غنا، حیا، غمِ حشر، صدق، صفا و دعا
جو یہ سات رنگ ہوئے باہم تری شخصیت کی بنی دھنک

(نعیم صدیقی)

زر کو وقعت نہ پر کاہ برابر بھی دی
ہاتھ آئے بھی خزانے تو لٹائے شب و روز

221۔ صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، حدیث 2972

222۔ سہیل اقبال، موجِ کوثر، ص 21

223۔ ایضاً، ص 22

آپ نے دنیا کو بس ایک سرائے جانا
دہر میں، مثل مسافر کے بتائے شب و روز
نہ کھائی جو کی بھی روٹی کبھی تسلسل سے
رہے تھے عیش سے دور اس قدر خدا کے رسول
جو چاہتے تو سب آسائشیں، قدم لیتیں
یہ چاہتے ہی نہیں تھے مگر خدا کے رسول

(ضیاءالدین نعیم)

بھاری کنبہ، روزی تھوڑی
حجرے چھوٹے، کم ہے ساماں
مقصد اعلیٰ، رستہ سیدھا
توشہ تھوڑا، منزل آساں
جینا سادہ، کھانا کم کم
گدّا مسند، کٹیا ایواں
مسکینوں پر پل پل رحمت
بیواؤں پر ہر دم احساں
دامن سائل کا بھر دینا
خود رہ جانا خالی داماں

(نعیم صدیقی)

قربان تری منکسری پر ہوئی خالقت، ہوتے ہوئے قدرت

تو نے ہے چُنا فُقر کو، ٹھکرائی ہے شاہی اے آمرو ناہی!

(معظم سدا معظم مدنی)

فقر ٹھہرا خلعتِ شاہِ امم
انکساری ان کا بستر ہو گئی

(شمائلہ صدف)

فاقہ کشی کے ساتھ بھی روزے کے ساتھ بھی
آقا کریم کرتے تھے رب کی رضائے عشق

(مبشر سعید)

مندرجہ بالا تمام اشعار میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فقر و غنا کو بڑی شائستگی، خوبصورت آہنگ اور دلکش اظہاریہ سے باندھا کیا گیا ہے۔ خصوصاً ضیاء الدین نعیم اور نعیم صدیقی کے اشعار اس اعتبار سے زیادہ خوبصورت اور حسنِ زیبائش سے آراستہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا زہد و ورع

رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لیس الزهادة فی الدنیا بتحریم الحلال ولا فی اضاعة المال، ولکن الزهادة فی الدنیا ان لا تکون بما فی یدیک اوثق منک بما فی ید اللہ تعالیٰ، وان تکون فی ثواب المصیبة اذا اصبت بها ارغب منک فیها لو انها

ابقیت لک (224)

''دنیا میں زہد حلال کو حرام کرنے اور مال ضائع کرنے میں نہیں ہے بلکہ زہد یہ ہے کہ تیرا اپنے مال و متاع کی بجائے اللہ پر بھروسہ زیادہ ہو اور یہ کہ مصیبت کا سامنا کرنے پر تو اس میں (صبر و برداشت کرکے) ثواب کی زیادہ رغبت رکھتا ہو چاہے وہ مصیبت تم پر باقی رہے''۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ (م: ۷۳ھ) روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل (225)

''دنیا میں تم ایسے رہو جیسے ایک اجنبی یا مسافر رہتا ہے''۔

حضرت ابوسعید خدریؓ (م: ۶۴ھ) روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الدنیا حلوۃ حضرۃ و ان اللہ تعالیٰ مستخلفکم فیھا، فینظر کیف تعملون فاتقوا الدنیا و اتقوا النساء (226)

''بے شک دنیا شریں اور سرسبز ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں جانشین بنائے گا پھر وہ تمہارے اعمال دیکھے گا، لہٰذا دنیا

224۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، امام، سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، حدیث 2742

225۔ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، حدیث 6053

226۔ صحیح مسلم، کتاب الزہد، حدیث 2742

اور عورتوں سے بچو"۔

بچپن سے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طبیعت خلوت کی طرف مائل تھی، علامہ حلبی (م: ۱۰۴۳ھ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس میلان خلوت گزینی کا ذکر کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں:

الف صلی اللّٰہ علیہ و الہ و سلم العبادۃ و الخلوۃ فی حال کونہ طفلا(227)

"حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بچپن ہی سے عبادت اور خلوت سے انس تھا"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غارِ حرا کی خلوت اور عبادت کا ذکر کرتے ہوئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت کا زمانہ قریب تھا، حضرت عائشہ صدیقہؓ (م: ۵۸ھ) روایت کرتی ہیں:

ثم حبب الیہ الخلاء و کان یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ و ھو التعبد اللیالی ذوات العدد(228)

"پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خلوت نشینی محبوب ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غارِ حرا میں گوشہ نشین ہو کر تحنث (ایک قسم کی عبادت) کیا کرتے تھے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کئی راتیں عبادت میں مشغول رہتے"۔

227۔ حلبی، برہان الدین، السیرۃ الحلبیہ، دار الاشاعت کراچی، 1999، ج 1، ص 382

228۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث 160

اعلان نبوت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا زیادہ وقت دین اسلام کی تبلیغ اور لوگوں میں گزرتا تھا اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ساری ساری رات اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے، تہجد کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر فرض تھی، رات کو طوالت قیام کے باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاؤں مبارک سوج جایا کرتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جسم اقدس خوف خدا سے لرزتا، ہر وقت اپنی امت کی فکر دامن گیر رہتی، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم دن میں ستر ستر مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتے، رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم صبح وشام ذکر میں مصروف رہتے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عبادت کم کرنے کا کہا جاتا تو فرماتے کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زہد و عبادات کو ضیاء الدین نعیم نے اس طرح نظم کیا کہ احوال سیرت ہو بہو اپنے اشعار میں بیان کر دیئے:

تہجد میں کھڑے ہوتے تھے جب رب کی عبادت کو
تو اک سیلِ رواں اشکوں کا آنکھوں سے برستا تھا
طوالت سے قیام شب کی پاؤں سوج جاتے تھے
بدن ربِ دو عالم کی خشیت سے لرزتا تھا
دکھی حد درجہ گمراہوں کی گمراہی پہ ہوتے تھے
خیال ان کو بہت ایک اک بشر کی عاقبت کا تھا
تو کیا کفار کی خاطر تم اپنی جاں گھلا لو گے
یہ کہہ کر رب نے ان کو اتنا غم کرنے سے روکا تھا

وہ روز و شب میں ستر بار استغفار فرماتے

خدا کے نام کا ہر لحظہ ورد ان کا وظیفہ تھا

دعائیں ہیں میسر ہم کو مسنون ان کے ہر پل کی

انہوں نے اپنے ہر اک کام میں رب کو پکارا تھا

سر بسجدہ ہوئے، کی رب سے مدد کی درخواست

وقت جب بھی کٹھن سامنے لائے شب و روز

(ضیاء الدین نعیم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عہد و پیمان

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے عہدوں کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا، ایفائے عہد کے معنی ہیں عہد پورا کرنا، وعدہ نبھانا یا اپنے اقرار کا پابند ہونا۔ یعنی اپنے وعدے کو پورا کرنے کا نام ایفائے عہد ہے۔ اسلامی معاشرے میں ایفائے عہد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اور اس کی بہترین مثالیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ملتی ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔ قرآن میں کریم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (229)

''اے ایمان والو! اپنے وعدوں کو پورا کرو''۔

وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا (230)

229۔ القرآن الکریم، المائدہ:1

230۔ القران الکریم، الانعام:152

''اور اپنے عہد کو پورا کرو اس لئے کہ قیامت کے روز تم سے عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

لا دین لمن لا عهد له(231)

''جو وعدے کا پابند نہیں اس کا کوئی دین نہیں''۔

رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ہمیں ایفائے عہد کا درس ملتا ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کہ ابھی صلح نامہ لکھا جا رہا تھا تو ایک صحابی حضرت ابو جندلؓ (م:۱۸ھ) جو کہ کفار کی قید میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے انہیں کفار کی تحویل میں رہنے دیا۔ یہ واقعہ متعدد کتب سیرت میں موجود ہے۔ اسی طرح غزوہ بدر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دو صحابہ کرام حضرت حذیفہ بن یمانؓ (م:۳۶ھ) اور اب کے ایک ساتھی کو جنگ میں حصہ لینے دے منع فرمایا کیونکہ وہ کفار کی قید میں تھے اور کفار نے انہیں اس شرط پر رہا کر رکھا تھا کہ وہ جنگ میں حصہ نہیں لیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ ایسی مثالوں سے بھری ہوئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کبھی کسی سے وعدہ خلافی نہیں فرمائی ہمیشہ وعدہ وفا کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس خصوصیت و عادت مبارکہ کو نعت گو شعراء نے بھی اپنے اپنے انداز میں لکھا، اس ضمن میں بہزاد لکھنوی (م:۱۹۷۴ء) لکھتے ہیں:

231۔ المسند، حدیث 12595

عہد کر کے یاد رکھتے تھے کہ کرنا ہے وفا
اور ہر پیماں شکن کو آپ کہتے تھے بُرا
دوست ہو یا ہو وہ دشمن جس سے پیماں کر لیا
چاہے جو کچھ بھی ہوا لیکن اسے ایفا کیا (232)
ظاہر میں تھا تضاد نہ باطن میں تھا تضاد
پیشِ نظر ہے جلوت و خلوت حضور کی

(انور شعور)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شرم وحیا

رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیا کے دو چار واقعات نہیں ہیں بلکہ ان واقعات کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کثرتِ حیا کی وجہ سے کسی شخص کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں فرماتے تھے۔ یا کسی شخص کے چہرے پر نگاہ نہیں جماتے تھے۔ سورۂ الاحزاب کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شرم وحیا کے حوالے سے ایک واقعہ اشارتاً بیان ہوا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے نکاح کا ولیمہ کیا تو کھانے سے فراغت کے بعد چند لوگ بیٹھے رہے اور باتوں میں مشغول رہے۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ان کا بیٹھنا بار تھا اور بار بار کبھی اندر تشریف لے جاتے تو کبھی باہر تشریف لے آتے، مگر شرم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں اٹھنے کا حکم نہیں دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شرم وحیا کو الفاظ میں بیان کرتے ہوئے حضرت ابو

232۔ بہزاد لکھنوی، بیانِ حضور، ص 183

سعید خدری ؓ (م:۷۴ھ) روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وا لہ و سلم اشد حیاء من العذراء فی خدرھا و کان اذا کرہ شیئا عرفاہ فی وجھہ(233)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شرم وحیاء میں کنواری لڑکی سے جو اپنے پردہ میں ہو کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کوئی بات ناگوار ہوتی تو ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتے''۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ (م:۵۸ھ) روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الایمان بضع و سبعون شعبة و الحیاء شعبة من الایمان(234)

''ایمان کی ستر شاخیں ہیں اور شرم وحیا ان میں سے ایک ہے''۔

حضرت ابو مسعود عقبہ ؓ (م:۴۰ھ) روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان مما ادرک الناس من کلام النبوة الاولیٰ اذا لم

233۔ شمائل ترمذی، باب ما جاء فی حیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حدیث 1

234۔ نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1414ھ، کتاب الایمان، حدیث 1313

تستحی فافعل ما شئت(235)

''لوگو نے پہلی نبوت کا جو کلام پایا اس میں یہ بات شامل ہے کہ جب تم میں شرم و حیا نہ رہے تو جو چاہے کرو''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صفات و عادات مبارکہ کامل و اکمل تھیں اسی لئے شرم و حیا میں بھی بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اسی خصوصیت کو بہزاد لکھنوی (م: ۱۹۷۴ء) نے ان الفاظ میں لکھا:

ناگوارِ خاطرِ مخلوق جو ہوتا سخن
روکتے اس پر زباں اور بند رکھتے تھے دہن
دیکھتے تھے کب کسی کو بہ نگاہِ تیز سے
جس سے بھی کرتے سخن حسنِ تبسم ریز سے(236)

مرزا دبیر (م: ۱۸۷۵ء) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شرم و حیا کو یوں منظوم کیا:

رفیع الفضیلت امیر الورا
وسیع المروت، کثیر الحیا
بشیر و نذیر و جمیل و حسیں
لطیف و شریف و امین و متیں

(مرزا دبیر)

235۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث 3483

236۔ بہزاد لکھنوی، بیانِ حضور، ص 182

عاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ضمن میں جو اشعار مل سکے وہ سارے یہاں جمع کیے گئے۔ ان تمام اشعار میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شانِ کریمی وحسنِ عادات کو خاص موضوع بنایا گیا ہے۔ یقیناً دیگر نعت گو شعراء نے بھی ان موضوعات پر اشعار کہے ہوں گے مگر وہ دستیاب نہیں ہو سکے۔ آخر میں نعت گو شعراء کو "دعوتِ عام ہے یارانِ نقطہ داں کے لئے" کے مصداق آئیں اور حسن و جمال کے پیکر، ہادیٔ رہبر، خاتم پیمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شمائل و عادات کو نظم کرنے کی سعی کریں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ان پہلوؤں پر بھی زیادہ سے زیادہ اشعار تخلیق ہوں جو نعت گوئی کے باب میں ایک بہترین اضافے کے ساتھ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فروغ کا باعث بنیں۔

کتابیات

1۔القرآن الکریم

2۔ابن جوزی، ابوعبدالرحمن، الوفا باحوال مصطفیٰ، فرید بک سٹال لاہور (س۔ن)

3۔ابن سعد، ابوعبداللہ محمد، الطبقات ابن سعد، الطباعۃ والنشر، بیروت، 1398ھ

4۔ابن عساکر، علی بن حسن، السیرۃ النبویہ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1421ھ

5۔ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، شمائل الرسول، دارالمعرفہ بیروت (س۔ن)

6۔ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دارصادر، بیروت، 1414ھ

7۔ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دارلکتب العلمیہ بیروت، 1414ھ

8۔احمد بن حنبل، امام، المسند، دارالکتب العلمیہ بیروت (س۔ن)

9۔ اصلاحی، ضیاء الدین، مولانا، تذکرۃ المحدثین، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ (س۔ن)

10۔اصفہانی، راغب، حسن بن محمد، المفردات، مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ، 1418ھ

11۔افتخار اعظمی، سہیل اقبال ارمغان حرم، مرکز ادب لکھنؤ، 1960ء

12۔اقبال سہیل، موجِ کوثر، جید برقی پریس، دہلی (س۔ن)

13۔النبہانی، یوسف بن اسماعیل، الانوار المحمدیہ من المواھب اللدنیہ، بیروت (س۔ن)

14۔عطار، محمد الیاس قادری، وسائل بخشش، مکتبۃ المدینہ، کراچی، 2016ء

15۔ اوج، مرزا حفیظ، ذکرِ منیر، اوج پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور، 2020ء

16۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، داراحیاء الترث العربی، بیروت، 1414ھ

17۔ بریلوی، احمد رضا، امام، حدائق بخشش، مکتبۃ المدینہ کراچی، 1433ھ

18۔ بہزاد لکھنوی، بیانِ حضور، ساقی بک ڈپو، دہلی (س۔ن)

19۔ بیہقی، احمد بن حسین، دلائل النبوۃ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1405ھ

20۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، شمائل المحمدیہ (شمائل ترمذی)، موسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت، 1412ھ

21۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، دارالغرب الاسلامی، بیروت، 1998ء

22۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، شمائل ترمذی، مترجم: مولانا محمد زکریا (خصائص نبوی)، المیزان ناشران وتاجران کتب لاہور (س۔ن)

23۔ حافظ لدھیانوی، مطلع الفجر، بیت الادب لاہور، 1998ء

24۔ حسن رضا خان، مولانا، ذوقِ نعت، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، 2006ء

25۔ حلبی، برہان الدین، السیرۃ الحلبیہ، دارالاشاعت کراچی، 1999ء

26۔ حمید الدین احمد، سید، گلہائے عقیدت، اقلیم نعت کراچی، 2001ء

27۔ خازن، عمر بن خلیل، لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر خازن)، دارالمعرفہ، بیروت (س۔ن)

28۔ رازی، فخر الدین، امام، تفسیر کبیر، دارلکتب العلمیہ بیروت، 1414ھ

29۔ ریالوی، عبدالصمد، خصائص محمدی شرح شمائل ترمذی (اردو شرح)، الضارالسنہ

پبلی کیشنز، لاہور(س۔ن)

30۔زرقانی، محمد بن عبد الباقی، شرح المواھب اللدنیہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1417ھ

31۔سعید وارثی، ورثہ، بزم وارث، شاہ فیصل کالونی کراچی، 1987ء

32۔سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، 2007ء

33۔سعیدی، غلام رسول، علامہ، شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال، لاہور 2010ء

34۔سہیل اقبال، موج کوثر، غامی پریس لکھنؤ (س۔ن)

35۔شاکر القادری، سید، چراغ، القلم ادارہ مطبوعات، لاہور، 2016ء

36۔صالحی، محمد بن یوسف، ابو عبد اللہ، سبل الہدیٰ والرشد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1414ھ

37۔صبیح الدین رحمانی، سید، اردو نعت میں تجلیاتِ سیرت، نعت ریسرچ سنٹر کراچی (س۔ن)

38۔طاہر القادری، ڈاکٹر، حسن سراپا، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2002ء

39۔طبرانی، سلمان بن احمد، معجم الکبیر، مطبعۃ الزہرا الحدشیہ، عراق (س۔ن)

40۔قسطلانی، شہاب الدین، المواھب اللدنیہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت (س۔ن)

41۔گوہر ملسیانی، مظہرِ نور، گوہر ادب پبلی کیشنز، صادق آباد، 1982ء

42۔گوہر ملسیانی، ارمغان شوق، گوہر ادب پبلی کیشنز، صادق آباد، 2011ء

43۔ماہنامہ "نعت" لاہور (مدیر: راجا رشید محمود) ج5، شمارہ 10، اکتوبر 1992ء

44۔ مسلم بن حجاج، قشیری، امام، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، دار احیاء الترث العربی، بیروت، 1414ھ

45۔ مظہر الدین مظہر، باب جبریل، حریم ادب، راولپنڈی، 2009ء

46۔ مظہر الدین مظہر، حافظ، تجلیات، حریم ادب، راولپنڈی، 1993ء

47۔ ملا علی قاری، شرح الشفاء، مکتبہ نزار الباز، مصر، 1309ھ

48۔ ملا علی قاری، نور الدین، جمع الوسائل فی شرح الشمائل، المطبعۃ الشرفیہ، مصر، 1318ھ

49۔ مناوی، عبد الرؤف بن تاج، حاشیہ بر جمع الوسائل، (م۔ن) (س۔ن)

50۔ منور بدایونی، کلیاتِ منور، جہانِ حمد پبلی کیشنز، اردو بازار کراچی، 2008ء

51۔ نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، دار احیاء الترث العربی، بیروت، 1414ھ

52۔ نقوش رسول نمبر (مدیر: محمد طفیل) ادارہ فروغِ اردو لاہور (س۔ن)

فہرست شعراء

آ

ا

ب

ت

ث

ج

ح

حافظ شیرازی

حافظ لدھیانوی

حافظ مظہر الدین مظہر

حسان بن ثابت

حسن رضا خان

حسین صفوی

حشمت یوسفی

حفیظ اوج (مرزا)

حفیظ باجوہ

حفیظ تائب

حمید الدین احمد

حمیرا راحت

خ

خاور چشتی

خورشید ربانی

ذ

ذہین شاہ تاجی

ر

راجا رشید محمود

رضوان انجم

رمضان حیدر فردوسی

رئیس امروہوی

ریاض مجید (ڈاکٹر)

ریحانہ تبسم

س

سعید وارثی

سلیم اختر فارانی

سلیم گیلانی

سہیل اقبال

سید شاہ ابراہیم عفو

سید محمد اکمل اجملی

ش

شاکر القادری (سید)

شائستہ کنول عالی

شبیر تونسوی

ص

ض

ط

ع

عبدالمجید نظر

عزیز احسن

عزیز الدین خاکی

غ

غزالہ انجم

غلام دستگیر نامی

غلام مصطفی امجد

ف

فاخرہ اکبر

فیاض احمد کاوش (پروفیسر)

فیض الرسول فیضان

ق

قصری کانپوری

قمر آسی

ک

کاوش بدری

کنیز زینب

گ

ل

م

ن

و

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اوج
پبلی کیشنز
ملتان